AL JAMIATUL ASHRAFIA, MUBARAKPUR, AZH.(U.P.)
DARUL ULOOM AHLE SUNNAT MADRASA ASHRAFIA MISBAHUL ULOOM
MANAGED BY
MUBARAKPUR

ashrafiamonthly@gmail.com
https://aljamiatulashrafia.in
مارچ 2022

الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی و علمی ترجمان

ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور

حضور حافظ ملت بلا شبہہ روحانیت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں، شاید ہی کوئی وقت ہو جب وہاں قرآن خوانی اور ایصال ثواب یا دعا نہ کی جاتی ہو۔ عام دنوں کی شبوں میں جب انسانوں کی آمد و رفت ختم ہو جاتی ہے تو صالحین جنات کی تشریف آوری شروع ہو جاتی ہے، وہ اپنے انداز سے تلاوتیں اور دعائیں کرتے ہیں۔

حضور حافظ ملت قدس سرہٗ کا دربار بلا شبہہ دعاؤں کی قبولیت کا مقام ہے، ہم بخوبی جانتے ہیں آپ کی بارگاہ میں ضرورت مند اور پریشاں حال آتے ہیں، آپ کے طفیل اللہ تعالیٰ ان کی ضرورتیں اور پریشانیاں دور فرما دیتا ہے۔ کتنے ہی لا علاج آتے ہیں، آسیب زدہ، جنات اور شیاطین کے ستائے ہوئے آتے ہیں۔ آپ کی بارگاہ میں ایصالِ ثواب کے بعد حاجتیں پیش کی جاتی ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل حاجت مندوں کی حاجتیں پوری فرما دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر بھی آپ کے فیوض و برکات کے نہ بند ہونے والے راستے کھول دے۔ آمین۔

مُبارک حسین مِصباحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیادگار: حضور حافظِ ملت علامہ شاہ الحاج عبد العزیز قدس سرہٗ بانی الجامعۃ الاشرفیہ

الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی و علمی ترجمان

ماہ نامہ

اشرفیہ

مبارک پور

زیر سرپرستی

عزیز ملت حضرت علامہ شاہ

عبد الحفیظ عزیزی

سربراہِ اعلیٰ

الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

THE ASHRAFIA MONTHLY Mubarakpur. Azamgarh (U.P.) India. 276404

جلد نمبر 46 شمارہ 3

مارچ 2022ء

شعبان 1443ھ

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ : مبارک حسین مصباحی

منیجر : محمد محبوب عزیزی

تزئین کار : مہتاب پیامی

مجلس مشاورت

مولانا محمد احمد مصباحی

مفتی محمد نظام الدین رضوی

مولانا محمد ادریس بستوی

مولانا محمد عبد المبین نعمانی

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ

دفتر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور اعظم گڑھ یو۔ پی۔ ۲۷۶۴۰۴

+91 9935162520 (Manager)

زرِ تعاون

قیمت عام شمارہ: 30 روپے

سالانہ (بذریعہ سادہ ڈاک) 300 روپے

سالانہ (بذریعہ رجسٹری) 600 روپے

سری لنکا، بنگلا دیش، پاکستان، سالانہ

750 روپے

دیگر بیرونی ممالک

25$ امریکی ڈالر 20£ پونڈ

نوٹ: آپ ماہنامہ اشرفیہ ہر ماہ انٹرنیٹ پر بھی پڑھ سکتے ہیں۔

http://www.aljamiatulashrafia.org

Email : ashrafiamonthly@gmail.com

mubarakmisbahi@gmail.com

info@aljamiatulashrafia.org

BHIM

BHIM UPI Payments Accepted at

ASHRAFIA MONTHLY

ASHRAFIA MONTHLY

A/c No. 3672174629

Central Bank Of India

Branch : Mubarakpur IFSC : CBIN0284532

اکاؤنٹ میں رقم جمع کرنے کے بعد آفس کے نمبر پر فون کریں یا بذریعہ ڈاک مطلع کریں۔ (منیجر)

مولانا محمد ادریس بستوی نے فیضی کمپیوٹر گرافکس، گورکھ پور سے چھپواکر دفتر ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ سے شائع کیا۔

نگارشات

اداریہ	حضور حافظِ ملت علیہ الرحمہ کا 47واں عرس	مبارک حسین مصباحی	3
	مطالعۂ قرآن		
تفہیمِ قرآن	انانیت کا انجام	مولانا حبیب اللہ بیگ ازہری	8
	مطالعۂ حدیث		
تفہیمِ حدیث	علمِ غیبِ مصطفیٰ ﷺ (تیسری قسط)	مفتی محمود علی مشاہدی	10
	فقہیات		
آپ کے مسائل	کیا فرماتے ہیں علماے دین؟	مفتی محمد نظام الدین رضوی	12
	نظریات		
فکرِ امروز	موجودہ حالات میں کرنے کے کچھ کام	مولانا محمد عبد المبین نعمانی	14
	اسلامیات		
شعاعیں	اولاد قیمتی سرمایہ	مولانا محمد عارف رضا نعمانی مصباحی	16
	معمولاتِ اہل سنت		
ترغیبِ عمل	تعلق باللہ کی اہمیت	مفتی توفیق احسن برکاتی	18
	اساطینِ تصوف		
ذکرِ جمیل	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	محمد اعظم مصباحی مبارک پوری	20
	شخصیات		
انوارِ حیات	حضرت مولانا مفتی آلِ مصطفیٰ مصباحی علیہ الرحمہ	مبارک حسین مصباحی	22
	سیاسیات		
آئینۂ عالم	عصرِ حاضر کا دینِ ابراہیمی اور عالمِ عرب کے بھٹکتے قدم	مہتاب پیامی	27
	بزمِ دانش		
فکر و نظر	سرکارِ مدینہ ﷺ اور ماہِ شعبان	محمد مبشر رضا ازہر مصباحی/ پیر محمد تبسم بشیر اویسی	31
	ادبیات		
نقد و نظر	مصباح المصلی معروف بہ "تاج شریعت"	تبصرہ نگار: مبارک حسین مصباحی	38
خیابانِ حرم	منظومات	سید شمیم احمد گوہر مصباحی	45
	وفیات		
سفرِ آخرت	فقیہِ عصر ایک علمی شخصیت	مفتی محمد ذاکر حسین اشرفی جامعی	46
	تعزیات	محمد مسیح احمد قادری/ مولانا محمد عبد المبین نعمانی/ توفیق احسن برکاتی/ مبارک حسین مصباحی	48
	مکتوبات		
صدائے بازگشت	سید شمیم احمد گوہر/ خواجہ ساجد عالم لطفی مصباحی/ سید صابر حسین شاہ بخاری		50
	سرگرمیاں		
رودادِ چمن	اعزازی ممبری حاصل کرنے والے خوش نصیب حضرات	مولانا محمد محبوب عزیزی	52
خیر و خبر	گھٹپ دیو میں عرس حافظِ ملت علیہ الرحمہ/ گلبرگہ میں عرس حضور حافظِ ملت علیہ الرحمہ/ ہبلی میں عرسِ عزیزی/ حضور حافظِ ملت کا تعلیمی مشن/ بنارس میں الحاج عبد الحکیم عزیزی کے دولت کدے پر عرس حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ		54

حضور حافظِ ملت علیہ الرحمہ کا 47 واں عرس

2022ء میں فارغینِ اشرفیہ کی تعداد 544

مبارک حسین مصباحی

30 جمادی الاولیٰ وکیم جمادی الاخری 1443ھ/4، 5 جنوری 2022ء میں جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی قدس سرہٗ کا عرس منعقد ہوا، یکم جمادی الاخری بشب 11 بج کر 55 منٹ پر قل شریف ہوا، عرس حسب سابق بحسن وخوبی اختتام پزیر ہوا۔ عرس میں ملک بھر سے عوام، علما اور مشائخ نے شرکت فرمائی، جم غفیر کے باوجود کوئی بدنظمی نہیں ہوئی۔ پانچوں وقت کی جماعتوں سے پہلے "مجلس خیر خواہ" کی جانب سے آوازیں گونجتی رہیں **"حضور حافظ ملت کے عرس کا پیغام نماز باجماعت کا اہتمام"** جماعت سے قبل مجلس خیر خواہ کے نوجوان دوکانوں کے سامنے پردے ڈال دیتے اور دوکان دار خود بھی نماز باجماعت کا اہتمام فرماتے۔ عرس عزیزی کی یہ روایت زائرین کو حد درجہ متاثر کرتی ہے، ملک اور بیرون ملک بڑی پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، اس کارکردگی سے مخالفین عرس کی زبانیں بھی بند ہو جاتی ہیں جو عرس کے مراسمِ خیر پر شرک وبدعت کے فتوے لگاتے پھرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اعراس میں نمازوں کا اہتمام نہیں ہوتا، عرس عزیزی میں نہ صرف نمازوں کا بلکہ نمازوں کی جماعتوں کا بھی بھر پور اہتمام ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو بھلا کرنے، بھلا بولنے اور بھلے پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

قرآن خوانیوں اور چادروں کے جلوسوں کا اہتمام:

4 جنوری 2022ء کو نماز فجر کے بعد خانقاہ عزیزیہ پرانی بستی مبارک پور پر، بڑی تعداد میں مقامی اور بیرونی زائرین حاضر ہو کر قرآن عظیم کی تلاوت کرتے ہیں۔ تالیان کی کثرت کی وجہ سے اس بار یہ اہتمام کیا گیا کہ جو حضرات جانا چاہیں وہ اپنا تبرک لے کر رخصت ہو جائیں۔ نبیرۂ حضور حافظِ ملت نعیم ملت حضرت مولانا محمد نعیم الدین عزیزی دام ظلہ العالی کی قیادت میں پورا محلہ نظم ونسق پر نظر رکھتا ہے۔ اہلِ محلہ اور انجمن غوثیہ پرانی بستی کے ذمہ داران رات ہی میں فاتحہ کے لیے تبرک تیار کر لیتے ہیں۔ تلاوت، نعت، منقبت اور خطاب ہوا۔ صاحبِ سجادہ حضور عزیز ملت علامہ شاہ عبد الحفیظ عزیزی سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ نے شجرہ خوانی فرمائی اور رسولِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایصال ثواب کیا گیا، ان کے وسیلے سے تمام انبیاو رسل، صحابۂ کرام اور اولیاے کاملین کو نذر کیا اور خاص طور سے حضور حافظ ملت نور اللہ مرقدہ کی بارگاہ میں ایصال ثواب کیا گیا۔ اسی کے ساتھ ملک وملت اور عالمِ اسلام کے لیے دعائیں کی گئیں، امن وسکون کی بحالی، کورونا، امیکرون اور دیگر بیماریوں سے نجات کے لیے دعا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ حضور صاحبِ سجادہ کی دعاؤں کو مستجاب فرمائے۔ آمین۔

5 فروری 2022ء کو فجر کی نماز کے بعد حضور حافظ ملت نور اللہ مرقدہ کے مزار اقدس پر قرآن خوانی کا باضابطہ اہتمام ہوتا ہے۔ شجرہ خوانی اور دعاؤں کے ساتھ ایصال ثواب کی رسم ادا کی جاتا ہے، تبرک تقسیم کیا جاتا ہے، حضور حافظ ملت بلا شبہہ روحانیت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں، شاید ہی کوئی وقت ہو جب وہاں قرآن خوانی اور ایصال ثواب یا دعا نہ کی جاتی ہو۔ عام دنوں کی شبوں میں جب انسانوں کی آمد ورفت ختم ہو جاتی ہے تو صالحین جنات کی تشریف آوری شروع ہو جاتی ہے، وہ اپنے انداز سے تلاوتیں اور دعائیں کرتے ہیں۔

حضور حافظ ملت قدس سرہٗ کا دربار بلا شبہہ دعاؤں کی قبولیت کا مقام ہے، ہم بخوبی جانتے ہیں آپ کی بارگاہ میں ضرورت منداور پریشاں حال آتے ہیں، آپ کے طفیل اللہ تعالیٰ ان کی ضرورتیں اور پریشانیاں دور فرما دیتا ہے۔ کتنے ہی لاعلاج آتے ہیں، آسیب زدہ، جنات اور شیاطین کے ستائے ہوئے آتے ہیں۔ آپ کی بارگاہ میں ایصالِ ثواب کے بعد حاجتیں پیش کی جاتی ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل حاجت مندوں کی حاجتیں پوری فرما دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر بھی آپ کے فیوض وبرکات کے نہ بند ہونے والے راستے کھول دے۔ آمین۔

mubarakmisbahi@gmail.com

دونوں دن حضور صاحب سجادہ کی قیادت میں چادروں کے جلوس نکلتے ہیں، مختلف انجمنیں یکے بعد دیگرے منظوم چادریں پڑھتی ہیں۔ عشق و عقیدت کی مسحور کن جلوہ ریزیاں ہوتی ہیں۔ یہ جلوس خانقاہ عزیزیہ پرانی بستی مبارک پور سے حضور حافظ ملت نور اللہ مرقدہ کے مزار اقدس تک نکلتے ہیں۔ دونوں دن حضور صاحبِ سجادہ دامت برکاتہم القدسیہ شجرہ خوانی کرتے ہیں اور زائرین اور عالمِ اسلام کے لیے رقت انگیز دعائیں کرتے ہیں۔ مبارک پور کے مختلف محلوں سے عقیدت مندانہ چادروں کے جلوس آتے ہیں اور حسب روایت چادریں پیش کرتے ہیں۔

پہلے دن کے اجلاس کی روداد:

عشا کی نماز کے بعد 4 جنوری کو عزیز المساجد میں اجلاسِ عام کا انعقاد ہوا، تلاوتِ قرآن عظیم نے پورے ماحول کو معطر کردیا، نظامت کے فرائض حضرت مولانا قیصر اعظمی انجام دے رہے تھے۔ نعت و منقبت کے بعد حضرت مولانا ہارون مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور، حضرت مولانا محمد فاروق مصباحی جموں وکشمیر اور حضرت مولانا ضیاء الحسن ضیائی خیر آبادی کے حضور حافظ ملت اور ان کی خدمات کے زریں موضوع پر خطابات ہوئے۔ یہ ایک سچائی ہے کہ استاذ العلما حضور حافظ ملت دین وسنیت کی عظیم شخصیت تھی آپ نے دین ودانش کے فروغ کے لیے جامعہ اشرفیہ قائم فرمایا جو ملک بھر میں اپنی مثال آپ ہے اور روحانی اشغال اور اپنے پرکشش معمولات سے اپنے پورے عہد کو متاثر کیا۔ وہ کچھ کر دکھایا کہ ایک عام انسان سے جس کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ آپ نے شعور و بلوغ کے بعد نمازِ تہجد اور قرآن عظیم کی تلاوت کا معمول بنایا تو وہ زندگی کے آخری سانس تک جاری رکھا۔

درمیان میں ناظمِ اجلاس لفظوں کا جادو جگاتے ہوئے اساتذۂ شعر و سخن کے منتخب اشعار پیش فرماتے رہے۔ شعرا اور نعت خوانوں میں محمد ابو طلحہ، محمد شبیر اشرفی اورنگ آبادی، قاری نصیر الدین مبارک پوری، صدام حسین قادری، حضرت قاری محمد نور الہدیٰ مصباحی اور غلام عبد القادر تیغی نے منظوم نعتیں اور مناقب پیش فرمائے۔

پہلی نشست میں الہ آباد کے معروف استاذ و خطیب حضرت مولانا مفتی مجاہد حسین مصباحی دام ظلہ العالی کا سنجیدہ اور علمی خطاب بھی ہوا۔ آپ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے نام ور اور باصلاحیت فاضل ہیں۔ آپ نے سرکار حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی عظیم شخصیت اور ان کے فکر وعمل کے موضوع پر معلومات افزا خطاب فرمایا: آپ نے بیان کیا کہ "یہ جامعہ ناچیز کا مادرِ علمی ہے، آج سے ٹھیک چوالیس سال پہلے ہماری یہاں سے فراغت ہوئی اور میں یہاں کا ادنیٰ طالب علم رہ چکا ہوں۔

چمن والو ہمیں کیوں اجنبی نظروں سے تکتے ہو ہمارا بھی اسی گلشن میں اک دن آشیانہ تھا

ناچیز کا سب سے بڑا تعارف یہ ہے کہ میں نے آقائے نعمت سیدی سرکار حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے کانٹی نیو چار برس تک پیر دبائے ہیں۔ یہ میرا سب سے بڑا تعارف ہے، یہ میری سب سے بڑی سعادت مندی ہے۔

دوسرا تعارف یہ ہے کہ 1392ھ میں جب میں یہاں داخلے کے لیے آیا تو داخلہ فارم پر سیدی سرکار حافظِ ملت نے دستخط ثبت فرمایا۔ آج میں فخر محسوس کررہا ہوں کہ اپنے آقائے نعمت کے سینتالیسویں سالانہ عرس کی تقریب کے موقع پر اساتذۂ اشرفیہ کے سامنے، جانشین حضور حافظِ ملت کے سامنے لب کشائی کررہا ہوں۔ ہم علم کے ایک کارخانے میں موجود ہیں، یہ کارخانہ حضور حافظِ ملت کا لگایا ہوا ہے۔

ماہ نامہ اشرفیہ کے حافظ ملت نمبر کی جدید اشاعت:

اسی دوران جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے صدر المدرسین حضرت علامہ مفتی بدرِ عالم مصباحی دامت برکاتہم القدسیہ مائک پر تشریف لائے، آپ کے ہاتھوں میں ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور کا یادگار اور تاریخی "**حافظِ ملت نمبر**" تھا۔ آپ نے اپنے فصیح لہجے میں مختصر تعارف فرمایا اور بصد ادب صاحب سجادہ حضرت عزیز ملت دامت برکاتہم القدسیہ کی بارگاہ میں پیش کیا، حضرت نے اپنے ہاتھوں سے رسم رونمائی فرمائی اور پھر حضرت شیخ الجامعہ نے خلیفۂ حضور عزیز ملت حضرت مولانا قاری محمد اسلام اللہ ساحلؔ عزیزی کو پیش کیا، آپ نے بصد شکر و ادب قبول فرمایا۔ یہ دستاویزی نمبر حضرت علامہ بدر القادری علیہ الرحمہ کے دورِ ادارت میں شعبان، رمضان 1398ھ/جولائی اگست 1978ء میں منظرِ عام پر آیا تھا۔ یہ نمبر ملک اور بیرون ملک خوب معروف اور مقبول ہوا، اسے ختم ہوئے بھی زمانہ گزر گیا۔ امسال 2022ء میں درجۂ فضیلت کے فارغین نے قدرے اضافوں کے ساتھ کمپوزنگ کرا کے شائع کیا ہے۔ اب اس کے صفحات 736 ہو گئے ہیں۔ بلند ہمت فارغینِ اشرفیہ نے ایک اہم کام

یہ کیا کہ مضامین کے آغاز میں قلم کاروں کا ممکن حد تک مختصر تعارف کرا دیا۔ موجودہ اشاعت میں عام صفحات پر ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور کو ترک کر دیا ہے، نیز جلد 3، شمارہ 29، 30، 31، جون جولائی اگست 1978ء/رجب، شعبان، رمضان 1398ھ بھی ترک کر دیا گیا ہے۔ اگر ابتدائی صفحات نکال دیے جائیں تو یہ پتہ لگانا مشکل ہوگا کہ یہ نمبر کس ماہ نامے کا ہے۔ قدیم نمبر کی پریس لائن والا صفحہ بھی نکال دیا گیا ہے جس میں ''سرپرست: حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب قبلہ جانشین حافظِ ملت'' وغیرہ۔ اس صفحے کا عکس من وعن لگ جاتا تو بہتر ہوتا۔

آغاز میں چند تحریروں کا اضافہ کیا ہے، کلماتِ بابرکات از عزیز ملت علامہ شاہ عبدالحفیظ دام ظلہ العالی، ''کلمات طیبات'' از مفتی محمد نظام الدین رضوی، ''کلماتِ تحسین'' از مفتی بدرِ عالم مصباحی، ''ارمغان خلوص'' از مبارک حسین مصباحی، ''مقدمہ'' از: اختر حسین فیضی۔ حضرت مولانا محمد نظام الدین مصباحی صدر المدرسین دارالعلوم غوثیہ بلیک برن انگلینڈ نے جانشین حضور حافظِ ملت علامہ شاہ عبدالحفیظ عزیزی سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے ایک انٹرویو انگلینڈ کی سرزمین پر لیا تھا۔ حضرت مولانا مفتی محمود احمد مشاہدی مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے اسے نقل و ترتیب کے مراحل سے گزارا ہے۔ پہلے یہ بہ عنوان ''انٹرویو شیخ طریقت حضرت علامہ شاہ عبدالحفیظ دام ظلہ العالی سربراہِ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ'' ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور جولائی 2020 میں شائع ہوا۔ ہم نے اسے بڑے اہتمام سے شائع کیا تھا مگر افسوس نمبر میں اس کا اضافہ کرنے والوں نے ماٰخذ کا ذکر کیے بغیر مکمل مواد اٹھا لیا۔ خیر مقامِ مسرت ہے کہ اسے اس نمبر کے آخر میں ضم کر دیا گیا۔ اس تفصیلی ہم کلامی میں حضور حافظِ ملت اور جامعہ اشرفیہ کے حوالے سے بھی بڑی گراں قدر معلومات ہیں اور خود جانشین حضور حافظِ ملت سے تو انٹرویو ہی لیا گیا تھا۔ عہدِ حاضر کے بھی بہت سے مسائل اس میں آ گئے ہیں۔ نمبر میں اس پیش کش پر ہم ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔ فجزاهم الله تعالیٰ خير الجزاء.

حضرت علامہ بدر القادری علیہ الرحمہ کی ترتیب کو بعینہ باقی رکھا گیا ہے، حسب ذیل ابواب ہیں: **پیغامات — تبرکات — تاثرات — فضائل و کمالات — سیرت و سوانح — کارنامے — روحانیت — متفرق مضامین — اہلِ تعلق — مناقب۔**

اس نمبر کی خاص بات ہے کہ اس میں اہلِ سنت کے اکابر اور مشائخ کے قلمی تبرکات اور تاثرات ہیں۔ ان میں سید العلما سند الاصفیا حضور احسن العلما مولانا سید مصطفیٰ حیدر حسن مارہروی، حضور برہانِ ملت جبل پوری مفتی اعظم مدھیہ پردیش، حضرت مولانا حکیم الحاج سید شاہ عزیز احمد حلیمی ابوالعلائی سجادہ نشیں خانقاہ حلیمیہ ابوالعلائیہ، چک نیا حجرہ، الہ آباد، امینِ شریعت حضرت مولانا مفتی محمد رفاقت حسین مفتیِ اعظم کان پور، شہزادۂ غوث الوریٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ حضرت القادری دربار شریف قادریہ کولکاتا، حضرت حکیم محمد موسیٰ امرت سری صدر مرکزی مجلسِ رضا لاہور، علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری، جامعہ نظامیہ لاہور۔ یہ شخصیات اب دنیا سے رخصت ہو چکی ہیں، اللہ تعالیٰ سب پر رحمت و غفران کی بارش فرمائے۔ آمین۔

آپ کے بلند پایہ تلامذہ اور اکابر اہلِ سنت کی اہم نگارشات بھی ہیں۔ چند نام حسب ذیل ہیں:

شارحِ بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی، شیخ الاسلام سید محمد مدنی میاں کچھوچھوی، علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری کراچی، علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی، علامہ ارشد القادری، علامہ مشتاق احمد نظامی، خسروِ عزیز حضرت بیکلؔ اتساہی سابق ایم پی، بلرام پوری، مولانا سید ظہیر الدین زیدی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، سراجِ ملت حضرت علامہ شاہ سراج الہدیٰ گیاوی، برادرِ حضور حافظ ملت حضرت مولانا حکیم عبدالغفور بھوج پوری، پیر طریقت شاہ عبدالعلیم بقائی کرنیل گنج، گونڈہ، شہزادۂ صدر الشریعہ حضرت مولانا قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی، کراچی، مولانا قاضی محمد شفیع اعظمی، قاری محمد یحییٰ مبارک پوری، قاری محمد عثمان اعظمی اور مولانا مفتی اسلم بستوی وغیرہ۔

یہ تو ہم نے صرف چند اسمائے گرامی نقل کیے ہیں، اگر آپ تفصیلی فہرست پر نگاہ ڈالیں تو اندازہ ہوگا کہ کیسی کیسی یگانۂ روزگار شخصیات نے حضور حافظِ ملت کے احوال و کوائف سپردِ قلم کیے ہیں اور اپنے قلبی اور فکری احساسات کو منصۂ شہود پر جلوہ گر کیا ہے۔ ان میں سے اب بہت سے علیہ الرحمہ ہو گئے، اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے۔

موجودہ اشاعت کا اہتمام کیا ہے طلبۂ درجۂ فضیلت 43-1442ھ/22-2021ء، الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور نے۔ اس جماعت میں موجود کل طلبہ کی تعداد 209 ہے، چند طلبہ نے بہت محنت فرمائی، عزیز مکرم مولانا محمد عثمان مصباحی سلمہٗ بدایونی عزیز القدر، مولانا عرفان عالم مصباحی سلمہ مرزاپوری، عزیز القدر مولانا ابوالقاسم مصباحی سلمہٗ سنبھلی، اللہ تعالیٰ اس جماعت کو علم و عمل کا پیکر بنائے اور پوری زندگی دین و سنیت

کی مخلصانہ خدمات انجام دینے کی توفیق سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

حضور صاحبِ سجادہ کی دعا پر اجلاس اختتام پزیر ہوا:

اجلاس کے آخر میں جانشین حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبدالحفیظ سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مائک پر جلوہ گر ہوئے، آپ نے اپنے اقوالِ زریں سے بہرہ ور فرمایا۔ آپ نے خاص طور پر تمام زائرین کو خطابات پر عمل کرنے اور پنج گانہ باجماعت نمازوں کی پابندی کے تعلق سے گراں قدر نصیحتیں فرمائیں، ملک بھر سے تشریف لائے زائرین کا شکریہ ادا فرمایا اور حسب حیثیت خاطر و مدارات نہ ہونے کی معذرت چاہی، آپ نے فرمایا کہ آپ حضرات حضور حافظ ملت قدس سرہٗ کے فیوض و برکات حاصل کرنے کے لیے تشریف لائے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کی حاضریوں کو قبول فرمائے اور سرکار حضور حافظِ ملت قدس سرہٗ کے فیضان سے ہم سب کو مالامال فرمائے۔ آمین۔

دوسرے دن کے اجلاس کی مختصر سرگذشت:

دوسرے دن کا اجلاس نمازِ عشا کے بعد شروع ہوا، عزیز المساجد میں قاری عبدالسلام مصباحی نے تلاوت فرمائی۔ درمیان میں نعوت و مناقب کے عشق پرور سلسلے جاری رہے۔ منظوم کلام پیش کرنے والوں میں ساجد رضا غازی پوری، مولانا تنویر رضا مصباحی، قاری محبوب ظفر دہلوی اور محمد نظام الدین ابراہیم پوری وغیرہ تھے۔ پر زور نظامت میں معلومات افزا خطابات بھی یکے بعد دیگرے ہوتے رہے، حضرت مولانا جمیل اختر مصباحی مبارک پوری نے اپنی عقیدتوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے تقریر پر تنویر سے سرفراز فرمایا۔ خلیفۂ عزیز ملت حضرت علامہ حافظ اللہ بخش باسنی دام ظلہ العالی نے سنجیدہ اور پر وقار انداز میں اہم خطاب فرمایا، پیکر اخلاص حضرت حافظ اللہ بخش صرف زبان ہی کے غازی نہیں بلکہ باسنی، جو راجستھان کا زرخیز مقام ہے، وہاں سے بھرپور تعاون بھی کراتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں تا دیر سلامت رکھے، آمین۔ حضرت مولانا عاقل رضا مصباحی نام ور فاضل اشرفیہ ہیں۔ ضلع مراد آباد یو. پی. آپ کا وطنِ مالوف ہے، اور شیموگہ کرناٹک میں درس و تدریس اور دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ ابھی نوجوان ہیں، جوش و جذبہ میں بھی جوانی کی اٹھان ہے، آپ کے خطابات میں علم کا رنگ دور ہی سے نظر آجاتا ہے۔

جی اب مائک پر جلوہ گر ہوئے، نام ور فاضل اشرفیہ اور خانقاہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کے سچے شیدائی، حضرت مولانا مفتی منظر حسن اشرفی مصباحی دام ظلہ العالی۔ آپ کی خطابت جذبات سے لبریز علمی نکات پر مبنی ہوتی ہے۔ علمی، تحقیقی اور روحانی مجالس میں بطور خاص آپ کو مدعو کیا جاتا ہے۔ خاکِ ہند میں آپ عالمی سنی صوفی تحریک کے بانی ہیں۔ دار العلوم حجازیہ چشتیہ و دار العلوم فیضان قطب المشائخ اور قادری سمنانی دار الافتا ممبئی کے بانی اور معتمد ذمہ دار ہیں۔ آپ نے حضور حافظِ ملت قدس سرہٗ کی علمی شخصیت اور فکری استقامت پر بڑا پر مغز خطاب فرمایا۔ آپ نے جامعہ اشرفیہ پر الزامات عائد کرنے والوں اور چندہ روکنے کی بدتمیزی کرنے والوں کو ممبئی کے مختلف جلسوں میں جوابات دیے اور اس بار عرس حضور حافظِ ملت میں بھی اپنے مخصوص انداز میں للکارا، خاص بات یہ ہے کہ آپ جامعہ اشرفیہ کے سچے وفادار ہیں، عشق و عقیدت کے ماحول میں علمی اور فقہی امور میں یگانۂ روزگار ہیں، ممبئی میں آپ کے نام و کام، فقہ و فن اور زبان و قلم کی دھوم مچی رہتی ہے۔

نبیرۂ حضور حافظِ ملت حضرت مولانا محمد نعیم الدین عزیزی ولی عہد خانقاہ عزیزیہ مبارک پور جلوہ گر ہوئے۔ آپ نے بریلی شریف کی مقبولیت اور امام احمد رضا محدث بریلوی کی عظمت کا بھرپور تذکرہ فرمایا، آپ نے نبیرۂ امام احمد رضا شیخ طریقت حضرت مولانا شاہ منان رضا خاں منانی میاں دامت برکاتہم العالیہ کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا، آپ اس وقت خانوادۂ رضویہ میں سب سے معمر بزرگ ہیں۔ آپ کی دینی، سماجی اور سیاسی خدمات قابلِ ذکر ہیں۔ آپ نے سامعین کو مخاطب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آپ حضرات محنت و مشقت کرتے ہوئے بریلی شریف جاتے ہیں، آج فیضانِ اعلیٰ حضرت اور برکاتِ مفتیِ اعظم ہند لے کر ان کے شہزادے خود تشریف لے آئے ہیں۔ ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دعوتِ خطاب دیتے ہیں۔

خطبۂ مسنونہ اور درود شریف کے بعد آپ نے فرمایا حدیث پاک ہے کہ جو جس سے محبت کرتا ہے وہ قیامت کے دن اس کے ساتھ ہوگا۔ آپ لوگ حافظ ملت علیہ الرحمۃ اور جامعہ اشرفیہ سے محبت کرتے ہیں، علما اور مشائخ سے محبت رکھتے ہیں اس لیے ان شاء اللہ یہ محبت آخرت میں ضرور کام آئے گی۔ حافظ ملت نے اتنا بڑا ادارہ قائم کیا، ان کے جانشین حضرت عزیز ملت اور اساتذہ و اراکین کی محنت و کوشش ہے کہ اشرفیہ مسلسل ترقی کر رہا ہے۔ علمی دانش گاہوں کو اساتذہ اور مفتیانِ کرام فراہم کرتا ہے جس کا اعتراف پورے عالم اہل سنت کو ہے۔ اس لیے میں محبت و اتحاد کا پیغام لایا ہوں اور حاضرین سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس پیغام کو قبول کریں۔ انہوں نے حافظ ملت، جامعہ اشرفیہ، سربراہ اعلیٰ اور اساتذہ و اراکین

کی پیہم کوششوں کی بھرپور تعریف کی اور اس کی تعمیر وترقی کے لیے دعا بھی فرمائی۔

آخر میں سابق ایم پی خطیب الہند حضرت مولانا عبید اللہ خان اعظمی کا خصوصی خطاب ہوا۔ انھوں نے اپنے خطاب میں قرآن مجید کی سورہ والتین کی چند آیتوں کی روشنی میں خالص علمی گفتگو کی اور حاضرین کو اپنے استاد گرامی حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے مشن سے جڑے رہنے اور ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خدمت دین کا پیغام دیا۔

آپ نے فرمایا کہ ہمیں انسانی زندگی کے مختلف ترقی یافتہ ادوار میں جھانک کر دیکھنے اور عہد رسالت کو گہرائی سے پڑھ کر زندگی کا لائحۂ عمل طے کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو فرائض وواجبات ہیں انھیں پہلے ادا کرنا چاہیے اور مستحبات ونوافل کو بعد میں لیکن افسوس ہم اس کا برعکس کرتے ہیں، آپ ایک ایسے عالم ربانی کے عرس مقدس میں شریک ہیں جو فرائض وواجبات کے ادا فرمانے والے، سنت کے پیروکار اور عابد شب زندہ دار تھے، انھوں نے علوم وفنون کی مختلف شاخوں کے ماہرین پیدا کیے اور علوم قرآن، علوم حدیث اور علم فقہ واصول کے فیضان کو اشرفیہ کے ذریعہ پوری دنیا میں عام کیا۔ اشرفیہ ان کی علمی یادگار ہے جو ہماری نگاہ توجہ چاہتا ہے۔

دستار بندی اور قل شریف:

جامعہ اشرفیہ کے مختلف شعبوں سے فارغین کی مجموعی تعداد 544 کا اعلان کیا گیا، دستار بندی کی نظامت فرما رہے تھے حضرت مولانا مفتی زاہد علی سلامی استاذ ومفتی جامعہ اشرفیہ، آپ نے فرمایا: اس میں مشق افتا کے دو، فضیلت کے 211، فضیلت خصوصی کے 9، اور درجہ حفظ کے 12 فارغین ہیں۔ اس طرح 234 کو دستار بندی سے سرفراز کیا جارہا ہے اور باقی کو صرف سند دی جائے گی۔ دستار بندی کے بعد مولانا محمد سلمان رضا فریدی کا لکھا ہوا ترانۂ اشرفیہ پڑھا گیا۔

قل شریف میں خلیفۂ عزیز ملت حضرت مولانا قاری محمد اسلام اللہ ساحلؔ عزیزی ممبئی، قاری جلال الدین سابق استاذ جامعہ اشرفیہ، قاری محمد رضا مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ، قاری عبد القیوم استاذ جامعہ اشرفیہ، قاری محمد ابوذر مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ، قاری عبد الرحمٰن مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ، قاری نور الحق مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ نے اپنے اپنے مخصوص انداز میں تلاوتیں فرمائیں۔

اس کے بعد عزیز ملت جانشین حضور حافظِ ملت نے شجرہ خوانی فرمائی اور نبیِ آخر الزماں ﷺ، انبیا ورسل اور اولیاے عظام کی بارگاہوں میں ایصالِ ثواب فرمایا۔ خاص طور پر جلالۃ العلم حضور حافظ ملت نور اللہ مرقدہ کی مقدس بارگاہ میں ایصال ثواب کیا، تمام زائرین کی قلبی آرزوؤں کی تکمیل کے لیے دعائیں فرمائیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے طفیل سب کی حاضریاں قبول فرمائے۔ حاضرین، اپنے وطن اور عالمِ اسلام کو محفوظ ومامون رکھے، کرونا اور امیکرون جیسی مہلک بیماریوں سے بچائے، سب کے دین وایمان اور جان ومال کی حفاظت فرمائے۔ حقانیت اور سنیت پر استقامت عطا فرمائے اور سب کو بحفظ وامان اپنے اپنے گھروں پر پہنچائے۔

چند بیرونی شرکاے عرس:

جامعہ اشرفیہ کے اراکین، عرس انتظامیہ، اساتذہ اور طلبہ نے شرکت فرمائی، بیرونی حضرات میں، نصیرِ ملت حضرت مولانا نصیر الدین عزیزی، حضرت مولانا محمد عبد المبین نعمانی، حضرت مولانا مفتی محمد علی فاروقی، قاضی شہر رائے پور چھتیس گڑھ، حضرت مولانا حافظ سعید احمد اشرفی بانی ومہتمم دار العلوم فیضان اشرف باسنی، حضرت مولانا محمد شاہد اشرفی باسنی، حضرت مفتی منظور احمد عزیزی استاذ دار العلوم عربیہ سلطان پور، حضرت مولانا فیض احمد رضوی ساؤتھ افریقہ، حضرت مولانا حافظ حمید الحق مصباحی سجادہ نشین خانقاہ شارح بخاری، قصبہ گھوسی، مولانا محمد عارف ہریانہ، میوات، حضرت مفتی مبشر رضا ازہر مصباحی بھیونڈی، مولانا غلام رحمانی مصباحی ازہری سجادہ نشین خانقاہ حبیبیہ، حضرت مولانا ذیشان مصباحی امروہہ، حضرت مولانا فہیم احمد مصباحی کانپور دیہات، مولانا مفتی محمد صادق مصباحی، حضرت مولانا قاری نور الہدیٰ مصباحی سینئر صحافی روزنامہ سہارا گورکھ پور، حضرت مولانا فیاض احمد مصباحی اور مفتی توقیر احمد مصباحی غازی پور، وغیرہ۔

صلاۃ وسلام پڑھا گیا، پیر طریقت حضرت شاہ مولانا منان رضا خان منانی میاں بریلوی نے دعا فرمائی اور صاحبِ سجادہ حضور عزیز ملت دامت برکاتہم القدسیہ نے سب کا شکریہ ادا فرمایا اور عرس کے اختتام کا اعلان فرمایا۔ ❋❋❋

تفہیم قرآن

انانیت کا انجام

مولانا محمد حبیب اللہ بیگ ازہری

خود بینی اور خود پسندی انتہائی معیوب عمل ہے، کچھ لوگ شعوری یا غیر شعوری پر اس مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں، اور ہمہ وقت اپنی تعریف میں مصروف رہتے ہیں، فخریہ طور پر کہتے ہیں کہ میں نے یہ کر دیا، میں نے وہ کر دیا، اور نہ جانے کیا کر دیا۔ ذرا دیکھیں کہ انا کی بات کرنے والے کون لوگ ہوتے ہیں، اور ان کا انجام کیسا ہولناک ہوتا ہے۔

1۔ سب سے پہلے جس نے انا کہا وہ ابلیس ہے، ابلیس کو حکم ہوا آدم کو سجدہ کرو، تو اس نے انکار کر دیا، جب وجہ پوچھی گئی تو بولا:

اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ۔ [سورۂ اعراف:12]

میں آدم کو سجدہ نہیں کرتا، میں آدم سے بہتر ہوں، اے اللہ! تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے پیدا کیا۔

یہ انانیت کا پہلا تصور ہے، شاید اس سے پہلے خود بینی اور خود پسندی کا کوئی تصور نہیں تھا، اس آیت کے مطابق ابلیس نے اپنی بڑائی بیان کی، اور دو طریقے سے بیان کی، ایک تو مادۂ تخلیق کے ذریعے اور دوسرے انداز بیان کے ذریعے، مادۂ تخلیق کے ذریعے اپنی برتری اس طور پر دکھائی کہ وہ آگ سے بنا ہے، اور آگ کی فطرت میں بلندی ہے، جب کہ حضرت آدم خاک سے بنے ہیں، اور خاک کی فطرت میں پستی ہے، لہٰذا آگ سے بنا ابلیس مٹی سے تیار شدہ آدم سے اعلیٰ ہوا، اور کوئی بھی اعلیٰ کسی ادنیٰ کے سامنے سجدہ نہیں کرتا، لہٰذا میں بھی آدم کا سجدہ نہیں کروں گا۔

ابلیس نے اپنی بڑائی کے لیے دوسرا طریقہ یہ اپنایا کہ اس نے اپنے ذکر کو مقدم رکھا، پہلے اپنی تخلیق کا ذکر کیا، بعد میں حضرت آدم کا ذکر کیا، اس تقدیم کا مقصد بھی فوقیت و برتری ہے، کہ جو چیز متکلّم کے نزدیک زیادہ اہم ہوتی ہے وہ اسے پہلے بیان کرتا ہے، اور بعد میں دوسری چیزیں بیان کرتا ہے۔ کچھ یہی حال ان لوگوں کا بھی ہوتا ہے جو خود پسندی میں مبتلا ہوتے ہیں، وہ ہمیشہ دوسروں کو نظر انداز کر دیتے ہیں، اور اگر ذکر بھی کرنا پڑے تو بڑی تحقیر کے ساتھ کرتے ہیں، کیوں کہ وہ اپنے آگے کسی کو کچھ نہیں سمجھتے، جیسے ابلیس اپنے آگے حضرت آدم کو کچھ نہیں سمجھتا تھا۔ پھر جو اس غرور کا انجام ہوا وہ بھی دیکھ لیں کہ جب ابلیس نے سجدے سے انکار کیا تو راندۂ بارگاہ ہو گیا، ارشاد باری ہے:

قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا یَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِیْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِیْنَ۔ [سورۂ اعراف:13]

فرمایا: تو جنت سے اتر جا، جنت میں رہتے ہوئے تجھے تکبر کرنے کا کوئی حق نہیں، نکل جا، بے شک تو ہی ذلیل ہے۔

یہاں صرف جنت سے نکل جانے کا ذکر ہے، جب کہ دوسرے مقام پر جنت سے نکلنے کے ساتھ ساتھ ابدی لعنت کا بھی ذکر ہے، فرمایا:

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ ۟ۙ وَّ اِنَّ عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔ [سورۂ حجر:34-35]

اللہ کا حکم ہوا، جنت سے نکل جا، تو مردود ہے، اور صبح قیامت تک تجھ پر لعنت ہے۔

ان آیات سے واضح ہو گیا کہ مغرور شخص کبھی بڑا نہیں ہو سکتا، وہ اپنی نظروں میں کتنا ہی بڑا اور محترم ہو، دوسروں کی نظروں میں ہمیشہ چھوٹا اور ذلیل و خوار ہوتا ہے، اور اگر وہ پہلے سے کسی عظیم منصب پر فائز بھی ہو تو غرور و تکبر کے بعد اس منصب کو کھو دیتا ہے، اور ذلت و رسوائی اس کا مقدر بن جاتی ہے، اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ جنت میں کسی متکبر کے لیے کوئی جگہ نہیں ہوتی، کیوں کہ جنت متواضع بندوں کا مقدر ہے۔

2- انانیت کا دوسرا پجاری نمرود ہے، جس نے اللہ کا انکار کیا، اور اپنی ربوبیت کا دعوی کر بیٹھا، جب حضرت سیدنا ابراہیم خلیل

استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے سامنے اللہ کی وحدانیت وربوبیت پر دلائل پیش کیے تو لاجواب ہو گیا، ارشاد باری ہے:

اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡ حَآجَّ اِبۡرٰهٖمَ فِیۡ رَبِّهٖۤ اَنۡ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الۡمُلۡكَ ۘ اِذۡ قَالَ اِبۡرٰهٖمُ رَبِّیَ الَّذِیۡ یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحۡیٖ وَ اُمِیۡتُ ؕ قَالَ اِبۡرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاۡتِیۡ بِالشَّمۡسِ مِنَ الۡمَشۡرِقِ فَاۡتِ بِهَا مِنَ الۡمَغۡرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیۡ كَفَرَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ۔[سورۂ بقرہ:258]

کیا تم نے اسے نہیں دیکھا جس نے ابراہیم سے اس کے رب کے بارے میں حجت کی، اس وجہ سے کہ اللہ نے اسے بادشاہت عطا کی، اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیم نے کہا کہ میرا رب وہ ہے جو جلاتا اور مارتا ہے، نمرود نے کہا: میں بھی مارتا اور جلاتا ہوں، ابراہیم نے کہا: اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے، تو اسے مغرب سے نکال دے، تو کافر حیران ہو گیا، اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

اس آیت میں نمروذ کا ذکر ہے جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اللہ کی ربوبیت کے بارے میں حجت کی، اور اس حجت کی وجہ یہ تھی کہ نمرود بادشاہ تھا، اور وہ اپنی بادشاہت کے نشے میں اتنا مست تھا کہ اپنی ربوبیت کا دعوی کر بیٹھا، دلائل توحید کو سن کر ایمان لانے کے بجائے کٹ حجتی پر اتر آیا، اور موت وحیات پر اللہ کی قدرت کاملہ کے مقابلے میں اپنے ظالمانہ تصرفات کا شمار کرانے لگا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے تو نمرود نے کہا کہ میں بعض قیدیوں کی جان بخش کر انھیں زندگی دے دیتا ہوں، اور بعض کو موت کے گھاٹ اتار دیتا ہوں، لہٰذا میں بھی رب کہلانے کا حق دار ہوں۔

ظاہر سی بات ہے کہ جو مارنے، جلانے کا مفہوم بھی نہ سمجھ سکے وہ مارنے اور جلانے پر کیسے قادر ہو سکتا ہے، ساتھ ہی ایسے نادان سے الجھنا کوئی دانش مندی بھی نہیں، اسی لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی الوہیت وربوبیت پر ایک دوسری دلیل پیش کرتے ہوئے فرمایا: میرا رب وہ ہے جو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے، ذرا تو مغرب سے نکال کر دکھلا دے، تو کافر ہکا بکا ہو گیا۔

یہ انانیت کا نشہ ہے، جو بندے کو قبول حق سے روک دیتا ہے، جو لوگ انانیت کے نشے میں چور رہتے ہیں وہ حقیقت سے دور اور ہدایت سے محروم ہو جاتے ہیں، اور ان کا شیش محل لمحوں میں زمیں دوز ہو جاتا ہے۔

3-انانیت کا تیسرا پجاری فرعون ہے، جس کے پاس حضرت موسی کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پیغام حق لے کر پہنچے، اور اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لانے کی دعوت دی تو فرعون بجاے ایمان لانے کے اپنی ربوبیت کا دعوی کرنے لگا، ارشاد باری ہے:

فَاَرٰىهُ الۡاٰیَةَ الۡكُبۡرٰی ۫ۖ فَكَذَّبَ وَ عَصٰی ۫ۖ ثُمَّ اَدۡبَرَ یَسۡعٰی ۫ۖ فَحَشَرَ فَنَادٰی ۫ۖ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الۡاَعۡلٰی۔

[سورۂ نازعات:20-24]

یعنی موسی نے اسے بڑی نشانی دکھائی تو اس نے تکذیب کی، نافرمانی پر اتر آیا، ایمان لانے سے اعراض کیا، اور لوگوں کو یکجا کیا اور کہا: میں تمھارا سب سے بڑا رب ہوں۔

ہمارے اندازے کے مطابق ابلیس کے بعد دوسرا سب سے بڑا انا پرست فرعون ہے، جس نے خود کو رب ہی نہیں، بلکہ رب اعلی کہا، اور واضح نشانیاں دیکھنے کے باوجود حق کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر دیکھیے اس انا پرست اور ربوبیت کے جھوٹے دعوے دار کا انجام کیا ہوا، ارشاد باری ہے:

فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الۡاٰخِرَةِ وَ الۡاُوۡلٰی ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَعِبۡرَةً لِّمَنۡ یَّخۡشٰی۔[سورۂ نازعات:25-26]

اللہ نے اس دعواے ربوبیت اور اس سے پہلے دعواے الوہیت پر اسے اپنی گرفت میں لے لیا، بے شک اس میں خشیت رکھنے والوں کے لیے عبرت ہے۔

ان آیات بینات کی روشنی میں یہ بات واضح طور پر کہی جا سکتی ہے کہ انسان کو اس کا غرور وتکبر اندھا اور بہرا بنا دیتا ہے، اسلام کی حقانیت پر روشن دلائل دیکھ کر ایمان لانے اور کفر وشرک سے تائب ہو کر حق کا ساتھ دینے سے محروم کر دیتا ہے، ایسے افراد کبھی اللہ کی گرفت سے بچ نہیں سکتے، جو لوگ خود بینی اور خود پسندی کے نشے میں مست رہتے ہیں ان کے لیے فرعون کی ہلاکت ورسوائی درس عبرت ہے۔

4-انانیت کا چوتھا پجاری قارون ہے، جسے اللہ نے بے پناہ مال ودولت سے نوازا تھا، اور اس کو اس قدر دولت عطا فرمائی تھی کہ اس کے خزانوں کی کنجیاں اٹھانے کے لیے ایک عظیم اور طاقت ور فوج کی ضرورت پیش آتی تھی، قارون کو اپنی دولت پر بڑا ناز تھا، اللہ نے اس کی ہدایت کے لیے حضرت موسی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا، لیکن اس کی خود فریبی نے اسے تباہ وبرباد کر دیا۔ **(جاری)**

تفہیمِ حدیث

تیسری قسط

علم غیب مصطفیٰ ﷺ

از: مفتی محمود علی مشاہدی

(2) حضرت عباس بن عبدالمطلب:

یہ رسول کریم ﷺ کے چچا ہیں، آپ کا اسم گرامی عباس بن عبدالمُطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہے، کنیت ابو الفضل ہے- عام الفیل سے تین سال پہلے پیدا ہوئے- حضرت عباس قریش کے نام ور فرد تھے۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان لانے کا واقعہ:

اللہ رب العزت نے غزوۂ بدر میں مسلمانوں کو عظیم الشان کامیابی عطا کی ۔ اسیران جنگ میں ایک نام عباس بن عبدالمطلب کا بھی تھا۔ جب مسلمانوں سے حضور اکرم ﷺ نے ان قیدیوں کے لیے مشورہ کیا اور طے پایا کہ فدیہ لے کر آزاد کر دیا جائے۔

حضور اکرم ﷺ نے عباس بن عبدالمطلب سے فرمایا: آپ بھی آزاد ہونا چاہتے ہیں تو چار سو درہم فدیہ دیجیے اور آزاد ہو جائیے۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اے محمد ﷺ! میرا کاروبار اس وقت مندا چل رہا ہے، میرے پاس اتنا مال نہیں کہ میں اس قدر فدیہ ادا کر سکوں۔

فقال عليه السلام له : ”أين المال الذي دفنته أنت و أم الفضل .“

حضور سراپا نور ﷺ نے فرمایا: ”اے چچا! وہ مال کدھر گیا جو آپ نے ہماری چچی اُم الفضل کے ساتھ مل کر کمرے میں گاڑ رکھا ہے اور ہدایت کی ہے کہ اگر میں میدان کارزار میں ختم ہو گیا تو یہ مال میرے بیٹوں فضل، عبداللہ، اور قثم کے حوالے کر دینا“۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب نے جب یہ سنا تو فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے اور کہا:

”والله إني لأعلم أنك رسول الله ، إن هذا شيء ما علمه إلا أنا و أم الفضل.

”اس بات کا علم میرے اور ام الفضل کے علاوہ اور کسی کو نہیں تھا، جب آپ مدینہ میں بیٹھ کر مکہ میں ہمارے درمیان ہونے والی گفتگو کو بتا سکتے ہیں تو یقیناً آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں“۔

(السيرة الحلبية ، ج: ٢ ، ص : ١٩٨ ، دار إحياء التراث العربي، بيروت . دلائل النبوة لأبي نعيم الأصفهاني، ج:٢ ، ص : ٤٧٦ ، دار النفائس. سبل الهدى ، ج ٤ ، ص : ١٠٥)

(3) نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبول اسلام:

بدر کے قیدیوں میں ایک نام نوفل کا بھی تھا، یہ رسول کریم ﷺ کے چچا زاد ہیں، نبی کریم ﷺ نے اس سے فدیہ کا مطالبہ کیا اور ارشاد فرمایا:

نفسك بأرماحك التي بجدة ، فقال : أشهد أنك رسول الله ، والله ما أحد يعلم أنّ لي بجدة أرماحا غير الله تعالى .

جدہ میں جو تمھارے نیزے رکھے ہیں وہ فدیہ کے طور پر دے دو ہم تمھیں آزاد کر دیں گے۔ نوفل یہ سن کر ہکّا بکّا ہو گیا، کہنے لگا: اس بات کا علم میرے علاوہ کسی کو نہیں تھا، اگر آپ کو اس راز کا علم ہے تو میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔

جدہ میں ان کے ایک ہزار نیزے تھے وہ سب انھوں نے بطور فدیہ دے دیا۔(السيرة الحلبية ،. ج : 2 ، ص: 199 ، دار إحياء التراث العربي ، بيروت . سبل الهدى ، ج : 4 ، ص : 105)

(4) حارث بن ابی ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حارث بن ابی ضرار کی کنیت ابو مالک ہے اور ان کا شجرۂ نسب اس طرح ہے:

استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور

حارث بن ابی ضرار بن عائذ بن مالک بن خزیمہ بن سعد بن کعب بن عمرو بن ربیعہ بن حارثہ مصطلقی۔

یہ ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ قبیلہ بنو مصطلق کے رئیس حارث بن ابی ضرار نے اپنی قوم کے جوانوں کو اور گرد و نواح میں آباد دوسرے قبائل کے لوگوں کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے برانگیختہ کیا ہے اور ہزاروں کی تعداد میں بدو لوگ اس کی دعوت پر اکٹھے ہو گئے ہیں، اپنی جنگی تیاریاں مکمل کرنے کے بعد چند روز میں وہ حملہ کرنے کے لیے روانہ ہو جائیں گے۔ اس اطلاع کی تصدیق کرنے کے لیے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بُریدہ بن حُصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا، انھوں نے واپس آکر ان کی جنگی تیاریوں کی تصدیق کر دی۔

سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرزندان اسلام کو انھیں روکنے کی دعوت دی، چشم زدن میں سینکڑوں کی تعداد میں اسلام کے سرفروش پوری طرح تیار ہو کر حاضر ہو گئے۔

حارث کو جب اس کی اطلاع ملی کہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے سرفروشوں کا لشکر لے کر اس کی سرکوبی کے لیے روانہ ہو چکے ہیں تو اس کے اور اس کے ساتھیوں کے ہوش اڑ گئے، ارد گرد کے قبائل کے جو بدو اس کے ساتھ شامل ہو گئے تھے وہ رفو چکر ہو گئے۔ حارث اپنے قبیلہ کے چند آدمیوں کے ساتھ اپنی حماقت کی سزا بھگتنے کے لیے وہاں اکیلا رہ گیا۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیش قدمی جاری رہی یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مریسیع کے چشمے پر پہنچ گئے اور قلیل وقت میں ان کے دس آدمی قتل کر دیے گئے اور باقی سب کو گرفتار کر لیا گیا۔

حارث بن ابی ضرار کا قبول اسلام:

اس غزوہ میں دو ہزار اونٹ، پانچ ہزار بکریاں مسلمانوں کو مال غنیمت کے طور پر ملی تھیں، ان کے علاوہ بہت سے مرد و زن جنگی قیدیوں کی حیثیت سے مسلمانوں کے ہاتھ آئے، ان قیدیوں میں قبیلہ بنو مصطلق کے سردار حارث کی بیٹی جویریہ بھی موجود تھی۔ مال غنیمت کی تقسیم کے بعد وہ سیدنا ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا ان کے چچا زاد کے حصے میں آئی، جویریہ نے ان سے اپنے بارے میں مکاتبت کر لی۔

نوٹ: مکاتب اس غلام اور مکاتبہ اس لونڈی کو کہتے ہیں جو اپنے مالک سے یہ طے کر لے کہ وہ ایک مقررہ رقم مالک کو ادا کر کے آزاد ہو جائے گا/ہو جائے گی۔

اس کے بعد جویریہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں حارث کی بیٹی جویریہ ہوں، میرا معاملہ آپ سے مخفی نہیں ہے، میں ثابت بن قیس بن شماس کے حصے میں آئی ہوں اور میں نے ان سے اپنے بارے میں مکاتبت کر لی ہے۔ میں آپ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوئی ہوں کہ آپ اس بارے میں میرے ساتھ تعاون فرمائیں۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم اس سے بہتر معاملہ پسند نہیں کرتی ہو؟ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کیا ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں تمھاری طرف سے تمھاری رقم ادا کر دیتا ہوں اور آپ سے شادی کر لیتا ہوں۔"

انھوں نے کہا: میں راضی ہوں۔ علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ سیدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا۔

قبول اسلام کے بعد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے رقم ادا کی، اور حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی ازواج مطہرات میں شامل فرما کر "ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا" بنا دیا۔

کچھ روز بعد حارث بن ابی ضرار اپنی بیٹی کا فدیہ ادا کرنے کے لیے اونٹوں کا ایک گلہ اپنے ہمراہ لے کر مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے جب وادی عقیق میں پہنچے اور اپنے اونٹوں پر نظر ڈالی، ان میں سے دو اونٹ بہت اعلیٰ نسل کے تھے جو انھیں بہت پسند آئے اور انھوں نے ان دونوں اونٹوں کو ایک گھاٹی میں چھپا دیا تاکہ واپس ہوتے وقت ان کو اپنے ساتھ لے جا سکیں۔ پھر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں اپنی بیٹی کا فدیہ ادا کرنے کے لیے یہ اونٹ لایا ہوں، انھیں قبول فرمالیں اور میری بچی کو آزاد فرمائیں، غیب داں رسول نے ان اونٹوں کو دیکھ کر فرمایا: «فأين البعيران اللذان غيبت بالعقيق في شعب كذا وكذا».

"ان دونوں اونٹوں کا کیا بنا جن کو تم وادی عقیق کی گھاٹی میں چھپا کر آئے ہو۔"

حارث بن ابی ضرار یہ سن کر حیران و ششدر رہ گیا اور بے ساختہ پکار اٹھا: "أشهد أن لا إله إلا الله وأنك محمد رسول الله".

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔

فوالله ما اطلع على ذلك إلا الله فأسلم الحارث وأسلم معه ابنان وناس من قومه.

اللہ رب العزت کی قسم! یقینا ان اونٹوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مطلع فرما دیا، پھر حارث، اس کے دو بیٹے اور اس کے قبیلے کے کچھ لوگ مسلمان ہو گئے۔ (السيرة الحلبية، ج: ٢، ص: ٢٨٢، دار إحياء التراث العربي، بيروت) **(جاری)**۔ ***

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ دین/سوال آپ بھی کر سکتے ہیں

آپ کے مسائل

مفتی اشرفیہ
محمد نظام الدین رضوی
کے قلم سے

تصویروں کو بکس میں پیک کر کے رکھنے کا حکم

ایک صاحب ان کے امی ابو کا انتقال ہو گیا ہے، ان کے حج کے سفر اور پرانی یادگار کی تصویریں ہیں تو انھوں نے سوال کیا ہے کہ سب ایک بکس میں پیک ہیں تو ان تصویروں کو رکھ سکتے ہیں یا ختم کر دیں؟

الجواب: بکس میں پیک کر کے محفوظ رکھنا جائز نہیں کہ اس میں تصویر کا اعزاز و احترام ہے اور تصویروں کا اعزاز و احترام جائز نہیں۔ بت پرستی کا آغاز بہت پہلے انسانی تصویر کے اعزاز سے ہی ہوا۔ پہلے لوگوں نے اپنے بڑوں کی تصاویر کی حفاظت کی، اسے ادب کی جگہ رکھا اور آگے چل کر ان کی پرستش شروع ہو گئی۔

آج وہ تصویریں بکس میں پیک ہیں، کل وہ فریم ہو کر نمایاں جگہ پر آویزاں ہو سکتی ہیں، پھر اس گھر میں رحمت کے فرشتوں کا آنا موقوف ہو جائے گا؛ اس لیے اسے باقی نہ رکھنے میں ہی عافیت ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

شب باشی کرنے یا نہ کرنے میں عدت کا حکم

کیا فرماتے ہیں مفتی صاحب اس مسئلے میں کہ ہندہ کا نکاح زید سے ہوا۔ پہلی رات جب ہندہ اپنی سسرال میں تھی زید نے ہندہ سے ہم بستری کرنے کی اجازت مانگی۔ ہندہ نے انکار کر دیا اور کہا کہ ابھی میری طبیعت خراب ہے حقیقت یہ ہے کہ ہندہ کو زید پسند نہیں تھا جس کی وجہ سے ہندہ نے صحبت نہیں کرنے دیا۔ اس کے بعد ہندہ کا بھائی اپنی بہن کو بلا کر اپنے گھر لے گیا ایک ہفتے کے بعد زید سے زبانی اور لکھت میں طلاق لے لی گئی۔ ایسی صورت میں ہندہ کے لیے عدت کا کیا حکم ہے؟ اور اگر ہم بستری کر لی ہو تو کیا حکم ہے؟ قرآن و سنت کی روشنی میں جلد سے جلد جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب: جب میاں بیوی کے درمیان تنہائی کے مکان میں شب باشی ہو چکی تو طلاق کے بعد عدت ضرور واجب ہے ہندہ طلاق کے بعد تین حیض تک رکی رہے اس کے بعد دوسری جگہ شادی کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ریگ ماہی اور خراطین مصفّیٰ کا حکم

جن دواؤں میں ریگ ماہی اور خراطین مصفّیٰ شامل ہوں، اگرچہ قلیل مقدار میں، تو اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: ایسی دوا کے استعمال سے بچنا واجب و لازم ہے۔ ریگ ماہی یہ کوئی مچھلی نہیں ہے بلکہ یہ گرگٹ کے مشابہ ایک جانور ہے جو ریت میں پایا جاتا ہے، غالباً یہ ریت میں مچھلی کی طرح چلتا ہے اس مشابہت کی بنا پر اسے ریگ ماہی کہتے ہیں، ورنہ یہ دیکھنے میں گرگٹ کی جنس سے معلوم ہوتا ہے جو یقیناً حرام ہے، تو یہ بلا شبہ ناجائز و گناہ ہے چناں چہ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

○ اگر ریگ ماہی کی طرح حشرات الارض سے ہے۔ تو ضرور حرام ہے۔ عالمگیریہ میں ہے: جمیع الحشرات وھوام الارض لا خلاف في حرمة ھذہ الاشیاء.

(فتاوی رضویہ جلد 8 صفحہ 375)

○ نیز اسی میں ہے: "اور ریگ ماہی کہ قطعاً حشرات الارض (سے ہے)۔" (فتاوی رضویہ ج:8، ص 377، سنی دار الاشاعت)

خراطین کیچوا کو کہتے ہیں اور کیچوا بھی ناجائز۔ ان دونوں جانوروں کا کھانا جائز نہیں؛ اس لیے جن دواؤں میں ان کے اجزا شامل ہوں انھیں کھانے کی اجازت نہ ہوگی خواہ وہ اجزا کم ہوں یا زیادہ، حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حرام چیز میں تمھاری شفا نہیں رکھی ہے۔

ہاں کسی بھی دوا سے بچنے کا یہ حکم اس وقت ہے جب یقین یا گمان غالب ہو کہ اس میں خراطین یا ریگ ماہی کے کچھ اجزا شامل ہیں کہ اصل اشیا میں اباحت ہے مگر یہ کہ حرمت کا گمان غالب ہو جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

لائف انشورنس کا حکم

حضرت لائف انشورنس کرواسکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: لائف انشورنس کرانا جائز ہے البتہ اس کے لیے شرط یہ ہے کہ قسط اتنی ہی رکھیں جسے آسانی کے ساتھ کم از کم تین سال تک ادا کرسکیں۔ واللہ تعالی اعلم

طلاق کا مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علماے دین وشرع متین، مندرجہ ذیل جملوں سے طلاق واقع ہوگی تو کون سی۔ زید جو ایک عالم دین ہے اپنی زوجہ سے درمیان جھگڑا جو جملے بولے: "ابھی تم کو طلاق دے دوں گا۔" "تم کو ایک طلاق دیا، جا بھاگ یہاں سے، طلاق تم کو ایک طلاق دے دیئے جا اب نکل جا میرے گھر سے۔"

(نوٹ) یہ تمام باتیں فون پر ہوئیں۔ از روئے شرع جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب: زید نے طلاق کے پانچ کلمات بولے دو صریح دو کنایہ ایک خبر۔ صریح سے دو طلاقیں پڑ گئیں۔ اور دونوں کنایات طلاق میں سے کسی بھی ایک سے اس کی نیت اپنی بیوی کو طلاق دینے کی ہو تو اس سے بھی ایک طلاق واقع ہوگی، نیت نہ ہو تو نہیں۔ دی ہوئی طلاق کی خبر دینے سے طلاق نہیں واقع ہوتی۔ واللہ تعالی اعلم۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کو اعلیٰ حضرت کیوں کہا گیا؟

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کو اعلیٰ حضرت کیوں کہا گیا جب کہ چند لوگوں کا کہنا ہے کہ حضرت سے بھی کام لیا جا سکتا تھا امید کہ تشفی بخش جواب سے نوازیں گے۔

الجواب: اعلیٰ حضرت کا معنی ہے "بڑے حضرت"

عام طور پر علما و حفاظ و قرا و مشائخ کو حضرت کے لقب سے پکارتے ہیں، یہ حضرات معظم ہوتے ہیں اور ان کی عظمت کے اظہار کے لیے یہ لفظ عرفاً مناسب ہے۔

اور اگر کسی عالم دین کو اللہ عزوجل نے اس کے عصر میں سب سے افضل و ممتاز کیا ہو، مجدد اسلام کے شرف سے نوازا ہو، وہ علماے صغار و کبار کا مرجع ہو تو حضرت کے لفظ سے علماے زمانہ میں اس کی افضلیت کا اظہار نہیں ہو سکتا، اس لیے علما و مشائخ نے مجدد اسلام، امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ کے لیے اعلیٰ حضرت کا لقب پسند کیا۔ وہ یقیناً اپنے علم وفضل کے لحاظ سے کئی صدیوں کے علما میں بڑے حضرت اور اعلیٰ حضرت تھے اور آج بھی ہیں۔ اگر عام طور پر علما و مشائخ کو حضرت کہنے میں کوئی حرج نہیں تو جو ان سب میں افضل و ممتاز ہو اسے اعلیٰ حضرت کہنے میں بھی کوئی حرج نہیں سمجھنا چاہیے۔

جیسے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوسرے ائمہ مذاہب پر فوقیت و فضیلت حاصل ہے تو انھیں امام اعظم کہا جاتا ہے، اولیا میں حضور غوث پاک کا مرتبہ سب سے اونچا ہے تو انھیں غوث اعظم کہا جاتا ہے اور کچھ اسی طرح کے فضائل و امتیازات کی بنا پر پہلے کے کچھ فقہا و محدثین کو شیخ الاسلام، صدر الشریعہ، تاج الشریعہ، امام المحدثین وغیرہ القاب سے یاد کیا جاتا ہے حالاں کہ انھیں امام، غوث اور شیخ وفقیہ و محدث کہنا بھی بجا تھا مگر ان کے علم وفضل کا اظہار انھی القاب سے ہوتا ہے اس لیے صدیوں پہلے کے علما و فقہا و محدثین نے اس طرح کے تعظیمی القاب ان کے لیے اختیار فرمائے ایسے ہی لفظ حضرت اور اعلیٰ حضرت کو بھی عرف زمانہ کے تناظر میں سمجھنا چاہیے۔

مسلم کامل کے لیے اعلیٰ کا لفظ بولنا قرآن حکیم کی آیت کریمہ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ سے ثابت ہے کہ اَلْاَعْلَوْنَ جمع ہے اعلیٰ کی، تو ایک عالم کامل کے لیے حضرت کے ساتھ اعلیٰ کا لفظ لگا کر اعلیٰ حضرت بولنا بھی بجا ہوگا۔

اس طرح کے القاب پہلے اور بعد کے تمام زمانوں کو سامنے رکھ کر نہیں چنے جاتے بلکہ اپنے زمانے کو سامنے رکھ کر چنے جاتے ہیں اس لیے یہ حقیقت ہمیشہ ملحوظ خاطر رہنی چاہیے۔

دراصل اعلیٰ حضرت کا لفظ تعظیم و عزت کا لقب ہے جو بڑے علما و مشائخ اور بادشاہوں کے لیے بولا جاتا ہے، ایسا نہیں کہ مجدد اسلام کے لیے پہلی مرتبہ اس کی ایجاد ہوئی۔ یہاں تک کہ جو لوگ عقاید میں امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ سے عناد رکھتے ہیں اور انھیں اعلیٰ حضرت کہنے پر غیر مناسب بنیادوں پر اعتراض کرتے ہیں وہ بھی اپنے بزرگوں اور علما کے لیے یہ لفظ بولتے رہے ہیں جیسا کہ تذکرۂ رشید احمد وغیرہ میں اس کے شواہد موجود ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

☆☆☆

فکر امروز

موجودہ حالات میں کرنے کے کچھ کام

مولانا محمد عبد المبین نعمانی

پیشِ نظر تحریر میں 17 اصلاحی خطوطِ زندگی ہیں۔ آج عام طور پر مسلمان ان سے بے توجہی برت رہے ہیں، ان میں دین و دنیا کی صلاح و فلاح، ہند اور بیرونِ ہند مسلمان ان بنیادی اصولوں کو نظر انداز کر رہے ہیں جن کے الم ناک نتائج ان کے سامنے آتے رہتے ہیں۔ آج ہم اسلامی شریعت کو چھوڑ کر غیر اسلامی دنیا کے دلدادہ ہوتے جا رہے ہیں، ہم ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں مصلحِ اہلِ سنت حضرت مولانا محمد عبد المبین نعمانی قادری کی بارگاہ میں جو اپنے کردار و عمل اور تحریر و تقریر سے شب و روز صلاح و فلاح کی کاوشیں کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان پر عمل کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین۔ از: مبارک حسین مصباحی

مسلمانوں کی فلاح و بہبودی کے لیے کچھ اہم اصلاحی پیغامات پیش کیے جاتے ہیں۔ قومِ مسلم سے گزارش ہے کہ غور کریں، ہمت باندھیں اور ان پر عمل کرنے کے لیے آگے بڑھیں۔

(1) مسلمان خود نمازوں کی پابندی کریں اور دوسروں کو نمازی بنانے کی طرف بھی توجہ دیں، اور یہ کام پہلے اپنے گھر سے شروع کریں کیوں کہ ایمان و عقیدہ درست کر لینے کے بعد نماز سے غفلت بہت بڑا گناہ ہے۔ کارخانے دار حضرات اپنے مزدوروں کو بھی نماز کی تاکید کریں۔ بلکہ نمازی مزدوروں کو ترجیح دیں اور انہیں سہولت فراہم کریں۔ نماز سے اپنا قومی وقار بھی بحال ہوتا ہے اور فریضۂ خداوندی کی ادائیگی بھی۔ نمازی مسلمان کے اخلاق بھی بلند ہوتے ہیں۔

(2) بہت سے سیٹھ حضرات مزدوروں کی مزدوریاں طے نہیں کرتے اور کام کرانے کے بعد من مانی مزدوری انہیں دے دیتے ہیں جو شرعاً جائز نہیں، پہلے مزدوری طے کر لینا ضروری ہے اور اسی کے مطابق ادائیگی بھی لازم ہے۔ اور حتی الامکان مزدوری وقت پر ادا کریں۔ بہت سے کارخانے دار، پیسے ہوتے ہوئے بھی مزدوری دینے میں ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں جب کہ حدیث میں آیا ہے کہ "اُعْطُوا الْاَجِیرَ اجرہ قبل ان یجفّ عِرقہٗ" (رواہ ابن ماجہ) پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدور کی مزدوری ادا کر دی جائے۔ (مشکوۃ ص 258 باب الاجارہ، مجلس برکات مبارک پور) یعنی مزدوری دینے میں جلدی کی جائے، اس کے خلاف کرنا مسلمان کا شیوہ ہرگز نہیں، ایسا کرنا ظلم بھی ہے اور ظلم کا انجام برا ہی ہوتا ہے۔

(3) شراب اور جوے ناپاک ہیں اور گناہ کے کام ان سے خود بچیں اپنی اولاد کو بچائیں اور اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کو بھی ان سے دور رہنے کی تاکید کریں، نہ ماننے پر ان کا بائیکاٹ کریں ان کی تقریبات میں بھی شرکت نہ کریں۔

(4) ضرورت پڑنے پر ہی ہوٹلوں میں جائیں، ضرورت پوری ہوتے ہی جلد تر واپس آئیں اور پھر دین یا دنیا کے کسی کام میں لگ جائیں، ہوٹلوں یا تفریحی مقامات پر وقت ضائع کرنا زندگی کو برباد کرنا ہے۔ حضور حافظ ملّت علامہ شاہ حافظ عبد العزیز محدث مراد آبادی علیہ الرحمہ فرمایا کرتے: تضیع اوقات سب سے بڑی محرومی ہے۔ غیر ضروری کاموں میں وقت ضائع کرنے والا کبھی سچا اور اچھا مسلمان نہیں ہو سکتا۔ حدیث شریف میں آیا ہے: مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَالَا یَعْنِیْہِ (ترمذی حدیث-2317، ابن ماجہ حدیث 3976)

(5) آج ہمارے گھروں کا ماحول خراب ہو چکا ہے۔ نہ مرد عورتوں کی کوئی نامناسب اور طبیعت کے خلاف بات برداشت کر رہے ہیں اور نہ عورتیں مردوں کی خلافِ مزاج کوئی بات برداشت کرنے کو تیار ہیں۔ آج تو عورتیں بھی حاکم بن چکی ہیں، مرد تو حاکم ہے ہی۔ حاکم کو بھی چاہیے کہ رعایا کے حقوق کا خیال کرے۔ اس کے ساتھ نرمی کا برتاو کرے اور رعایا کو بھی چاہیے کہ حاکم کے وقار اور احترام کو پورے طور پر ملحوظِ خاطر رکھے۔ رعایا کا حاکم بن جانا یا اپنے کو حاکم تصور کر لینا خود ہی صحیح نہیں۔ اس کی حدیث میں برائی بیان کی گئی ہے کہ لَنْ یُفْلِحَ قَوْمٌ وَ لَّوْا اَمْرَھُمْ

مہتمم دار العلوم قادریہ، چریاکوٹ، مئو

اِمْرَاَۃً وہ قوم ہرگز فلاح نہیں پاسکتی جس نے اپنی عورتوں کو حاکم بنالیا۔ (بخاری:4425) یہ تو عورتوں کو حاکم بنانے کی ممانعت ہے اور اگر خود ہی عورتیں حاکم بن جائیں تو یہ اور زیادہ قبیح اور برا ہے۔ گھریلو جھگڑوں رگڑوں اور طلاق ومقدمے کی بڑی وجہ یہی ہے کہ زوجین (عورت مرد) نے اپنے اپنے مقام اور مرتبے کو نظر انداز کردیا ہے۔

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ جب ہم اپنے چھوٹے سے گھر کی معمولی حکومت نہیں چلا سکتے، آئے دن اس میں رخنے پڑتے رہتے ہیں تو بھلا دوسروں سے ہم اپنے حقوق کا مطالبہ کیسے کرسکتے ہیں۔ ہم خود آپس میں انصاف اور رواداری کا سلوک نہیں کرتے تو دوسروں سے اس کی امید کیوں کرتے ہیں، ہم خود ٹھیک ہوجائیں پورا معاشرہ ٹھیک ہوجائے گا۔ ان شاءاللہ۔

(6) حدیث گزر چکی کہ اَلدِّیْنُ النُّصْحُ لِکُلِّ مُسْلِمٍ (کنز العمال) دین داری یہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کی خیر خواہی کی فکر اور کوشش کرے۔ یعنی ہر مسلمان دوسرے کی اصلاح کا حق رکھتا ہے بلکہ اس کی دین داری اس وقت مکمل ہوگی جب وہ دوسرے کی فکر کرے۔ آج کل یہ غیر اسلامی مقولے بڑے عام ہو چکے ہیں "اے شیخ اپنی دیکھ" اور "آپ کو میری فکر کیوں پڑی ہے آپ اپنا دیکھیے۔" اور "آپ کون ہوتے ہیں میری اصلاح کرنے والے" اور "اپنا دامن دیکھیے میری آئے ہیں اصلاح کرنے۔" وغیرہ جملے بڑے طمطراق سے بولے جارہے ہیں۔ اور اسے کمال سمجھا جاتا ہے۔

بھائی! کوئی کتنا ہی برا ہو اگر وہ میری بھلائی چاہتا ہے تو یہ ہمارے حق میں بہتر ہی ہے۔ اگر کوئی ہماری کوتاہی کو دور کرنا چاہتا ہے تو اس کا احسان مانو، اس کی کوئی کمی کوتاہی مت ڈھونڈو، ہاں بولنا ہے تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ نے میری اصلاح کی فکر کی، میری آنکھیں کھول دیں اس کا شکریہ۔ ان شاءاللہ میں اپنی اصلاح کی فکر اور کوشش کروں گا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ بھی اپنی فلاں فلاں غلطیاں درست کرلیں تاکہ آپ بھی گناہوں سے پاک ہوجائیں اور میں بھی۔ اصلاح حال کا یہ طریقہ صحیح اور خوب ہے۔ اور خود غرضی کی باتیں اسلامی تعلیمات کے بالکل خلاف ہے۔

(7) پڑوسیوں کے بڑے حقوق ہیں اسلام میں۔ آج کا مسلمان انہیں بھی پامال کرتا نظر آرہا ہے۔ پڑوسیوں کے حقوق کا یہ حال ہے کہ اگر غیر مسلم پڑوسی ہو تو اس کے ساتھ بھی حسن سلوک کا حکم ہے۔ اسلام کے حدود میں رہ کر غیر مسلم پڑوسیوں سے بھی حسن اخلاق کا برتاو کیا جانا چاہیے۔ اس کے بڑے اچھے اثرات اور نتائج ہمیں دیکھنے کو ملتے ہیں۔ حسن سلوک کا معاملہ تو ایسا ہے کہ اس سے بڑے متعصب اور متشدد غیر مسلم بھی بسا اوقات متاثر ہوجاتے ہیں۔ اور جو معتدل مزاج ہوتے ہیں ان پر تو اچھے اثرات ضرور مرتب ہوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پہلو بھی آج بڑی توجہ کا طالب ہے۔

(8) مفلوک الحال بھائیوں کے لیے ایک "غریب فنڈ" قائم کریں جس کے ذریعے ضرورت مندوں اور محتاجوں کی مدد کی جائے۔ زکوۃ کی رقمیں بھی اس فنڈ میں شامل کی جاسکتی ہیں لیکن ان کا استعمال بہت سوچ سمجھ کر کیا جائے، علمائے کرام اور مفتیوں سے اس سلسلے میں ضرور رجوع کیا جائے جو طریقہ وہ بتائیں اس پر ہی عمل کیا جائے۔ اس فنڈ سے یہ کام کیے جاسکتے ہیں:

1- غریب بیماروں کا علاج کرایا جائے۔

2- بے سہارا قیدیوں کی رہائی کا انتظام کیا جائے۔

3- غریب طلبہ کی مدد کی جائے چاہے وہ دینی تعلیم حاصل کرتے ہوں یا دنیاوی لیکن نیک پارسا اور نمازی ہونا ضروری ہے۔

4- ضرورت مند بیواؤں اور حاجت مند یتیم بچوں کی کفالت کی جائے۔

5- جن غریب علاقوں میں مسجد کی ضرورت ہے وہاں سادی سی مسجد بنوادی جائے یا تعمیر میں حصہ لے لیا جائے، مساجد کو فضول خرچیوں سے بچانا بھی ضروری ہے، زیب و زینت اور میناروں کی ریس (مقابلہ آرائی) کوئی دینی ضرورت نہیں، یہ محض شوق کی چیزیں ہیں، اگر یہ با آسانی ہو تو حرج نہیں لیکن ان کاموں کے لیے جان کھپانا اور در در پھرنا بالکل مناسب نہیں۔

(9) غیر سودی بینک قائم کیے جائیں، اس سلسلے میں بھی مفتیانِ کرام سے رہنمائی حاصل کرنی ضروری ہے تاکہ حرام کے ارتکاب سے بچا جاسکے۔

(10) حکومت کے قوانین کی حتی الامکان پاسداری کی جائے، بلاوجہ قانون شکنی کرکے اپنے کو مصیبت کے حوالے کرنا عقل مندی نہیں، اس کے لیے سیاسی سوجھ بوجھ کی بھی ضرورت ہے، لیکن پارٹی کی سیاست سے بچنا بھی ضروری ہے، یوں ہی ملکی قوانین کی جانکاری بھی ہمیں ہونی چاہیے۔

(11) ہنگامی صورتِ حال میں ہمیشہ "جوش پر ہوش کو غالب رکھنا" ضروری ہے ورنہ اپنے ہی ہاتھوں اپنا نقصان اٹھانا پڑسکتا ہے۔ اس سلسلے میں بے جا بہادری کا مظاہرہ بھی کبھی کبھی بڑا بھیانک اور نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔

-------------- (باقی ص:30 پر)

شعاعیں

اولاد قیمتی سرمایہ ھے

اس کی حفاظت کریں

محمد عارف رضا نعمانی مصباحی

جب کوئی شخص کسی باغیچے میں پہنچتا ہے اور دیکھتا ہے کہ اس میں رنگ برنگے پھول کھلے ہیں، ان پھولوں سے گلشن مہک رہا ہے، تو پھولوں کے درمیان آکر اُس کی طبیعت میں نشاط آجاتا ہے، دل خوشی سے جھوم جاتا ہے، آنکھیں گلشن کی سرسبزی و شادابی سے ٹھنڈی ہو جاتی ہیں اور ذہن میں یہ بات گردش کرنے لگتی ہے کہ گلشن کی رعنائیاں کیا خوب ہیں، مالی نے بڑی محنت اور لگن سے اسے سجایا ہے۔ اس کی محنت، لگن، دیکھ ریکھ اور احساس ذمہ داری کے نتیجے میں گلشن کا حسن ہر کسی کو بھاتا ہے اور اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔

انسان کی زندگی بھی ایک باغیچے کی مانند ہے، انسان جب نکاح کرکے میاں بیوی کے مقدس رشتے سے منسلک ہو جاتا ہے تو اب اس جوڑے کی خواہش رہتی ہے کہ اس کی گود میں رب العالمین اپنے کارخانہ قدرت سے اولاد کی شکل میں ایک تحفہ عطا کرے، جو اس کے گلشن حیات میں خوشیاں بکھیر سکے، اس کے لیے نہ جانے کتنے جتن کرتا ہے، کتنی محنتیں کرتا ہے، کہاں کہاں دعائیں کراتا ہے کہ اس کے گلشن حیات میں نسل کی بقا کے پھول کھلیں، اس کی خوشبو سے اس کا گھر خاندان مہک اٹھے، پھر وہ صبح نمودار ہو جاتی ہے جب اس کے گلشن میں کلی چٹک کر پھول بن جاتی ہے، ظاہر سی بات ہے کہ یہ سب بنا دیکھ ریکھ کے کہاں ممکن؟

ایسے ہی جب کسی کے یہاں اولاد ہوتی ہے تو انسان بہت خوش ہوتا ہے اور اس کی بہت دیکھ بھال کرتا ہے، لیکن یہ نگہبانی وقت طلب اور توجہ طلب ہوتی ہے۔ اس وقت والدین پر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ شروع میں توجہ تو دی جاتی ہے لیکن جب بچہ کھڑا ہو کر خود سے چلنے لگتا ہے تو ماں باپ کی توجہ کم ہو جاتی ہے جب کہ نگہداشت اب بھی ضروری ہوتی ہے کیوں کہ خوشبودار پھول حاصل کرنے کے لیے بیج سے کونپل نکلنے پھر اس کو پودا بن کر پھول نکلنے کے قابل ہونے تک نگہداشت کی ضرورت ہوتی ہے، ایسے ہی اولاد کی نگہداشت بھی ضروری ہوتی ہے کیوں کہ اولاد اسی وقت میٹھا پھل اور خوشبودار دار پھول بنے گی جب اس پر محنت کی جائے گی ورنہ گھاس پھوس اور کانٹے دار جھاڑیاں تو خود بخود ہی نکل آیا کرتی ہیں، لیکن یہاں مفید بنانا اور سنوارنا مقصود ہے اور یہ کام تو والدین کے ذمے ہوتا ہے کہ وہ اپنی اولاد کو کتنا کامیاب اور لائق و فائق بنا پاتے ہیں، والدین کا بچوں کے لیے سب سے اچھا تحفہ ان کی دینی تربیت کرنا ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"عن عمرو بن سعيد بن العاص قال، قال رسول الله ﷺ: ما نحلَ والدٌ ولدًا أفضلَ من أدَبٍ حسنٍ." (سنن الترمذی:1952، مسند احمد:15403)

حضرت عمرو بن سعید بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کسی والد نے اپنی اولاد کو اچھے ادب سے بہتر تحفہ نہیں دیا۔

اپنی اولاد کی دینی تربیت کرنا اس وقت والدین کے لیے بہت اہم مسئلہ بنتا جا رہا ہے، جب کہ سوشل میڈیا مکمل طور پر لوگوں کو اپنی گرفت میں لے چکا ہے، ایسے حالات میں ان کی بہتر نگہداشت کرنا، اسلامی نہج پر ان کی شخصی اور فکری تربیت کرنا مشکل امر ہوتا جا رہا ہے۔ جیسے درخت سے اچھا پھل حاصل کرنے کے لیے وقت پر پانی، ہوا اور مناسب مٹی درکار ہوتی ہے اسی طرح اولاد کی بہترین تربیت کے لیے ان کو اسلامی تعلیمات، اخلاقیات اور عقائد کی ضروری معلومات سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔

اولاد کی شخصیت کو نکھارنے اور قابل بنانے میں تین اہم تربیت گاہیں کلیدی کردار ادا کرتی ہیں۔ ان میں اولاد کے لیے سب سے پہلی اور اہم تربیت گاہ والدین کی آغوش محبت ہے۔ تعلیم گاہ اور استاذ دوسری اہم تربیت گاہ ہیں۔ تیسری اہم تربیت گاہ معاشرہ اور گرد و پیش کا ماحول ہے۔ بچہ بنیادی طور پر انھیں جگہوں سے سیکھتا ہے، اس کے علاوہ اور بھی اسباب ہو سکتے ہیں لیکن بنیادی طور پر یہی تین ہیں۔

تو اب اولاد کی اچھی تربیت اور نگہداشت کے لیے اچھے اور دیندار جوڑے کا انتخاب ہے، کیوں کہ آدمی جیسا پھل چاہتا ہے ویسی کھیتی کرتا ہے، اچھی زمین پر عمدہ بیج ڈالے، تب وہ اچھی فصل کی امید کر سکتا ہے۔

اسلام ایک مکمل نظام زندگی ہے حیات انسانی کا کوئی ایسا گوشہ نہیں ہے جس کی رہنمائی کے لیے اسلام کی روشن ہدایات موجود نہ ہوں، اولاد کی پیدائش سے لے کر موت تک بلکہ بعدِ موت کے بھی حقوق بیان کر دیے ہیں، ایسی خوبی صرف مذہب اسلام کے حصہ میں آتی ہے۔ تو آئیے سب سے پہلے جو چیز ضروری ہے وہ ہے نیک، پرہیزگار، دین دار شریکِ حیات کا انتخاب، کیوں کہ نیک سیرت اور دیندار جوڑے سے ہی نیک اولاد کی امید کی جا سکتی ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ "تُنْكَحُ المَرْأَةُ لأرْبَعٍ: لِمالِها، ولِحَسَبِها، وجَمالِها، ولِدِينِها، فاظْفَرْ بذاتِ الدِّينِ، تَرِبَتْ يَداكَ."

(صحیح بخاری:5090 وصحیح مسلم:1466)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرمان مصطفیٰ ﷺ ہے کہ عورت سے چار چیزوں کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے، اس کے مال کی وجہ سے، اس کی خاندانی شرافت اور حسب نسب کی وجہ سے، اس کے جمال کی وجہ سے اور اس کی دینداری کی وجہ سے، تو تم دین والی کو ترجیح دو، اس میں کامیابی ملے گی، تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں (یعنی تو ایسا ضرور کر ورنہ نقصان اٹھائے گا) کیوں کہ حسن و جمال، مال و دولت ایسی چیزیں ہیں جو کبھی بھی ختم ہو سکتی ہیں لیکن دین داری یہ ایسی چیز ہے جس کا اثر پوری زندگی پر پڑتا ہے، اس کے ذریعے اولاد کے اندر بھی دینداری اور اسلامی فکر پروان چڑھتی ہے، اس سے اولاد نیک ہوتی ہے اور اولاد ہی سے اچھے معاشرے اور خاندان کی تشکیل ہوتی ہے، اس لیے نبی کریم ﷺ کی نصیحت ہمیشہ پیش نظر رکھنی چاہیے، اسی سے ہماری دنیا و آخرت سنور تی جائے گی۔

اولاد کی تربیت میں دوسرا اہم کردار تعلیم گاہ اور استاذ کا ہے کیوں کہ بچہ یا تو ماں باپ کی نگہداشت میں رہتا ہے یا استاذ کی، انھیں سے وہ سیکھتا رہتا، اب جیسے ماں باپ ہوں گے اور جیسی تعلیم گاہ اور اتالیق ہوں گے، بچہ ویسا ہی اثر لے گا، ویسا ہی سیکھے گا، اس لیے بچے کے بہترین مستقبل کے لیے مذہبی اور دینی تعلیمی ادارے کا انتخاب کریں جہاں عصری اور دینی دونوں علوم سکھائے جائیں اور ان کی اسلامی طرز پر تربیت ہو سکے، کیوں کہ غیر اسلامی تعلیم گاہوں کے خطرناک نتائج سامنے ہیں، جہاں انھیں دین سکھایا نہیں جاتا ہے بلکہ دین و ایمان کی دولت چھین لی جاتی ہے، ایسے اداروں سے غیر اسلامی فکر پروان چڑھتی ہے، یہاں سے پڑھ کر اولاد کے اندر مذہب سے بے زاری پیدا ہو جاتی ہے پھر وہ آزاد ہو کر غیر مہذب معاشرے سے تعلقات قائم کر لیتے ہیں پھر دوستی سے فریب کھا کر ان کے جھانسے میں آجاتے ہیں اور دین و ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں، دوسرے مذاہب میں شادی کر کے اپنے آپ کو آگ کے حوالے کر دیتے ہیں، اور معاشرے کے لیے تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہوتے ہیں، ایسے حالات میں ابتدائی ایام تو بظاہر خوب اچھے گزرتے ہیں لیکن بعد میں ان کی زندگیاں اجیرن بن جاتی ہیں، نہ وہ دین کے ہوتے ہیں اور نہ ان کی دنیا کامیاب ہو پاتی ہے۔

اب ضرورت ہے کہ ہم ایسے تعلیمی ادارے کھولیں جہاں ملت کے نونہالوں کو عصری علوم کے ساتھ ساتھ ان کے اندر دین کی سمجھ پیدا کی جائے تا کہ وہ اسلامی تعلیمات سے اپنی زندگی سنوار سکیں۔

اولاد کی تربیت میں تیسرا اہم کردار معاشرہ اور گرد و پیش کے حالات کا ہے، کیوں کہ معاشرہ مختلف رنگ و نسل اور مختلف مذاہب کے ماننے والوں پر مشتمل ہوتا ہے اس لیے اپنے گھر خاندان کی دینی اور ایمانی تربیت کے لیے ایسے معاشرے کا انتخاب کریں جو ہم مذہب افراد پر مشتمل ہو تا کہ امور دین پر عمل پیرا ہونے میں آسانیاں پیدا ہوں، معاشرے میں لوگ اپنے ہوتے ہیں تو عبادات اور معاملات کی ادائیگی میں آسانی میسر آتی ہے ورنہ دوسروں کے درمیان مسلمانوں کو مذہبی امور کی ادائیگی کھل کر کرنے میں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، لہٰذا پہلے سے ہی ایسے معاشرے میں رہیں جہاں آپ کا اسلامی تشخص برقرار رہے، پاس پڑوس اور گھر کے افراد پر بھی اس کا اچھا اثر پڑتا ہے۔ اگر معاشرے میں غیر بھی رہتے ہیں تو ساتھ رہتے رہتے ان کے افکار و نظریات سے ہم آہنگی پیدا ہونے لگتی ہے، پھر دوستیاں بڑھتی ہیں اور اس کا انجام غیروں سے گہرے تعلقات، دوستی اور ان کے درمیان شادی تک جا پہنچتے ہیں، اس کے بھیانک نتائج آپ سب کے سامنے ہے، غیر لوگ مسلمانوں کے بچوں اور بچیوں کو روپے پیسوں کا لالچ دے کر اپنی ناپاک ہوس کا شکار بناتے ہیں، پھر بے یار و مددگار چھوڑ دیتے ہیں۔ ایسوں کی گھر خاندان میں بھی کوئی عزت نہیں رہتی اور معاشرے میں بھی انھیں کوئی مقام نہیں حاصل ہوتا۔ اخبارات و رسائل اور سوشل میڈیا کی سائٹس ایسی بہت ساری خبروں سے بھری پڑی ہیں۔

لہٰذا پیارے دینی بھائیو! ہوش کے ناخن لیں اور اپنے عزیز رشتے داروں، بہن بھائیوں کی زندگیاں اجڑنے سے پہلے ہی ان کو خبردار کر دیں، بچپن ہی سے اسلامی طور طریقے پر ان کی تربیت کریں، ضروری اسلامی تعلیمات ضرور دلائیں، ان کے دل میں اللہ پاک اور آخرت کا خوف پیدا کریں، انھیں گھروں پر سیرت رسول، اسوہ صحابہ، صالحین اور صالحات کے سچے واقعات سنائیں یا پڑھائیں اور خود بھی دین اور احکام شریعت پر مکمل کاربند رہیں ورنہ رب کی نافرمانی میں دنیا و آخرت دونوں کا خسارہ ہے۔ ***

ترغیبِ عمل

تعلق باللہ کی اہمیت

توفیق احسن برکاتی

ایک بندۂ خدا "بندگی" کے ذریعہ اپنے خالق و مالک کا قرب پاتا ہے تو اس کی زندگی با مقصد اور روحانی طور پر انتہائی مضبوط ہوتی ہے اور یہی طرز حیات قرآن کا مطلوب بھی ہے۔ کیوں کہ بندگی رب سے وابستہ رہنے کا سب سے مستحکم ذریعہ ہے، بندہ بندگی سے کنارہ کش ہو اور اس کی پیشانی ذوقِ عبادت کے انوار سے محروم ہو تو بندہ کہاں ہوا؟ اسی طرح ایک امتی جب تک اپنے پیغمبر سے وابستہ رہتا ہے اور اس کی زندگی میں ایسے شواہد و حقائق نظر آتے ہیں جو اس کا روحانی رشتہ اس کے رسول سے قائم رکھتے ہیں تو وہ اپنے نبی کی نگاہِ کرم کا مرکز بنتا ہے اور اس کا امتی ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اگر اس کے برخلاف ہو یعنی نہ وہ اپنے نبی کا نام لیتا ہے، نہ ان کی اداؤں میں بسنا اسے اچھا لگتا ہے اور نہ ہی ان کے ناموس کی حفاظت میں کچھ کوشش کرتا ہے تو اس کا امتی ہونا محض بیان بازی کے سوا کچھ نہیں۔ اس لیے تمام مومنین کو حکم ہے کہ وہ بندگی کے ذریعہ اپنے خدا سے مربوط رہیں اور احکام الٰہی کی بجاآوری اور درود و سلام کی سوغات کے ذریعہ اپنے رسول سے اپنا تعلق مضبوط رکھیں۔ یوں ہی جب کوئی بندۂ مومن قرآن مجید سے اپنا تعلق قائم کرتا ہے یعنی اس کی تلاوت کرتا ہے، اس میں غور و فکر کرتا ہے اور اس میں موجود احکامِ خدا کو اپنی عملی زندگی میں جگہ دیتا ہے تو خدا اور سول سے اس کا تعلق مضبوط ہو جاتا ہے۔

ایک انسان جب دولت ایمان سے مالا مال ہوتا ہے تو تعلق باللہ کا آغاز ہوتا ہے اور اس ربط میں رسول اور قرآن بنیاد کا کام کرتے ہیں، یعنی جب تک بندہ وہ ایمان نہیں لاتا جس کو قرآن اور رسول نے ایمان قرار دیا ہے تو ایمان باللہ کا وجود ہی نہیں ہوتا، بلفظ دیگر تعلق باللہ شروع بھی نہیں ہوتا۔ پھر جیسے جیسے بندۂ مومن ایمان کے تقاضوں کی تکمیل کرتا ہے یہ تعلق مضبوط اور گہرا ہو جاتا ہے۔ اب ان بندگانِ خدا کی زبانوں پر اللہ تعالیٰ کا ذکر، قال و حال میں اس کی بندگی اور سوچ رفتار میں اللہ عزوجل کی بے شمار نشانیوں اور شہادتوں کا جلوہ بسا ہوتا ہے۔ کسی سے محبت یا کسی سے دشمنی سب اللہ کے لیے ہوتی ہے۔ بندۂ مومن کی اس کیفیت کا ذکر سورہ انعام کی اس آیہ کریمہ میں ہے:

"قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ." (سورۂ انعام 6۔ آیت: 162)

[ترجمہ: تم فرماؤ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے۔]

یہ ضروری ہے کہ ہر بندۂ مومن کا دل اس بات کا یقین کرتا ہو اور اس حقیقت پر مطمئن ہو کہ جس معبودِ برحق کی بندگی مجھ پر لازم ہے وہ ہمارا حاکم بھی ہے، مالک اور رازق بھی، یہ پورا جہان اسی کا پیدا کیا ہوا ہے، وہ عطا و بخشش اور نفع و نقصان کا مالک ہے، سب کچھ اس کے اختیار میں ہے۔ اس نے سب کچھ مقدر فرما دیا ہے اور ہمیں نیکی اور بدی کا اختیار دیا ہے، لیکن ہمیں نیکیوں کا خوگر رہنا چاہیے اور برائی سے اپنا دامن بچا کر رکھنا چاہیے، ورنہ ہمارا ایمان کمزور ہوگا تو تعلق باللہ میں بھی خلل واقع ہوگا۔ ہمیں حکم ہے کہ جائز طور پر اپنی صلاحیتوں کا استعمال کریں، جائز روزی تلاش کریں، حتی الامکان اپنی سی کوشش کریں لیکن بھروسا اپنے اللہ پر رکھیں۔ کیوں کہ ہماری محنتوں کا ثمرہ اتنا ہی ملتا ہے جتنا ہماری تقدیر میں لکھا ہوتا ہے لیکن وہ کتنا ہے؟ ہمیں نہیں معلوم۔ اس لیے ہمیں نتیجہ خدا پر چھوڑ دینا چاہیے اور اسی کی ذات پر اعتماد کرنا چاہیے۔ یہ اعتماد اور توکل بھی بڑی کارآمد چیز ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے متوکل بندوں سے محبت کرتا ہے۔ یہ "توکل" "تعلق باللہ" کے مظاہر میں شمار ہوتا ہے، کیوں کہ اللہ عزوجل کا متوکل بندہ اللہ تعالیٰ کے ہر فیصلے پر راضی رہتا ہے اور مشکل سے مشکل حالات میں بھی اس کی زبان پر کوئی گلہ اور شکوہ نہیں ہوتا۔ ایسا بندہ قولِ رسول: "وارض بما قسم الله لك" کا مصداق بنتا ہے۔ بہ قولِ ڈاکٹر اقبال:

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن، نئی شان
گفتار میں، کردار میں اللہ کی برہان

"اللہ وحدہ لاشریک" نے پیغمبر اعظم "محمد رسول اللہ ﷺ" پر اپنی آخری کتاب "قرآن عظیم" نازل فرمائی جس میں ہر چیز کا روشن بیان موجود ہے، یہی قرآن اسلامی شریعت کا پہلا بنیادی ماخذ ہے جس میں اللہ و رسول کی اطاعت و فرماں برداری کا واضح حکم دیا گیا ہے اور تعلق باللہ کے لیے تعلق بالرسول کو لازم بتایا گیا ہے۔ رسول اور قرآن کے ذریعہ ہی ہم نے اپنے اللہ کو پہچانا ہے۔ قرآن مجید کا حکم ہے:

"مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ." (سورۂ حشر 59۔ آیت:7)

[ترجمہ: اور جو کچھ تمھیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔]

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ."

(سورۂ آل عمران 3۔ آیت: 31)

[ترجمہ: اے محبوب! تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرماں بردار بن جاؤ اللہ تمھیں دوست رکھے گا اور تمھارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔]

"قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ"

(سورۂ نور 24۔ آیت: 54)

[ترجمہ: تم فرماؤ، حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔]

"مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ" (سورۂ نساء 4۔ آیت:80)

[ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔]

ان چار آیات قرآنیہ میں غور کریں تو اندازہ ہوگا کہ تعلق بالرسول کس قدر اہم اور بنیادی نوعیت کا ہے اور یہ ربط بغیر اطاعتِ رسول کے ممکن نہیں۔ یہی دونوں روابط شریعت اسلامیہ کو مطلوب ہیں اور رابطہ کار دونوں جہان میں سرخرو اور دارین کی سعادتوں کا حق دار ہے۔

تعلق باللہ کے شرائط میں یہ ہے کہ اس کے احکام کی بجا آوری کی جائے اور اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے باز رہا جائے، اس کے محبوبوں سے محبت کی جائے اور اس کے دشمنوں سے نفرت کی جائے۔ اور تعلق بالرسول کے شرائط میں یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے فرامین کو سمجھ کر اس پر عمل کو لازم سمجھا جائے اور ان کی اداؤں میں بس کر زندگی گزاری جائے، یعنی ان کی سنت کا اتباع کیا جائے اور ان کے فرمودات پر عمل کیا جائے۔ یہی چیزیں قرآن سے ہمارے ربط کو مضبوط کرتی ہیں اور مقبولِ بارگاہِ خداوندی بناتی ہیں۔

نماز، روزہ، حج و زکات اور دیگر عبادتیں تعلق باللہ کے عمدہ مظاہر ہیں، ذکر و فکر اور آیات الٰہیہ میں غور و خوض بھی اسی شمار میں ہیں، فرائض کی کامل ادائیگی کے بعد نوافل کی کثرت بندۂ خدا کو اللہ کی ذات سے کافی قریب کردیتی ہے۔ حدیث قدسی میں آیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتوں کے ذریعہ مجھ سے اتنا قریب ہوجاتا ہے کہ میں اس کا کان بن جاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اور وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے عطا کرتا ہوں اور اگر وہ کسی چیز سے میری پناہ طلب کرتا ہے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں۔ (صحیح بخاری، کتاب الرقاق)

رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ کا ہر ورق اس قربِ خاص کی گواہی دیتا ہے کیوں کہ تعلق باللہ کے معاملے میں وہ سب سے بلند مقام پر فائز تھے اور یہی تعلیم انھوں نے اپنے صحابہ کو دی تھی اور ان کے واسطے سے ہم سب کو عطا فرمائی ہے۔ یہ ہر بندۂ مومن کی اصل جمع پونجی ہے۔ یہ تعلق ہی ہمیں گناہوں سے بچاتا اور نیکیوں سے قریب کرتا ہے۔ ہمارا یقین پختہ اور ہمارا ضمیر زندہ نہ ہو تو سیاہ و سفید کے فاصلے مٹ جائیں، نیکی اور گناہ یک رنگ نظر آئیں۔ یہ ربط ایمان میں شفافیت لاتا ہے اور ہمیں ایمانی تقاضوں کی تکمیل کی توفیق ملتی رہتی ہے، یہ جیسے جیسے گہرا ہوتا جاتا ہے بندہ روحانیت کے زینے چڑھتا جاتا ہے، یہی ربط مومن کو اللہ تعالیٰ کے جلووں میں گم کر دیتا ہے اور بندہ اپنے رسول کی محبت میں خود رفتہ ہوجاتا ہے۔

ان حقائق سے اندازہ ہوتا ہے کہ فرامین مصطفیٰ ﷺ کس قدر اہم ہیں کہ ان پر عمل کیے بغیر تعلق بالرسول قائم ہی نہیں ہو سکتا۔ جب یہی نہ رہا تو تعلق باللہ کیسے پیدا ہوگا؟ اس سے نام نہاد اہل قرآن کو سبق لینا چاہیے جو فرامین مصطفیٰ کا مذاق اڑاتے ہیں اور احادیث نبویہ کے خلاف مہم چلاتے ہیں۔ ان کے نام اور نظریہ میں سخت تضاد ہے۔ حقیقت میں نہ ان کا نظریہ قرآنی ہے اور نہ وہ اہل قرآن ہیں۔ ❋❋❋

ذکرِ جمیل

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وصال: 60ہجری

محمد اعظم مصباحی مبارک پوری

نام: معاویہ **کنیت:** ابو عبد الرحمٰن، **لقب** کسرائے عرب،

والد: حضرت ابو سفیان۔

والد کی طرف سے سلسلۂ نسب: حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان صخر بن حرب بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی قرشی اموی۔

والدہ کی طرف سے سلسلۂ نسب: حضرت معاویہ بن ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس۔

قبولِ اسلام: حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبول اسلام کے سلسلے میں حضرت امام نووی شافعی علیہ الرحمۃ نے دو قول بیان کیے ہیں:

پہلا قول: حضرت امیر معاویہ فتح مکہ کے روز اپنے باپ حضرت ابو سفیان، بھائی حضرت زید بن ابو سفیان اور ماں حضرت ہندہ کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہوئے۔

دوسرا قول: حضرت امیر معاویہ حدیبیہ کے موقع سے اسلام لائے اور اپنے اسلام کو اپنے والدین سے چھپائے رکھا۔ (تہذیب الاسماء واللغات، ج:1، ص:494، دارالکتب العلمیہ بیروت۔ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ:5ص:201، دارالکتب العلمیہ بیروت)

غزوات میں شرکت: نبی اکرم ﷺ کے ساتھ غزوہ حنین میں شریک ہوئے۔ رسول کریم ﷺ نے ہوازن کے مال غنیمت سے سو اونٹ اور چالیس اوقیہ سونا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا۔

کتابت وحی: نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں جو صحابۂ کرام کتابت وحی کی خدمات انجام دیا کرتے تھے انھی میں سے ایک صحابی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں چناں چہ حضرت ابن عساکر نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث اپنی سند کے ساتھ روایت کی:

عن جابر قال: قال النبي ﷺ أتاني جبريل عليه السلام فقال اتخذ معاوية كاتبا.

(تاریخ دمشق، ج:59، ص:68، دارالفکر بیروت)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام نے آکر کہا کہ امیر معاویہ کو کاتب مقرر فرمائیے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب ہم لوگ مدینہ آئے تو نبی کریم ﷺ نے ایک کاتب طلب فرمایا جو آپ کی جانب سے عجمیوں کی طرف کتابت کی خدمت انجام دے، حالاں کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں بہت سے لوگ کتابت کی خدمت انجام دیتے تھے اور اس وقت حضرت معاویہ مسلمان ہو چکے تھے، وہ خوش خط تھے تو نبی کریم ﷺ نے انھیں کاتب مقرر کر لیا۔ اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خیانت کا اندیشہ ہے جیساکہ عبد اللہ بن خطل نے خیانت کی۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: لا، هو أمين. ایسا نہیں ہے، امیر معاویہ امانت دار ہیں۔ (ایضًا)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ جس دن نبی کریم ﷺ کے پاس حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باری تھی اس دن دروازے پر ایک شخص نے دستک دی تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: دیکھو! کون ہے؟ عرض کیا گیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ نے فرمایا: انھیں اجازت دو۔ چناں چہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہوئے اور ان کے کان پر ایک قلم تھا جس سے آپ نے ابھی تک کتابت نہ کی تھی۔ سرکار نے فرمایا: اے معاویہ! تمھارے کان پر کیسا قلم ہے؟ انھوں نے عرض کیا: اسے میں نے اللہ اور اس کے رسول کے لیے تیار کیا ہے... حضور ﷺ نے دعا فرمائی کہ اللہ تمھیں

اپنے نبی کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے۔ بخدا! میں نے تمھیں اللہ کے اذن اور اس کی وحی سے ہی کاتب مقرر کیا ہے اور جو بھی میں چھوٹا بڑا عمل کرتا ہوں وحی الٰہی سے ہی کرتا ہوں۔ اس وقت کیا حالت ہوگی جب اللہ رب العزت قمیص خلافت سے تمھیں سرفراز فرمائے گا۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھڑی ہوگئیں پھر آپ کے سامنے بیٹھ کر عرض کرنے لگیں کہ یا رسول للہ ﷺ! اللہ رب العزت میرے بھائی کو قمیصِ خلافت پہنائے گا؟ تو سرکار نے فرمایا: نعم ولكن فيه هنّات و هنّات و هنّات.

اس پر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے بھائی کے لیے دعا فرمادیں۔ پھر سرکار نے ان الفاظ میں دعا فرمائی:

اللهم اهده بالهدى و جنبه الردى و اغفر له في الآخرة و الاولى.

یعنی اے اللہ! امیر معاویہ کو ہدایت عطا فرما، ہلاکت ان سے دور فرما، دنیا اور آخرت میں انھیں بخش دے۔ (ایضاً، ص:69)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس ذہب ابریز کا ایک قلم لے کر آئے اور کہا کہ بلند و برتر خدا نے آپ کو سلام کہا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ اے میرے حبیب میں نے معاویہ بن سفیان کے لیے ایک قلم بطور ہدیہ بھیجا ہے۔ آپ اسے معاویہ کو دے دیں اور انھیں حکم دیں کہ اس قلم سے آیت الکرسی عمدہ خط میں لکھ کر اعراب لگائیں اور بارگاہ رسالت میں پیش کریں۔ میں نے آج سے لے کر قیامت تک کے آیت الکرسی پڑھنے والے لوگوں کی تعداد کے مطابق امیر معاویہ کے لیے ثواب لکھا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من یاتینی بابی عبد الرحمن میرے پاس امیر معاویہ کو کون لائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے اور حضرت معاویہ کا ہاتھ پکڑ کر سرکار کی بارگاہ میں لے آئے پھر انھوں نے سلام کیا۔ سرکار نے سلام کا جواب دینے کے بعد امیر معاویہ سے فرمایا: اے ابو عبد الرحمٰن میرے قریب آؤ، اے ابو عبد الرحمٰن میرے قریب آؤ، اے ابو عبد الرحمٰن میرے قریب آؤ۔ جب حضرت امیر معاویہ سرکار ﷺ کے قریب ہوئے تو سرکار نے قلم عطا کر کے یہ فرمایا: اے معاویہ! یہ قلم اللہ تعالیٰ نے تمھیں عرش کے اوپر سے ہدیۃً عطا فرمایا ہے تاکہ تم آیت الکرسی کو عمدہ خط کے ساتھ لکھ کر اعراب لگاؤ اور میری خدمت میں پیش کرو اور اللہ تعالیٰ نے تمھیں جو نعمت عطا کی ہے اس پر اللہ کی حمد اور اس کا شکر بجالاؤ کیوں کہ اللہ رب العزت نے آج سے لے کر قیامت تک آیت الکرسی پڑھنے والوں کا ثواب تمھارے نامۂ اعمال میں لکھ دیا ہے۔ راوی کہتے ہیں حضرت امیر معاویہ نے سرکار کے دست مبارک سے قلم لیا اور اسے اپنے کانوں پر رکھا پھر سرکار نے دعا دی:

اللهم انك تعلم اني قد او صلته اليه اللهم انك تعلم اني قد او صلة اليه ثلاثا۔ (ایضاً، ص:72)

روایت حدیث: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آخری عہد میں مشرف بہ اسلام ہوئے اس لیے سرکار دوعالم ﷺ کے عہد مبارک میں زیادہ خدمات کا موقع نہ مل سکا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی مرویات کم ہیں۔

حضرت امام نووی شافعی علیہ الرحمۃ اس سلسلے میں فرماتے ہیں:

روى له عن رسول الله ﷺ مأة حديث وثلاثة وستون حديثا اتفق البخاری و مسلم على اربعة منها وانفرد البخاری بأربعة و مسلم بخمسة.

(تہذیب الاسماء واللغات، ج:1، ص:494)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے آپ کی مرویات کی تعداد 160 ہے جن میں سے چار پر بخاری اور مسلم متفق ہیں اور چار میں امام بخاری اور پانچ حدیث میں امام مسلم منفرد ہیں۔

حضرت امیر معاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرنے والے صحابہ: حضرت عبداللہ بن زبیر، عبد اللہ بن عمر، ابو سعید خدری، سائب بن یزید، ابو امام بن سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حضرت امیر معاویہ سے روایت حدیث کرنے والے تابعین: حضرت سعید بن مسیب، حمید بن عبد الرحمٰن وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ (ایضاً)

امارت وحکومت: حضرت امیر معاونیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اول ملوک اسلام ہیں، توریت شریف میں ارشاد ربانی ہے: مولده بمكة ومهاجرة بطيبة وملكه بالشام. (بہار شریعت، ج:1، ص:258)

غیب داں نبی ﷺ نے ایک حدیث میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت کی خبر عطا فرمائی۔ (جاری)

انوار حیات

حضرت مفتی آلِ مصطفیٰ مصباحی علیہ الرحمہ

چند یادیں چند باتیں

مبارک حسین مصباحی

ولادت: 1971ء، وصال: 10 جنوری 2022ء

یہ افسوس ناک خبر تو قارئین کو مل ہی چکی ہوگی کہ حضرت مولانا مفتی آلِ مصطفیٰ مصباحی 9 اور 10 جنوری 2022 کی درمیانی شب میں 12 بج کر 30 منٹ پر حیات جاودانی حاصل فرما گئے، انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ہمارے بڑے قریبی اور بے تکلف دوست تھے، سنا تو دل مسوس کر رہ گیا، آپ کی میٹھی میٹھی علمی باتیں یاد آنے لگیں، طالب علمی کے عہد سے آج تک بے شمار ملاقاتیں اور موبائل سے باتیں ہوتی رہیں۔ وصال سے لگ بھگ ڈیڑھ ماہ قبل بھی ہم نے کال کی تھی، فرما رہے تھے کہ بنارس میں زیر علاج تھا، طبیعت کچھ سنبھلی تو گھوسی آ گیا آنے کے بعد طبیعت مزید خراب ہو رہی ہے، اب پھر بنارس جانے کا پروگرام بن رہا ہے ان شاء اللہ کل چلا جاؤں گا دعا فرمائیں۔ ہم نے کہا: اللہ تعالیٰ صحت و عافیت عطا فرمائے، ہم نے حضرت سے یہ آخری گفتگو کی تھی، ہم نے دل کی گہرائیوں سے دعائیں بھی کیں مگر کون جانتا تھا یہ آخری شرفِ ہم کلامی ہے۔ اب ایصالِ ثواب کے علاوہ کچھ نہیں، دعا ہے مولا تعالیٰ اپنے خصوصی فضل سے ان کی مغفرت فرمائے۔

صبح جامعہ اشرفیہ حاضر ہوا تو ہر طرف ان ہی کا ذکر خیر تھا، صدر المدرسین حضرت علامہ مفتی بدر عالم مصباحی دامت برکاتہم القدسیہ نے دفتر تعلیمات سے یہ اعلان نشر کرا دیا تھا کہ صبح آٹھ بج کر تیس منٹ پر تمام اساتذۂ اشرفیہ جمع ہو جائیں تاکہ حضرت کے لیے مشترکہ ایصالِ ثواب کیا جائے۔ اساتذہ اپنا اپنا تاثر دیتے رہے، قل شریف ہوا، پھر سب نے اول و آخر درود شریف، سورہ فاتحہ اور تین بار سورہ اخلاص کی تلاوت فرمائی اور حضرت صدر المدرسین نے حضرت علیہ الرحمہ کو ایصالِ ثواب کیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کی شفاعت کبریٰ آپ کا مقدر بنائے۔ آمین۔

جانشین حضور حافظ ملت، عزیز ملت حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ نے گہرے رنج و غم کا اظہار فرمایا، حضرت نے فرمایا کہ حضرت مفتی صاحب ایک علمی شخصیت تھے، وہ اپنے منصب کے لیے اپنی ذمہ داریوں کو بحسن و خوبی نبھاتے تھے اور بڑی خوبیوں کے حامل تھے، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ آمین

نامور شاعر فریدی صدیقی مصباحی مسقط عمان سے پکار اٹھے۔

فقیہِ عصر آلِ مصطفیٰ اے بحرِ علم و فن
چمکتا ہے تفقہ سے ترے کردار کا درپن
تری رجعت سے چشم سنیت میں خوں کے آنسو ہیں
غموں سے پارہ پارہ ہو گیا احساس کا دامن

حضرت مفتی آلِ مصطفیٰ مصباحی علیہ الرحمہ نے مغربی بنگال میں شمالی دیناج پور ضلع کے گاؤں پانچی پاڑہ میں آخری سانس لی۔ پانچی پاڑہ سے آپ کی لاش آبائی گاؤں شہ جنا [بارسوئی] لائی گئی، ملک اور بیرون ملک کے باخبر حلقوں میں غم کا ماحول تھا، آپ کی نمازِ جنازہ میں عوام کے جم غفیر کے ساتھ کثیر تعداد میں علما اور مشائخ تھے، اہلِ سنت کی موقر شخصیت آپ کے استاذ گرامی حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمٰن رضوی مضطر دامت برکاتہم القدسیہ [بانی و سربراہ جامعہ نوریہ، شام پور، رائے گنج، اتر دیناج پور، مغربی بنگال] نے جنازے کی نماز پڑھائی، آپ کو ایصالِ ثواب کیا گیا، شہ جنا قاضی ٹولہ، ضلع کٹیہار، بہار میں 10 فروری 2022ء میں تین بجے کے بعد آپ کو سپردِ خاک کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ آمین۔

محاسن وکمالات:

محبِ گرامی وقار حضرت علامہ مفتی آلِ مصطفیٰ مصباحی علیہ الرحمہ گوناگوں اوصاف و کمالات کے حامل شخصیت تھی، یوں تو آپ تمام درسی علوم و فنون میں دستگاہ رکھتے تھے، مگر فقہ حنفی آپ کا خاص موضوع تھا، آپ کی فراغت عرس حضور حافظ ملت کے زریں موقع پر 1990ء میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے ہوئی تھی، یعنی ہماری جماعت سے ایک برس کے بعد۔ آپ نے فضیلت کے ساتھ فتویٰ نویسی کی مشق فرمائی۔ فقہ وافتا میں آپ کے استاذ گرامی اور مربی تھے نائبِ مفتی اعظم ہند شارح

بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ، فقہ کی اجازت بھی حضرت شارح بخاری نے آپ کو عطا فرمائی تھی، حدیث کی اجازت سے آپ کو بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ اور آپ کے والد ماجد حضرت مولانا مفتی شہاب الدین اشرفی لطفی علیہ الرحمہ نے سرفراز فرمایا تھا۔

آپ عہدِ طالب علمی سے سنجیدہ، باوقار اور کم گو تھے محنتی، جفا کش اور مطالعہ و تحقیق کے خوگر تھے۔ آپ نیک طینت، صالح مزاج اور پابند شرع تھے، حق گو، دور اندیش اور غیبت و چغل خوری سے سخت اجتناب فرماتے تھے۔ یہ سچ ہے کہ آپ اشرفی تھے مگر خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ اور خانقاہ رضویہ بریلی شریف میں بھی خوب مقبول تھے۔ کب کس سے کس طرح ملاقات کی جائے اور گفتگو کا انداز کیا ہو، اس ادائے دلنوازی میں بھی امتیاز رکھتے تھے۔ اپنے تدبر اور فقہی بصیرت کی وجہ سے ہر مقام پر محبوبیت رکھتے تھے۔

ہم نے جب تدریس کے ساتھ جامعہ اشرفیہ کے ترجمان ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور کی ذمہ داریاں سنبھالیں تو آپ کو بھی ہمارا شریکِ عمل بنایا گیا۔ آپ نے دو ایک ماہ ماہ نامہ اشرفیہ کے کچھ مضامین دیکھے اور پھر دارالعلوم امجدیہ گھوسی ضلع مئو میں تدریسی خدمات شروع فرما دیں۔ وہاں آپ نے فتویٰ نویسی کا منصب بھی سنبھالا، فقہی بصیرت کی وجہ سے آپ کو صدر شعبۂ افتا بھی بنایا گیا، فقہ و افتا میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے، آپ نے تحقیقی اور شرعی مسائل پر ہزاروں فتاویٰ لکھے، جدید فقہی مسائل میں بھی انفرادیت رکھتے تھے۔ آپ تخصص فی الفقہ کے طلبہ کی تربیت فرماتے رہے، ملک کے طول و عرض میں آپ کے فتاویٰ کا وزن محسوس کیا جاتا تھا۔

آپ کو 1992ء میں مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کا رکن منتخب کیا گیا۔ فقہی سیمیناروں میں مقالات تحریر فرماتے تھے، بحثوں میں بھی حسبِ ضرورت حصہ لیتے تھے۔ آپ کا اپنے مادرِ علمی جامعہ اشرفیہ مبارک پور اور اپنے اساتذہ سے گہرا تعلق رہا۔ ہندوستان بھر کی خانقاہوں اور درس گاہوں سے آپ کے گہرے روابط تھے۔ عام طور پر سیمیناروں، کانفرنسوں اور دیگر تقریبات میں مدعو کیے جاتے تھے۔ آپ آستانہ اشرفیہ کے صاحبِ سجادہ چشم و چراغ خاندان اشرفیہ، سرکار کلاں حضرت مفتی شاہ محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی نور اللہ مرقدہ [م: 21 نومبر 1996ء] کے مرید صادق تھے۔ گل گلزار اشرفیت شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی دامت برکاتہم القدسیہ سے خلافت و اجازت حاصل تھی۔

سلسلۂ اشرفیہ کے مشائخ سے آپ کے عقیدت مندانہ روابط رکھتے تھے، قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ آپ سیدنا مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کے عرس میں تو اکثر حاضر ہوتے تھے، دیگر اہم اعراس میں بھی نیاز مندانہ حاضر ہوتے، اکتساب فیض کرتے اور اپنے خطابات سے سامعین، حاضرین اور ناظرین کو فیض پہنچاتے۔ آپ کے خطابات علمی اور سنجیدہ ہوتے تھے، اکابر و مشائخ کے تعلق سے آپ کا مطالعہ بھی وسیع تھا۔ سلسلۂ اشرفیہ کے عظیم بزرگ حضرت علامہ شیخ سید محمد اشرفی محدث اعظم ہند قدس سرہ کے عرس پر متعدد بار آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ شیخ المشائخ حضور اشرفی میاں قدس سرہ کے بعد آپ تا حیات دار العلوم اشرفیہ مبارک پور کے سرپرست اعلیٰ رہے۔ صاحبِ سجادہ حضور شیخ الاسلام سید محمد مدنی میاں اشرفی کچھوچھوی دامت برکاتہم القدسیہ بھی از اول تا آخر مبارک پور دار العلوم اشرفیہ کے فاضل بزرگ ہیں۔ **آپ ہی نے سب سے پہلے اپنے اسم گرامی کے ساتھ لفظ "مصباحی" تحریر فرمایا۔** جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

علمی و فقہی سیمیناروں میں جلوہ گری:

- مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے سیمینار
- مجمع الفقہ الاسلامی دہلی کے تین سیمیناروں میں بحیثیت سنی نمائندہ شرکت
- فقہی سیمینار بورڈ دہلی کے ساتوں سیمیناروں میں شرکت
- اسلام اور تصوف سیمینار
- مدرسہ فیض الرسول، رچھا، بریلی شریف
- تین روز مجلس شرعی کے فیصل بورڈ کا سیمینار مرکزی دار الافتا بریلی شریف
- صدر الشریعہ سیمینار، گھوسی
- اصلاح معاشرہ سیمینار، الجامعۃ الاسلامیہ اشرفیہ، سکٹھی، مبارک پور
- تاج الفحول سیمینار، خانقاہ قادریہ بدایوں شریف
- تذکرۂ اسلاف سیمینار۔ ادارۂ افکار حق، بائسی، پورنیہ بہار
- تین روز امام اعظم سیمینار گونڈی ممبئی
- سرکار آسی سیمینار۔ دار العلوم طیبہ معینیہ، منڈواڈیہ، بنارس
- ہمدرد یونیورسٹی کے زیر اہتمام منعقدہ سیمینار
- ادارہ شرعیہ پٹنہ، بہار کے زیر اہتمام منعقد سیمینار

- خانقاہ صمدیہ پھپھوند شریف کے زیر اہتمام حافظ بخاری علامہ عبدالصمد چشتی سیمینار
- صدر الشریعہ اور خدمت حدیث سیمینار (کشف الاستار کے حوالے سے) جامعہ امجدیہ گھوسی
- مسائل قضا سے متعلق سیمینار، جامعہ قادریہ، دودھی، سون بھدر۔

ان میں سے اکثر سیمیناروں میں ہماری بھی شرکت رہی ہے۔ اب ہم کچھوچھہ مقدسہ کے تین سیمیناروں کا ذکر خیر کرتے ہیں۔

عرس صوفیِ ملت کی چند جھلکیاں

مخدوم سمناں کی تعلیمات اور عصرِ حاضر میں اس کی اہمیت وافادیت

پر کچھوچھہ میں سیمینار

30/ اکتوبر 2018 بروز منگل بر صغیر کی 6/ صدی پرانی علمی، فکری، تحقیقی اور تصوفانہ رنگ و آہنگ میں ڈوبی ہوئی خانقاہ، خانقاہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کے ایک روحانی بزرگ صوفی ملت، عطاے مخدوم اشرف حضرت سید شاہ جہاں گیر اشرف اشرفی جیلانی نواسۂ محدث اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عرس مبارک بڑے تزک و احتشام سے منایا گیا۔ اس حسین و پر بہار موقع پر خانقاہ اشرفیہ جہاں گیریہ کے وسیع و عریض ہال "ایوان امام اعظم ابو حنیفہ" میں **"مخدوم سمناں کی تعلیمات اور عصر حاضر میں اس کی اہمیت و افادیت"** کے زیر عنوان ایک سیمینار منعقد ہوا۔ جس کی سرپرستی تاج الاسلام حضرت مولانا سید شاہ نظام الدین اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ العالی اور صدارت اشرف العلما حضرت مولانا سید شاہ محمد اشرف اشرفی جیلانی نے فرمائی۔ بطور مہمان خصوصی رئیس ملت حضرت سید شاہ رئیس اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشیں خانقاہ شاہ میراں، کھمبات شریف، گجرات اور شہزادۂ رئیسِ ملت حضرت مولانا سید شاہ جامی اشرف اشرفی جیلانی مدعو تھے۔

جناب حافظ کفیل عنبر اشرفی جالوی نے نقابت کے فرائض انجام دیتے ہوئے سیمینار کی اہمیت پر کچھ دیر روشنی ڈالی۔ سیمینار کی ابتدا نبیرۂ صوفی ملت حافظ و قاری سید عبد القادر اشرف اشرفی جیلانی نے تلاوت کلام پاک سے کی۔ پھر نقیب موصوف نے ترانۂ اشرفی کے لیے پرویز عالم اشرفی کچھوچھوی کو دعوت دی۔ ترانۂ اشرفی کے بعد نقیب سیمینار نے باضابطہ سیمینار کا آغاز کرنے اور پہلا مقالہ پڑھنے کے لیے مولانا معصوم رضا جامعی کو دعوت دی۔ مولانا جامعی نے **"مخدوم سمناں کی تعلیمات اور عصر حاضر میں ان کی اہمیت وافادیت"** کے عنوان پر اپنا بہترین مقالہ پیش کیا۔

پھر نقیب صاحب نے مفتی شمس الزماں صابری کو دعوت دی صابری صاحب نے **"ترک سلطنت - مخدوم سمناں کی عظیم قربانی"** کے زیر عنوان ایک شاندار ادبی مضمون پیش کیا۔ نقیب سیمینار نے حضرت مولانا زین العابدین اشرفی کو دعوت دی۔ آپ نے "مخدوم سمنان ،طریقہ بیعت اور شرائط شیخ و مرید" کے زیر عنوان اپنا مقالہ پیش کیا۔

مفتی منظر حسن خان اشرفی مصباحی برسر اسٹیج ہوئے اور بعنوان سیمینار ہی اپنا مقالہ پیش کیا، جس سے مشایخ ،علما اور سامعین نے خوب لطف اٹھایا۔ اشرفی صاحب نے اظہار افسوس کرتے ہوئے کہا کہ آج ہماری خانقاہوں کے آقازادوں کو چاہیے کہ فقط "پدرم سلطان بود" کا نعرہ نہ لگائیں، بلکہ خود علم و حکمت کے زیور سے آراستہ ہوں، تاکہ صرف حلقۂ یاراں ہی میں نہیں ، دیگر حلقوں میں بھی ان کی ضرورت محسوس کی جائے اور اس حوالے سے علوم ظاہری و باطنی میں غوث العالم سلطان سید اشرف جہاں گیر سمنانی قدس سرہ النورانی کی جد و جہد ، محنت شاقہ، کم عمری میں حافظ و قاری قراءت سبعہ اور مروجہ علوم وفنون کو حاصل کر کے عالم یگانہ اور فاضلِ زمانہ ہو کر صفِ اول کے ممتاز علما میں شامل ہونا، مریدین و آقازادوں ہر ایک کے لیے مشعل راہ ہے۔

مصباحی صاحب کے بعد مولانا عارف اللہ فیضی مصباحی رونقِ اسٹیج ہوئے، فیضی صاحب نے **"مخدوم سمناں کی حیات و تعلیمات"** کے عنوان سے مخدوم سمناں کی حیات پر متعدّد جہات سے روشنی ڈالی۔

پھر مفتی آلِ مصطفیٰ اشرفی مصباحی کو دعوت دی گئی، مفتی صاحب نے مختلف موضوعات پر گفتگو کرتے ہوئے دور حاضر میں پنپنے والے رفض وخروج کے حساس مسئلے کا رد کیا اور آخر میں صحابیِ رسول حضرت امیر معاویہ کی شان بیان کرتے ہوئے کہا کہ حضرت عائشہ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت معاویہ پر لعن طعن کرنے والوں کو مخدوم پاک نے لطائف اشرفی میں اہلِ تشیع کے "فرقہ لاغنیہ" سے شمار کیا ہے۔ اس کے بعد حضور تاج الاسلام رئیس ملت، سید اعرف اشرف سید شاداب میاں اور دیگر علما و مشایخ کے دست مبارک سے **ماہ نامہ "صوفیِ ملت" کی رسم اجرا عمل میں آئی۔**

سیمینار کی کارروائی آگے بڑھاتے ہوئے مفتی منظر نے جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے استاذ اور ماہنامہ اشرفیہ کے مدیرِ اعلیٰ، ادیب شہیر مولانا مبارک حسین مصباحی کو دعوت دی۔ آپ نے بڑا پر مغز خطاب فرمایا اور

نت نئے مسائل پر روشنی ڈالی۔ بالخصوص طلاق ثلاثہ اور ہم جنس پرستی کے حوالے سے مقننہ اور عدلیہ کے فیصلے پر اظہار ناراضگی کرتے ہوئے تجزیہ کیا، آپ نے حضور مخدوم سمناں کی دوسری غیر مطبوعہ کتب کی طباعت کی درخواست کی، ایک خاص بات یہ بیان کی کہ حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اجمیر معلیٰ میں حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں قدس سرہٗ سے سلسلہ منوریہ میں رشتہ بیعت و ارادت قائم کیا تھا۔ آپ نے بیان کیا کہ مدرسہ اشرفیہ سے جامعہ اشرفیہ مبارک پور تک خانقاہ چشتیہ اشرفیہ کے فیوض و برکات میں ڈوبی ہوئی ہے، حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی نے حضور حافظِ ملت کو سلسلۂ چشتیہ اشرفیہ کی خلافت و اجازت عطا فرمائی۔ آپ نے مزید فرمایا: ہم مصباحی بعد میں ہوئے سلسلۂ چشتیہ اشرفیہ، کچھوچھہ مقدسہ کے فیوض و برکات کے بحرِ ناپیدا کنار میں پہلے سے شرابور تھے۔

خطبہ صدارت کے لیے اشرف العلما سید محمد اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی تشریف لائے۔ حضرت نے مختلف باتوں پر اظہار خیال فرماتے ہوئے کہا کہ گذشتہ زمانے میں علما بعد فراغت کسی خانقاہ میں آتے تھے تاکہ علم کی ہمہ دانی اور کبر و نخوت پر عجز و انکساری اور تواضع کا پانی چڑھایا جائے لیکن آج معاملہ برعکس ہو گیا ہے کہ علما بعد فراغت ہی تبلیغ میں مصروف ہو جاتے ہیں اور منہج نبوت سے ناواقفیت کی بنیاد پر کما حقہ اس کی ادائیگی نہیں کر پاتے۔ حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ اگر کسی عالم و مبلغ سے کسی قسم کی خطا سرزد ہو جائے تو حتی المقدور اس سے رابطہ کر کے معاملے کی تحقیق کی جائے اور اس کے بعد کوئی فتوی یا حکم صادر کیا جائے۔ آخر میں اس محفل و سیمینار کے روح رواں حضور تاج الاسلام حضرت مولانا سید شاہ نظام الدین اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی ادام اللہ ظلہ علینا ہم سب سے مخاطب ہوئے کہ خانقاہ اشرفیہ محض تعویذ اور گنڈے کا نام نہیں ہے، بلکہ چھ سو سال سے یہ خانقاہ جہاں تصوف و معرفت کی غواص ہے، وہیں علم و تحقیق اور فکر و تدبر کی شناور بھی ہے۔ اس خانقاہ اشرفیہ کے بانی اس در کے مرید و خلیفہ ہیں، جہاں روزانہ درس حدیث کے لیے محدثین کی سات سو پالکیاں اترتی تھیں۔ اپنے طلبہ کو نصیحت کرتے ہوئے حضرت نے فرمایا کہ کیا جہاں تک ممکن ہو علم دین حاصل کرو، کیوں کہ اسی علم کی بنیاد پر بندے کے اندر صحیح و سقیم کے درمیان تمیز کی صلاحیت و لیاقت پیدا ہوتی ہے۔

سیمینار میں سید جمیل اشرف، سید غوث اشرف، سید خلیق اشرف، سید اعرف اشرف، سید شاداب میاں، ڈاکٹر مجیب الرحمٰن علیمی، مفتی اصغر اشرفی اور مفتی رضوان اشرفی وغیرہ قابل ذکر لوگ بھی جلوہ افروز تھے۔ بعد صلاۃ و سلام، فاتحہ خوانی اور صدر سیمینار کی دعا پر سیمینار کا اختتام ہوا۔ (از: زین العابدین اشرفی، تلخیص از مبارک حسین مصباحی ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور، دسمبر 2018ء)

محدثِ اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات و خدمات پر تاریخی سیمینار

20/ اکتوبر بروز اتوار کو کچھوچھہ مقدسہ کی سرزمین پر خانوادۂ اشرفیہ کے فرزند عظیم، بطل جلیل صوفیِ ملت، عطائے مخدوم اشرف حضرت سید شاہ جہانگیر اشرف اشرفی جیلانی نواسۂ محدثِ اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عرس سراپا قدس بڑے تزک و احتشام اور شان و شوکت سے انعقاد پذیر ہوا۔ اس حسین و پُر بہار موقع پر جانشین صوفی ملت، شیخ طریقت اشرف العلما حضرت علامہ الحاج ابوالحسن سید محمد اشرف اشرفی جیلانی نے حضرت محدث اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات و خدمات پر ایک عظیم الشان سیمینار آرگنائز کیا جس میں ملک کے درجنوں مفتیانِ کرام اور معروف قلم کار و دانشوران قوم و ملت نے شرکت فرمائی۔

سیمینار کی سرپرستی شیخ طریقت حضرت علامہ سید شاہ دستگیر اشرف اشرفی جیلانی فرزند اکبر صوفی ملت اور صدارت رئیس ملت شیخ طریقت حضرت سید شاہ رئیس اشرف اشرفی جیلانی، سجادہ نشیں خانقاہِ شاہِ میراں، کھمبات شریف نے فرمائی۔

سیمینار کا آغاز نبیرۂ صوفیِ ملت حافظ و قاری سید عبدالقادر اشرف اشرفی جیلانی کی تلاوت کلامِ پاک سے ہوا۔ اس کے بعد ترانۂ اشرفی پڑھا گیا، ترانۂ اشرفی کے بعد جناب سید محمد حیدر شاداب میاں چیف ایڈیٹر ماہنامہ صوفی ملت نے افتتاحی کلمات پیش کیے جس میں انھوں نے حضرت محدث اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعارف کراتے ہوئے تمام مندوبین کی بارگاہ میں ہدیۂ تشکر پیش کیا۔ اس کے بعد مندوبین علما و مشائخ میں مفتی رضاء الحق اشرفی مصباحی، مشرف اعلیٰ السید محمود اشرف، دار التحقیق والتصنیف، کچھوچھہ شریف، **مفتی آل مصطفٰی مصباحی**، دار العلوم امجدیہ رضویہ گھوسی، مئو، پروفیسر سید طارق سعید پروفیسر شعبۂ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، پروفیسر سید سراج الدین اجملی، پروفیسر شعبۂ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، مولانا ممتاز مصباحی، شیخ الحدیث و صدر المدرسین دار العلوم اہل سنت شمس العلوم گھوسی، مولانا مبارک حسین مصباحی مدیر اعلیٰ ماہنامہ اشرفیہ و استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور، مولانا عارف اللہ فیضی نائب

پرنسپل مدرسہ عربیہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ ضلع مئو، مولانا ساجد علی رضوی مصباحی، استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور، مفتی محمد منظر حسن خاں اشرفی مصباحی، بانی و سرپرست دارالعلوم حجازیہ چشتیہ ممبئی، مفتی عبدالخبیر مصباحی، صدر المدرسین دارالعلوم عربیہ اہل سنت منظر اسلام، التفات گنج، مفتی کمال الدین اشرفی، صدر مفتی و شیخ الحدیث، ادارہ شرعیہ اتر پردیش رائے بریلی اور مولانا فہیم احمد ثقلینی ازہری، صدر المدرسین جامعۃ المصطفیٰ، قصبہ ککرالہ نے بھی محدث اعظم ہند کی حیات و خدمات اپنے اپنے قیمتی اور گراں قدر مقالے پیش کیے۔

مفتی رضاء الحق اشرفی مصباحی نے اپنے مقالے میں علم حدیث کے حوالے سے بیان فرمایا کہ اس فن میں روایت و حفظ حدیث اور فقہ حدیث کو کافی اہمیت حاصل ہے اور ان تمام جہتوں سے حضور محدث اعظم ہند یقیناً اپنے دور کے محدث اعظم ہند ہیں۔ آپ نے محدث اعظم ہند کی تفہیم حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اس باب میں آپ کی تحریر کتابی خوشبو کے اتنے حسین جامہ میں محفوظ ہے کہ قاری الفاظ و معانی کے حسین سنگم میں ایسا گم ہو جاتا ہے کہ صفحات پہ صفحات پڑھتا جاتا ہے پھر بھی کسی قسم کی اکتاہٹ محسوس نہیں ہوتی۔

مولانا مبارک حسین مصباحی مدیر اعلیٰ ماہنامہ اشرفیہ نے اپنا مقالہ پیش کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ حضور محدث اعظم ہند وہ باکمال شخصیت تھی جس نے پورے قرآن عظیم کا ترجمہ فرمایا اور علم حدیث میں ایسا مقام تھا کہ زمانہ محدث اعظم ہند کے نام سے جانتا اور پہچانتا ہے۔ ان کے خطبات و مناظرے بھی نرالے تھے، بیٹھتے تو لگتا کہ کوئی شیر بیٹھا ہے بولتے تو معلوم ہوتا کہ کوئی مجاہد اعظم ہیں اور عبادت و ریاضت کا عالم یہ تھا کہ تقوی اور پارسائی ان کے ساتھ ساتھ رہا کرتی تھی۔ آپ نے بے شمار اداروں کی سرپرستی فرمائی جن میں الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور قابل ذکر ہیں۔ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بعد آپ نے تاحیات جامعہ اشرفیہ کی سرپرستی فرمائی، اس دوران آپ نے ادارہ کو کافی بلندی تک پہنچایا اور ہر مشکل وقت میں مشکل کشائی فرمائی۔ درمیان سال اگر کوئی ضرورت پیش آتی تو آپ اپنے اسفار کو ترک فرما کر مبارکپور تشریف لاتے، کمیٹی بلاتے اور تدبیر و حکمت کے ساتھ الجھی ہوئی گتھیاں سلجھا دیتے۔

آخر میں اشرف العلما حضرت علامہ ابوالحسن سید محمد اشرف اشرفی جیلانی جانشین صوفی ملت نے صدارتی خطبہ پیش کیا جس کا مضمون حسب ذیل ہے۔

”باوقار مشائخ کرام، نازشِ علم و فن واہلِ دانش و بینش سب سے پہلے میں آپ تمام حضرات کا دل کی گہرائیوں سے استقبال و خیر مقدم کرتا ہوں اور آپ سب کا ممنون و شکر گزار ہوں کہ آپ نے اس فقیر اشرفی گدائے جیلانی کی دعوت کو قبول فرما کر آج کے اس عظیم الشان سیمینار کو رونق بخشی، آپ یقین جانیں کہ اس وقت آپ حضرات کی تشریف آوری سے میرے دل پر فرحت و سرور اور تشکر و امتنان کے جو احساسات و جذبات مچل رہے ہیں، انھیں لفظوں میں سمیٹنے سے عاجز و قاصر ہوں، بس اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ آج کی ہماری اس نشست کو قبول فرمائے اور اس کے اثرات کو نتیجہ خیز اور دُور رَس بنائے۔

حضرت اشرف العلما نے فرمایا کہ: والد بزرگوار صوفی ملت، نواسۂ محدث اعظم ہند حضرت سید شاہ محمد جہانگیر اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سالانہ عرس کے موقع پر یہ دوسرا سیمینار ہے جو حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی حیات و خدمات کے عنوان سے موسوم ہے، حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی وفات کو تقریباً ساٹھ سال کا عرصہ گزرنے کو ہے، لیکن سچی بات یہ ہے جسے آپ حضرات نے بھی اپنا اپنا مقالہ ترتیب دیتے وقت محسوس کیا ہوگا کہ آپ کی جتنی عظیم شخصیت تھی، آپ پر اتنا عظیم کام آج تک نہ ہو سکا، یقیناً اس میں کہیں نہ کہیں ہم اَخلاف کی کوتاہیوں کا بڑا دخل ہے۔

والد صاحب قبلہ کو اپنے نانا جان سے بے پناہ الفت و محبت تھی، ان کی دیرینہ خواہش تھی کہ محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے مآثر و مکارم سے آج کی نسلِ نو کو متعارف ہونا چاہیے اور آج کے مشائخ زادگان کو اپنے ان عالی ہمت بزرگوں اور ان قیمتی اثاثوں اور گراں قدر لعل و یواقیت کے نقوشِ حیات کو پڑھنا چاہیے، تاکہ وہ اپنے بزرگوں کی روایتوں کے سچے امین بنیں اور میدانِ دعوت و تبلیغ میں اِن اکابر نے جو لکیریں اور خطوط کھینچے ہیں، انھیں اپنے لیے مشعلِ جاوداں بنائیں۔ یہ ایک کڑوی بات ہے کہ ہماری جماعت میں جواہر پاروں کی کمی نہیں البتہ جوہر شناسوں کی کمی ضرور ہے، اس لیے اس وقت کی ناگزیر ضرورت ہے کہ ہم افراد سازی کی جانب متوجہ ہوں اور شخصیت پرستی کے جھول جھال سے نکل کر آج کی نسلِ نو میں اپنے اَسلاف کی عظیم ترین شخصیات کو اتاریں۔

-----------------(جاری)

عصرِ حاضر کا "دینِ ابراہیمی" اور عالمِ عرب کے بہکتے قدم

مہتاب پیامی

دینِ ابراہیمی عربی زبان سے مشتق اسم "دین" کے ساتھ عربی ہی سے مشتق اسم "ابراہیم" کے بعد "ی" نسبتی بطور لاحقہ لگانے سے "ابراہیمی" بنا۔ اردو میں بطور اسم استعمال ہوتا ہے۔ بطور اسم معرفہ (مذکر-واحد) مستعمل ہے، وہ دین جو حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے ذریعہ رائج ہوا تھا۔

بعثت رسول ﷺ سے پہلے عرب کے ریگ زاروں میں آباد بستیوں میں ایک رواجی دین کا عمومی چرچا تھا، اس رواجی دین کی بنیاد دین ابراہیمی پر تھی۔ یہ اسی دین کی بگڑی ہوئی صورت تھی جو اپنے اپنے ادوار میں تمام رسولانِ عظام لے کر آئے، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس خالص دین ابراہیمی میں رفتہ رفتہ بہت سی خرافات شامل ہوتی گئیں اور وہ مسخ ہو گیا، اس دین کو مسخ کرنے والے اسباب میں شرک کا تصور سب سے زیادہ کارگر رہا، شرک نے عقیدۂ وحدانیت کے روشن چہرے کو دھندلا کر دیا اور معبودِ حقیقی کے ساتھ بعض فطری و غیر فطری عناصر و اشیا کی عبادت شامل کر دی۔ اپنے اپنے عہد میں دین موسوی اور دین عیسوی بھی دین ابراہیمی ہی کا تسلسل اور دین اسلام کی عصری صورتیں تھیں جو بعد میں بدعات و انحرافات کی بنا پر اپنے مسخ ہو کر رواجی یہودیت اور مسیحیت میں ڈھل گئے تھے۔

مسخ شدہ رواجی دین کے خلاف صالح ذہنوں میں اس وقت بھی احتجاجی لہریں سر اٹھا رہی تھیں، اکثر علمائے تاریخ کا خیال ہے کہ بعض مقامات پر شرک اور مشرکانہ روایات و رسوم کے خلاف بعثت رسول ﷺ سے کچھ قبل ہی رد عمل شروع ہو چکا تھا، اس بنا پر بت پرستی کی برائی کا خیال بہتوں کے دل میں آیا، لیکن اس کا تاریخی زمانہ حضور ﷺ کی بعثت سے کچھ ہی پہلے شروع ہوتا ہے۔ بیشتر سیرت نگاروں نے اس دور کو "حنفیت" کے نام سے یاد کیا ہے اور اس کا نقطۂ آغاز بعثت رسول ﷺ کے قریب مانا گیا ہے، بعض اہل قلم نے دین حنیف کو صرف مکہ مکرمہ تک محدود مانا اور اسے محض ایک علاقائی رد عمل بتایا۔ مذکورہ عنوان پر کچھ لکھنے سے قبل "عرب میں حنیفیت کی تاریخ اور حدود واثرات" کا پتہ لگانا اور قارئین کے سامنے پیش کرنا ضروری ہے۔

عربوں کا اصلی دین "دینِ ابراہیمی" تھا، ان کے یہاں بت پرستی کی ابتدا عمر بن لحی سے ہوئی، شرک و بت پرستی کے عام رواج کے باوجود عرب کے مختلف مقامات پر بہت سے ایسے لوگ بھی آباد تھے جو شرک سے بیزار اور توحید کے علم بردار تھے اور بتوں کے حضور کے قربانیوں کا برملا انکار کیا کرتے تھے۔ ابن ہشام نے اپنی تاریخ میں بت پرستی کی مخالفت کرنے والوں میں چار لوگوں کے نام درج کیے ہیں جنہوں نے بت پرستی سے توبہ کی تھی۔ بعثتِ نبوی کے قریبی دور کے ایسے چند قابلِ ذکر افراد کے اسماہم ذیل میں نقل کرتے ہیں:

قیس بن ساعد الایادی، امیہ بن ابی الصلت، سوید بن عمر المصطلقی، وکیع بن سلمہ بن زہیر الایادی، عمر بن جندب الجہنی، ابو قیس حرمہ بن ابی انس، زید بن عمر بن نفیل، ورقہ بن نوفل، عثمان بن الحویرث، عبیداللہ بن جحش، عامر بن الظرب العدوانی، علاف بن شہاب التیمی، المتلمس ابن امیہ الکنانی، زہیر بن ابی سلمہ، خالد بن سنان بن غیث العبسی، عبداللہ القضاعی وغیرہ۔

تاریخ میں ان لوگوں کو "حنفا" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، یہ سب لوگ ببانگ دہل توحید کو اصل دین کہتے تھے اور مشرکین کے مذہب سے اپنی بے تعلقی کا صاف صاف اظہار کرتے تھے، ان لوگوں کے ذہن میں یہ تخیل انبیا علیہم السلام کی تعلیمات کے باقی ماندہ اثرات ہی سے آیا تھا۔

دینِ اسلام کی ابتدا سے لے کر تا حال اسلام کے سینے پر تحریف کا نشتر لگانا، تنقید کرنا اور مفروضات کی بنیاد پر اس کے قطعی مسائل کو پامال کرنا ہر دور کے ملحدوں کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ پہلی صدی

کے خوارج ہوں یا مابعد کے باطنیہ، تیسری صدی کے اصحاب العدل والتوحید ہوں یا دورِ حاضر کے "ارباب فکر ونظر"، دوسری صدی کا ابن المقفع ہو یا چودھویں صدی کا اسلم جیراجپوری، اکبری دور کے ابوالفضل اور فیضی ہوں یا ہمارے دور کے جاوید غامدی، سب کا مشترک مقصد، مشترک نقطۂ نظر اور مشترک سرمایہ اسلام کی چاردیواری میں رخنہ اندازی کرنا ہے۔ ان کا خیال یہ ہے کہ اسلام کی اصل روح پہلی صدی کے وسط یا تقریباً آخر میں دفن ہو کر رہ گئی۔ اور اب جو "مدون اسلام" تیرہ یا چودہ صدیوں سے مسلمانوں کے پاس موجود ہے، یہ وہ اسلام نہیں جو رسولِ اکرم ﷺ نے پیش کیا تھا؛ بلکہ یہ اسلام "زندگی کی حرارت" سے محروم جسدِ بے روح ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور خاتم النّبیین ﷺ کی برکت سے امت کے سر سے اجتماعی عذاب اُٹھالیا ہے۔ یعنی اب اس امت پر کوئی ایسا عذاب نہیں آئے گا کہ جس سے پوری امت ہلاک وبرباد ہوجائے؛ لیکن اہل ایمان کے امتحان اور آزمائش کے لیے فتنے برابر پیدا ہوتے رہے ہیں اور تا قیامت پیدا ہوتے رہیں گے۔ خود سرکارِ دوعالم ﷺ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ ہر چیز میں کمی ہوگی لیکن شر اور فتنہ میں مسلسل اضافہ ہوگا۔

"فتنہ" دراصل عربی زبان کا لفظ ہے، جو متعدّد معانی کے لیے قرآن کریم میں بھی جابجا آیا ہے۔ اس کا معروف معنی دنگا فساد ہے اور اسی معنی میں یہ لفظ اردو میں مستعمل ہے۔ روزمرہ کی گفتگو میں بھی "فتنہ وفساد" وغیرہ الفاظ ہم استعمال کرتے رہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق یہ امت آج بھی فتنوں سے برسرِ پیکار ہے۔ ایک فتنہ ختم نہیں ہوتا کہ دوسرا فتنہ سینہ تانے ہوئے سامنے آجاتا ہے۔

آج دنیا کے نقشہ پر نظر ڈالیے حرمین شریفین سے لے کر تمام عرب ممالک، ایشیا، یورپ، افریقہ اور امریکہ سبھی خطے فتنہ وشر کی آماجگاہ ہیں۔ آفات ومصائب کا ایک عالمی طوفان ہے جو بڑھتا چلا جارہا ہے، فتنوں پر فتنے اٹھ رہے ہیں، دینی وعلمی فتنے، ملکی وقومی فتنے، تہذیب وتمدن کے فتنے، آرائش وآسائش کے فتنے، سرمایہ داری کے فتنے، غربت وافلاس کے فتنے، اخلاقی وسیاسی فتنے، عقل پرستی کے فتنے، داخلی وخارجی فتنے حتیٰ کے نورانی اور روحانی فتنے۔ ایک تسلسل کے ساتھ تمام فتنے دنیا میں پھیلتے چلے جارہے ہیں، دنیا کا کوئی بھی خطہ شاید ایسا نہیں جو فتنوں سے بالکلیہ محفوظ اور مامون ہو۔

اس وقت ایک ایسا ہی اسلام سوز فتنہ عالم اسلام کے سر پر منڈلا رہا ہے جس کی سرکوبی وقت رہتے نہ کی گئی تو مستقبل قریب میں یہ امتِ مسلمہ کے لیے وبالِ جان بن کر رہ جائے گا، یہ فتنہ ہے عہدِ حاضر کا "دین ابراہیمی"۔

بی بی سی کی ایک رپورٹ کے مطابق: ابھی تک دینِ ابراہیمی کے وجود میں آنے کا باضابطہ اعلامیہ جاری نہیں کیا گیا ہے نہ ہی اس دین کے قیام کے لیے کوئی باقاعدہ بنیاد رکھی گئی ہے، اور نہ ہی کہیں اس کے ماننے والے موجود ہیں، اس کی کوئی مذہبی کتاب بھی نہیں ہے، ایسے میں یہ سوال پیدا ہونا لازمی امر ہے کہ پھر یہ دینی ابراہیمی کیا ہے؟

فی الحال اسے ایک مذہبی پروجیکٹ مانا جاسکتا ہے، اس پروجیکٹ کے تحت گذشتہ کچھ مہینوں سے اسلام، یہودیت اور عیسائیت تینوں مذاہب میں شامل عمومی افکار اور احکامات کو یکجا کر کے حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے نام سے ایک نئے دین کے اجرا کی کوشش کی جارہی ہے۔

واضح رہے کہ اسی سے ملتی جلتی ایک کوشش بادشاہ اکبر نے بھی کی تھی اور اس نے اپنے خود ساختہ دین کا نام "دینِ الٰہی" تجویز کیا تھا، مگر تاریخ نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا یہ ساری دنیا کو معلوم ہے۔

اس نظریۂ جدید کے حامیوں کے مطابق اس کا مقصد مذکورہ تینوں مذاہب کے اعتقادات اور ملتے جلتے احکام پر عمل کرنا اور کرانا ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ مقصد بھی ہے کہ آپسی اختلافات کو بڑھانے والی باتوں سے گریز کیا جائے۔ کئی سیاسی لابیاں اختلافات واعتراضات کی پروا کیے بغیر اپنے اس نظریہ کو فروغ دینے کے لیے شب وروز کوشاں ہیں۔

مصر میں مذہبی اتحاد کی مہم "مصر فیملی ہاؤس" کی دسویں سالگرہ کے موقع پر جامعۃ الازہر کے معروف عالم "احمد الطیب" نے اپنے خطاب میں ابراہیمی مذہب کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ ان کے اس تنقیدی خطاب نے جدید ابراہیمی مذہب سے متعلق مباحثے کے نئے دروازے کھول دیے ہیں، ورنہ سچ تو یہ ہے کہ 2019ء سے اس مذہب کے حوالے سے عرب ممالک میں کھلبلی مچی ہوئی ہے۔

یہ سلسلہ 2019ء سے جاری ہے اور اس پر کافی تنازعات بھی پیدا ہوئے، البتہ احمد الطیب کے خطاب نے اسے مزید ہوا دی۔ اب تک امتِ مسلمہ میں "دین ابراہیمی" کا یہ زہر انتہائی خاموشی کے ساتھ پھیلانے کی کوشش کی جارہی تھی مگر احمد الطیب کے خطاب کی وجہ

سے اس نئے مذہب کا نام اخبارات کی سرخیوں میں آ گیا، مصر کے بیشتر لوگ اب بھی یہ سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ امام نے جس مسئلے پر بحث کی ہے وہ اصل میں ہے کیا؟ کیوں کہ اس کے متعلق بہت سے لوگوں نے الطیب کی زبان ہی سے پہلی بار سنا ہے۔ الازہر کے شیخ نے اپنے خطاب میں مختلف مذاہب کے پیروکاروں کے درمیان بقاے باہمی کے مسئلے پر دو ٹوک انداز میں باتیں کہیں انھوں نے بتایا کہ کہ اسکندریہ میں 2011 کے انقلاب کے بعد پوپ شینوڈا سوم اور الازہر کے ایک نمائندہ وفد کے درمیان اتفاق رائے سے ”مصر فیملی ہاؤس“ کے قیام پر کافی غور وخوض کے بعد عملی اقدامات کیے گئے۔

احمد الطیب کے بیان پر عمومی مبصرین کا خیال ہے کہ دو مذاہب کے درمیان بقاے باہمی اور رواداری کی باتیں کرنا غیر منطقی اور غیر متوقع نہیں ہے، یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ شیخ الازہر نے ”مصر فیملی ہاؤس“ کے بینر تلے جو بیانات جاری کیے وہ حسب حال اور مناسب ہیں۔

الطیب نے اپنے خطاب کے آغاز میں کہا کہ وہ یقینی طور پر دو مذاہب، اسلام اور عیسائیت کے درمیان بظاہر بھائی چارگی پیدا کرنے والی اس تحریک کی الجھنوں اور دونوں مذاہب کے اختلاط اور انضمام کے بارے میں ظاہر ہونے والے شکوک و شبہات کے بارے میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔

انھوں نے مزید کہا کہ عیسائیت، یہودیت اور اسلام کو ایک مذہب میں ضم کرنے کی خواہش کا مطالبہ کرنے والے آئیں گے اور تمام برائیوں سے نجات کا اعلان کریں گے، مگر کیا برائیوں سے نجات کا یہی راستہ ہے؟

شیخ احمد الطیب نے اپنے خطاب میں نئے ابراہیمی مذہب کی دعوت اور دعوؤں کو مسترد کر دیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ اس کے ذریعے جس نئے مذہب کی بات کی جا رہی ہے، اس کا نہ تو کوئی رنگ ہے نہ کوئی ذائقہ اور نہ ہی کوئی بو۔

انھوں نے کہا کہ: ابراہیمی مذہب کے مبلغین آپ کے پاس آئیں گے، اور دلیلوں سے آپ کو سمجھانے کی کوشش کریں گے کہ باہمی نااتفاقیوں اور تنازعات کو ختم کرنے کا یہی واحد راستہ ہے کہ ساری دنیا ابراہیمی مذہب پر عمل پیرا ہو جائے لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ یہ ان کے دعوؤں کے بالکل برعکس عقیدہ اور ایمان کو غصب کرنے کی سازش ہے۔

الطیب نے یہ بھی کہا کہ مختلف مذاہب کو ایک ساتھ لانے کی دعوت حقیقت اور فطرت کی صحیح سمجھ پیدا کرنے کے بجاے ایک پریشان کن خواب ہے۔ ان کے مطابق تمام مذاہب کے لوگوں کو ساتھ لانا ناممکن ہے۔ انھوں نے کہا کہ دوسرے کے عقیدے کا احترام کرنا ایک چیز ہے، اور اس عقیدے کو ماننا دوسری چیز ہے۔

ابراہیمی مذہب کے بارے میں الطیب کی گفتگو کو سوشل میڈیا پر کافی لوگوں نے پسند کیا ہے، جن میں عبداللہ رشدی بھی شامل ہیں، انھوں نے شیخ احمد الطیب کی حمایت کرتے ہوئے ٹویٹ کیا کہ:

”كلمات فضيلة الإمام الأكبرِ قد قتلت فكرة الديانة الإبراهيمية في مهدها“

یعنی ”امام اکبر شیخ الطیب کے خطاب نے ابراہیمی مذہب کے خیال کو ابتدائی مرحلے میں ہی ختم کر دیا۔“

اگرچہ شیخ الازہر امام احمد الطیب نے اپنے خطاب میں مذہب ابراہیمی کی دعوت کی کسی سیاسی جہت کا تذکرہ نہیں کیا ہے لیکن سوشل میڈیا پر لوگوں نے اس تحریک کو ”مذہب کے پردے میں سیاست“ سے تعبیر کیا ہے۔

شیخ الازہر کی موافقت میں مصری قبطی پادری ہیگومین راہب نیامی بھی ہیں، انھوں نے کہا کہ ”ابراہیمی مذہب دھوکے کی ٹٹی ہے۔“

اس نئے مذہب کو مسترد کرنے والوں میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو اسے نظریاتی طور پر درست سمجھتے ہیں لیکن اسے خالصتاً ایک سیاسی کیمپ کے طور پر دیکھتے ہیں جس کا مقصد اسرائیل کے ساتھ تعلقات کو معمول پر لانا اور خاص طور پر عرب دنیا میں فروغ دینا ہے۔

عبداللہ رشدی نے اپنے ٹویٹ میں کہا:

فقد بيّنَ فضيلة الإمام أنَّ هناك فرقاً بين احترام عقيدة الآخر والإيمان أو الاعتراف بعقيدة الآخر. بُحَّ صوتي توضيحاً لهذه القضية والحمد لله الذي أجرى بها لسان فضيلة الإمام ليقطعَ الطريق على أصحاب الأوهام.@abdullahrushdy

”جیسا کہ امام نے واضح کیا کہ دوسرے کے عقیدہ کا احترام کرنے اور اس کے عقیدہ کو ماننے یا تسلیم کرنے میں فرق ہے۔ میرے پاس وہ زبان نہیں جس سے میں اس مسئلے کی وضاحت کر سکوں، خدا کا شکر ہے کہ اس نے زبانِ امام کے لیے یہ ممکن بنایا کہ وہ گمراہوں کی پول کھول دے۔“

جب کہ ابراہیمی مذہب کے ہم نوا ”سامح عسکر“ نے اپنے ایک ٹویٹ میں کہا:

فكرة الدين الابراهيمي في جوهرها تعني التسامح بين الأديان الثلاثة..وهذا شئ جيد، لكنها وُظفت لصالح التطبيع مع إسرائيل، وفي الحقيقة المسلمون والشرق الأوسط بحاجة لفكرة شبيهة للتسامح بين السنة والشيعة.فعندما توجد تلك الفكرة ويجري دعمها بنفس الزخم فلا مانع من دعم فكرة الدين الإبراهيمي.

یعنی”ابراہیمی مذہب کا نظریہ اپنی حقیقت میں تینوں مذاہب کے درمیان رواداری ہے اور یہ ایک اچھی بات ہے، لیکن اسے اسرائیل کے ساتھ معمول پر لانے کے حق میں استعمال کیا گیا، دراصل مسلمانوں اور مشرق وسطیٰ کو ایک ہی نظریے کی ضرورت ہے، سنیوں اور شیعوں کے درمیان رواداری، اور جب یہ نظریہ موجود ہے اور اس کی حمایت کی جارہی ہے تو اس نظریے کی حمایت میں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔

لفظ”ابراہیمیہ“اور”ابراہیمی مذہب“کا استعمال اور اس سے متعلق تنازع ستمبر 2020ء میں متحدہ عرب امارات اور بحرین کے درمیان اسرائیل کے ساتھ تعلقات کو معمول پر لانے کے معاہدے پر دستخط کے ساتھ شروع ہوا تھا۔ امریکہ کی ثالثی میں ہوئے اس معاہدے کو”ابراہیمی معاہدہ“کہا جاتا ہے۔ معاہدے پر امریکی محکمہ خارجہ کے اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ”ہم تین ابراہیمی مذاہب اور تمام انسانیت کے درمیان امن کو آگے بڑھانے کے لیے بین ثقافتی اور بین مذہبی مکالمے کی حمایت کرنے کی کوششوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔“

یہ پیراگراف نارملائزیشن آف کنڈیشنز ایگریمنٹ کے ابتدائی حصے میں شامل ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسرائیل کے ساتھ تعلقات کو معمول پر لانا خالصتاً سیاسی یا اقتصادی معاہدہ نہیں تھا بلکہ اس کا ثقافتی مقصد بھی تھا اور اس کے فوراً بعد ہی مختلف ممالک کے مختلف فرقوں کے لوگوں کے درمیان مذہبی رواداری اور باہمی مکالمے کے بارے میں گفتگو کی ابتدا ہوئی، جو بعد میں”متحد ابراہیمی مذہب“کے نام سے مشہور ہوئی۔

سوشل نیٹ ورکنگ سائٹس پر ابراہیمی مذہب کی تشہیر کا الزام متحدہ عرب امارات پر عائد کیا گیا ہے۔ متحدہ عرب امارات نے اسرائیل کے ساتھ حالات کو معمول پر لانے کے لیے ایک معاہدے پر دستخط کیے ہیں۔ تب سے دونوں ممالک کے درمیان ثقافتی مفاہمت اور دیگر شعبوں میں فعال تبادلے ہوئے ہیں۔ **(جاری)** ❋❋❋

(ص:15 کا بقیہ)---- (12) شادی بیاہ میں فضول اور غیر ضروری اخراجات سے بچنا بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ سادگی کے ساتھ شادیوں کی تقریبات انجام دیں اور جنہیں اللہ نے دولت سے نوازا ہے وہ مسلمانوں کے قومی فلاحی معاملات کے لیے فنڈ مضبوط کریں اور مسلمانوں کو ترقی کی راہ پر گامزن کریں۔

(13) غریب اور تنگ دست مسلمانوں کو کاروباری امداد دیں، انہیں تجارت اور امانت داری کا راستہ بتائیں، اور غریب مسلمان بھی محنت سے ہر کام انجام دیں۔

(14) مسلمان تجارت اور کاروبار میں دیانت داری اور سچائی کا بھرپور لحاظ کریں، دھوکا دھڑی، خراب مال اچھا بتا کر فروخت کرنے جیسی بری خصلتوں سے پرہیز کریں، نفع کم لیں، مال زیادہ بیچیں۔ کہ سُستی، فضول خرچی اور تضیعِ اوقات سے پرہیز کریں۔

(15) جن غریبوں کے پاس رہنے کے مکانات نہیں ان کے تعاون کی بھی فکر کرنی چاہیے، بعض غریب افراد کثیر العیال ہو جاتے ہیں، بروقت کھانے، رہنے کا انتظام ہوتا ہے، لیکن مستقبل میں انہیں تنگی کا سامنا ہوتا ہے اور زمین و مکان کے اخراجات اتنے بڑے ہوتے ہیں کہ کسی غریب کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ ایسے ضرورت مند بھائیوں کی طرف بھی توجہ دینی بہت ضروری ہے۔ وہ اس طرح کہ ان کی جزوی امداد کریں یا اہل ثروت حضرات انہیں مکانات تیار کر کے دیں۔

(16) مسلمان صرف اچھا کھانے اور اچھا پہننے پر توجہ نہ دیں بلکہ اپنی صحت کا بھی خیال رکھیں، حضور حافظِ ملّت علیہ الرحمۃ والرضوان فرمایا کرتے تھے:

”دینی، دنیاوی ہر طرح کے کام کا مدار صحت پر ہے۔“بیمار آدمی زندہ رہ کر بھی مردہ معلوم ہوتا ہے اس کے لیے بے تحاشا کھانے سے بچنا اور حفظانِ صحت کے اصولوں پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔

(17) موبائیل اور ٹی وی میں بے جا اور بے کار مشغولیت سے اپنے قیمتی اوقات کو بچائیں، واضح رہے کہ اس کا غلط استعمال شرعاً بھی ناجائز اور گناہ ہے اور دنیا کے لیے بھی مصیبت اور نقصان دہ۔

چھوٹے بچوں کو ہرگز موبائیل نہ دیں کہ اس کے نقصانات شمار سے باہر ہیں، خاص طور سے تعلیم اور اخلاق کا نقصان تو بالکل واضح ہے۔ دنیا کی ترقی یافتہ قومیں اپنے بچوں کو موبائیل سے دور رکھتی ہیں۔ ہمیں اس سے نصیحت حاصل کرنا چاہیے۔

نوٹ: کہنے کے لیے تو باتیں بہت ہیں۔ اتنی ہی گزارشات پر عمل کر لیا جائے تب بھی یہ ہماری ترقی اور کامیابی کے لیے بہت ہے۔ ❋

سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ماہِ شعبان

بزمِ دانش میں آپ ہر ماہ بدلتے حالات اور ابھرتے مسائل پر فکر و بصیرت سے لبریز نگارشات پڑھ رہے ہیں۔ ہم اربابِ قلم اور علمائے اسلام کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ دیے گئے موضوعات پر اپنی گراں قدر اور جامع تحریریں ارسال فرمائیں۔ غیر معیاری اور تاخیر سے موصول ہونے والی تحریروں کی اشاعت سے ہم قبل از وقت معذرت خواہ ہیں۔ از: مبارک حسین مصباحی

اپریل 2022 کا عنوان	عالمِ عرب میں عظمتِ خواتین کی پامالی
مئی 2022 کا عنوان	رمضان المبارک اور دینی مدارس

پیغمبرِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ماہ شعبان المعظم

محمد مبشر رضا ازہر مصباحی

اسلامی نقطۂ نظر سے سال کے بارہ مہینے اور ہر مہینے کی تمام تاریخیں اللہ کی پیدا کردہ ہیں، فی نفسہٖ کسی کو کسی پر کوئی فضیلت و برتری نہیں، کسی مخصوص تواریخ میں انجام پانے والے خاص واقعات کی وجہ سے دوسری مخصوص تواریخ کو جزوی اہمیت و افضلیت ضرور حاصل ہے، ان مخصوص ایام ولیالی میں اللہ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکرِ خیر کرنے والوں، عبادت اور نیک کاموں میں مشغول ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ نہ صرف پسند فرماتا ہے بلکہ انہیں اعمال خیر کا اجرو ثواب بڑھا کر عطا فرماتا ہے، اس طرح کی مبارک راتوں اور دنوں کی ایک طویل فہرست ہے جیسے یوم عاشورا، ماہ رجب کی پہلی، اسی ماہ کی ستائیسویں رات (شب معراج) اور شب برات اور شب قدر وغیرہ۔

شب براءت ماہ شعبان المعظم کی پندرہویں شب کو کہتے ہیں، اسلامی کلینڈر میں یہ ماہ اور اس کی یہ شب بہت اہمیت کی حامل ہے، اس ماہ کی شان وعظمت اور رفعت وبلندی کا اندازہ لگانے کے لیے پیغمبر اسلام کا یہ فرمان سنگ میل کا درجہ رکھتا ہے، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شعبان شهری و رمضان شهر الله یعنی شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ [مسند الفردوس للدیلمی، جامع صغیر للسیوطی، حدیث 4889]

ان ہی سے دوسری روایت میں یوں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”شهر رمضان شهر الله و شهر شعبان شهری، شعبان المطهِّر و رمضان المكفِّر “یعنی رمضان کا مہینہ اللہ کا مہینہ ہے اور شعبان کا مہینہ میرا ہے، شعبان (گناہوں سے) پاک کرنے والا ہے اور رمضان (گناہ) مٹانے والا ہے۔

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی جانب ماہ شعبان کی نسبت فرما کر اس ماہ کی عظمت اور جلالت شان کی طرف نہ صرف اشارہ فرمایا بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بذات خود اس ماہ معظم میں کچھ خصوصی اعمال کا اہتمام فرما کر اس کی قدر و منزلت کو مزید اجاگر فرمایا، کتب احادیث کا مطالعہ کرنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس ماہ کا جتنا اکرام و اہتمام فرماتے کسی اور ماہ کا اس قدر اکرام و اہتمام نہ فرماتے، چناں چہ ابوداؤد شریف میں حضرت عبداللہ بن قیس سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا کہ:

”كان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يتحفظ من شعبان ما لايحفظ من غيره“

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شعبان کا اس قدر تحفظ فرماتے کہ اتنا

کسی کا نہ کرتے۔[ابوداؤد، باب اذا اغمی الشھر]

اور دوسری روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ جب ماہ رجب المرجب کا چاند نکلتا تو آپ یہ دعا فرماتے:

”اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَ بَلِّغْنَا رَمْضَانَ.“

یعنی اے اللہ! ہمارے لیے رجب اور شعبان میں برکت دے اور رمضان تک پہنچا دے۔[مشکوۃ المصابیح، عن انس، ص 121]

حضور اکرم ﷺ اس مبارک و مسعود مہینے میں بکثرت روزے رکھا کرتے تھے، ذیل میں چند احادیث بطور ثبوت ملاحظہ کریں۔

☆ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزے نہ رکھا کرتے بلکہ پورے شعبان ہی کے روزے رکھ لیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے: تم اپنی استطاعت کے مطابق عمل کرو کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنا فضل نہیں روکتا جب تک تم اکتا نہ جاؤ۔

[بخاری شریف، رقم الحدیث 1970]

☆حضرت سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی وہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میں دیکھتا ہوں کہ جس طرح آپ ﷺ شعبان میں روزے رکھتے ہیں اس طرح کسی بھی مہینے میں نہیں رکھتے؟ فرمایا: رجب اور رمضان کے بیچ میں یہ مہینہ ہے، لوگ اس سے غافل ہیں، اس میں لوگوں کے اعمال اللہ رب العالمین عزوجل کی طرف اٹھائے جاتے ہیں اور مجھے یہ محبوب ہے کہ میرا عمل اس حال میں اٹھایا جائے کہ میں روزہ دار ہوں۔

[سنن نسائی، 2354]

☆حضرت عبداللہ بن ابی قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے ام المؤمنین سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرماتے سنا کہ حضور ﷺ کا پسندیدہ مہینہ شعبان المعظم تھا کہ اس میں روزے رکھا کرتے پھر اسے رمضان المبارک سے ملا دیتے۔[سنن ابوداؤد، 2431]

بالخصوص اس ماہ کی چودھویں تاریخ کا خصوصی اہتمام فرماتے ہوئے مثلاً اس رات کو طویل قیام فرماتے اور قبروں کی زیارت کے لیے بقیع شریف بھی تشریف لے جاتے، تائید کے لیے مندرجہ ذیل احادیث طیبہ پیش ہیں۔

☆ترمذی اور ابن ماجہ شریف میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ وہ کہتی ہیں: ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہ پایا میں ان کو تلاش کرنے نکلی تو دیکھا کہ آپ بقیع شریف میں موجود ہیں فرمایا: اے عائشہ کیا تجھے ایسا گمان ہوا کہ میری طرف سے تم پر کچھ زیادتی ہو گئی، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے گمان کیا کہ آپ بعض دوسری ازواج کے پاس تشریف لے گئے ہیں پھر فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب میں آسمان دنیا پر تجلی فرماتا ہے، پھر بنی کلب کی بکریوں کے بال سے زیادہ تعداد میں لوگوں کو بخش دیتا ہے۔[ترمذی شریف، 92]

☆بیہقی شریف میں آپ سے ایک طویل روایت ملتی ہے جس کے شروع میں یہی مضمون وارد ہے اس روایت کے آخری حصہ کا مضمون کچھ اس طرح سے ہے، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں:

حضور اکرم ﷺ بقیع شریف سے گھر تشریف لائے، پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے عائشہ کیا تم اس مبارک رات میں مجھے اجازت دیتی ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان، پھر سرکار نے ایک طویل سجدہ فرمایا یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ کہیں سرکار کی روح قبض تو نہیں ہو گئی تو میں حضور کو چھو کر جائزہ لینے گئی اور میں نے اپنا ہاتھ حضور کے قدموں کے تلووں پر رکھ دیا تو حضور حرکت میں آ گئے، تب مجھے خوشی ہوئی۔[بیہقی و ترغیب، 3/453-452]

حضور اکرم ﷺ سید المعصومین ہیں، اس کے باوجود اس شب میں آپ کا طویل قیام فرمانا، بکثرت روزے رکھنا اور مومنین و مومنات اور شہدا کے قبور کی زیارت کو جانا امت کے سامنے اس ماہ اور خصوصاً اس ماہ کی پندرہویں تاریخ کے روز و شب کی غیر معمولی اہمیت کو واضح و عیاں کرنے کے لیے تھا جو یقیناً صبح قیامت تک کے مومنین اور حضور کے عاشقوں کے لیے بہترین اسوہ اور کامل نمونہ ہے۔

سرکار دو عالم ﷺ نے بیشتر احادیث مبارکہ میں اس بابرکت شب کی فضیلت اور اس کی رفعت و عظمت بیان فرمائی، ذیل میں چند احادیث طیبہ قارئین کی ضیافت طبع کے لیے پیش کی جاتی ہیں۔

☆ مشکوۃ شریف میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: اے عائشہ کیا تو جانتی ہے کہ اس رات کی کیا اہمیت ہے؟ حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول اس کی کیا اہمیت ہے؟ سرکار

نے فرمایا: اس سال جو بچے پیدا ہونے والے ہوتے ہیں وہ اسی رات میں لکھ لیے جاتے ہیں اور اسی رات میں اس سال مرنے والے بھی لکھ لیے جاتے ہیں اور اسی میں لوگوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں اور اسی میں لوگوں کی روزیاں اتاری جاتی ہیں۔ [ص 115]

☆سنن ابن ماجہ میں ہے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب شعبان کی پندرہویں رات آجائے تو اس رات کو قیام کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو کہ رب تعالیٰ غروب آفتاب سے آسمان دنیا پر خاص تجلی فرماتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ ہے کوئی بخشش کا طلب گار کہ اسے بخش دوں، ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ اسے روزی دوں، ہے کوئی مبتلا کہ اسے عافیت دوں، ہے کوئی ایسا، ہے کوئی ایسا، یہ اس وقت تک فرماتا ہے کہ جب تک فجر طلوع نہ ہوجائے۔ [باب ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان]

☆الترغیب والترہیب میں ہے: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل شعبان کی پندرہویں شب میں تجلی فرماتا ہے، استغفار کرنے والوں کو بخش دیتا ہے اور طالب رحمت پر رحم فرماتا ہے اور کینہ والوں کو جس حال پر ہیں اسی پر چھوڑ دیتا ہے۔

[ج 2، ص 52، باب الترغیب فی صوم شعبان]

☆اسی میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا: یہ شعبان کی پندرہویں رات ہے اس میں اللہ تعالیٰ جہنم سے اتنوں کو آزاد فرماتا ہے جتنے بنی کلب کی بکریوں کے بال ہیں مگر کافر اور عداوت والے، رشتہ کاٹنے والے اور کپڑا لٹکانے والے (اسبال)، والدین کی نافرمانی کرنے والے اور شراب کی مداومت کرنے والے کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا۔ [ج 2، ص 51، باب الترغیب فی صوم شعبان]

☆مشکوۃ شریف میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: سرکار نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ پندرہویں شعبان کی رات میں اپنی تجلی فرماتا ہے تو اپنی تمام مخلوق کو بخش دیتا ہے سوائے مشرک اور کینہ پرور کے۔ [ص 115]

کتب احادیث میں ماہ شعبان المعظم اور اس کی پندرہویں شب کے بارے میں اس قسم کے کثیر فرامین وارشاد موجود ہیں طوالت سے بچنے کے لیے یہاں اسی اکتفا کرتا ہوں۔

ان روایات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہ شعبان المعظم اللہ ورسول کے نزدیک انتہائی محبوب و پسندیدہ ہے، خصوصًا اس کی پندرہویں شب مبارکہ غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے، نیز ان روایات سے یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ اس شب میں اللہ تعالیٰ بے شمار گنہ گاروں کی مغفرت فرما کر جہنم سے آزادی کا پروانہ عطا فرمادیتا ہے اسی لیے اس شبِ مسعود کو "شب برأت" اور "شب نجات" بھی کہتے ہیں ہاں اللہ کے بندوں میں کچھ ایسے بھی لاخیرے اور بے توفیق ہیں جو مغفرت مطلقہ و بخشش عامہ سے بھی محروم رہتے ہیں اور جن کی طرف اس مبارک شب میں بھی اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہیں فرماتا، ایسے بندوں میں مندرجہ ذیل لوگ شمار ہوتے ہیں۔

☆کافر ☆مشرک ☆کینہ پرور ☆قاطع رحم یعنی رشتوں کو توڑنے والا ☆از راہ تکبر ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا ☆والدین کا نافرمان ☆شرابی

اسی لیے ہمارے اسلاف کرام اور بزرگان دین اس شب کی آمد سے قبل باہم معافی تلافی کا اہتمام کیا کرتے تھے، سردست امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی کا ایک مکتوب ملاحظہ کریں۔

امام احمد رضا محدث بریلوی کا ایک مکتوب:

"شب برات قریب ہے۔ اس رات تمام بندوں کے اعمال حضرت عزت میں پیش ہوتے ہیں۔ مولیٰ عزوجل بطفیل حضور پر نور شافع یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسلمانوں کے ذنوب معاف فرماتا ہے، مگر چند، ان میں وہ دو مسلمان جو باہم دنیوی وجہ سے رنجش رکھتے ہیں۔ فرماتا ہے ان کو رہنے دو۔ جب تک آپس میں صلح نہ کرلیں۔ لہٰذا اہل سنت کو چاہیے کہ حتی الوسع قبل غروب آفتاب 14/ شعبان باہم ایک دوسرے سے صفائی کرلیں۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کردیں یا معاف کرالیں کہ باذنہ تعالیٰ حقوق العباد سے صحائف اعمال خالی ہوکر بارگاہ عزت میں پیش ہوں۔

حقوق مولیٰ تعالیٰ کے لیے توبۂ صادقہ کافی ہے۔ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ (گناہ سے توبہ کرنے والا بے گناہ کی طرح ہے 12 ن) ایسی حالت میں باذنہ تعالیٰ ضرور اس شب امید مغفرت تامہ ہے۔ بشرط صحت عقیدہ، وھو الغفور الرحیم۔ یہ سب مصالحتِ اخوان و معافی حقوق بحمدہ تعالیٰ یہاں سالہائے دراز سے جاری ہے۔ امید کہ آپ بھی وہاں مسلمانوں میں اس کا اجرا کر کے

من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها الی یوم القیامة لا ینقص (ذلك) من اجورهم شیئا، کے مصداق ہوں۔ یعنی جو اسلام میں اچھی راہ نکالے۔ اس کے لیے اس کا ثواب ہے اور قیامت تک جو اس پر عمل کریں۔ ان سب کا ثواب ہمیشہ اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے۔ بغیر اس کے کہ ان کے ثوابوں میں کچھ کمی آئے۔

اور اس فقیر ناکارہ کے لیے عفو وعافیت دراہں کی دعا فرمائیں۔ فقیر آپ کے لیے دعا کرے گا اور کرتا ہے، سب مسلمانوں کو سمجھا دیا جائے کہ وہاں نہ خالی زبان دیکھی جاتی ہے، نہ نفاق پسند ہے، صلح و معافی سب سچے دل سے ہو۔ والسلام"۔ فقیر احمد رضا قادری غفرلہ

[کلیات مکاتیب رضا357،356]

شب برات میں نوافل کی جگہ قضا نماز پڑھیں:

نماز کو ان کے وقتوں کے مطابق پڑھنا فرض ہے چناں چہ رب تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا.

ترجمہ: بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔ (سورۃ النساء آیت 103، ترجمہ کنزالایمان)

جو حضرات جان بوجھ کر نماز چھوڑ دیتے ہیں وہ سخت گنہگار ہوتے ہیں ان کے لئے قرآن کریم اور حدیث مقدس میں سخت سے سخت ترو عیدیں وارد ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ.

ترجمہ: تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔ (سورہ ماعون، 5،4، ترجمہ کنزالایمان)

نماز اہم الفرائض اور افضل العبادات ہے اس لئے تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ نماز کو ان کے وقتوں پر ہی ادا کریں، خدا نخواستہ کسی وجہ سے نماز وقتوں کے مطابق ادا نہ کرسکیں تو جتنی جلدی ممکن ہو اس کی قضا کریں، پتا نہیں وقت اجل کب آجائے۔ بہت سارے حضرات ان مبارک راتوں میں نوافل کثرت سے پڑھتے ہیں جب کہ ان کے ذمے قضا نمازیں بھی باقی رہتی ہیں ایسے حضرات کے لیے حکم یہ ہے کہ نوافل کی جگہ قضا نمازیں پڑھیں، اگر ایسا کرتے ہیں تو ان کے ذمہ جو فرائض ہیں ان کی ادائیگی بھی ہو جائے گی اور انھیں نوافل کا بھی ثواب مل جائے گا، امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے قضائے عمری کا آسان طریقہ بیان فرمایا ہے اگر اس طریقے کے مطابق قضا نمازیں ادا کی جائیں تو زیادہ قضا نمازیں کم وقتوں میں ادا کی جا سکتی ہیں امام اہل سنت امام احمد رضا قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

قضا نمازوں کی ادائیگی کا آسان طریقہ:

"قضا ہر روز کی فقط بیس رکعتوں کی ہوتی ہے دو فرض فجر کے چار ظہر چار عصر تین مغرب چار عشا کے تین وتر اور قضا میں یوں نیت کرنی ضرور ہے کہ نیت کی میں نے پہلی فجر جو مجھ سے قضا ہوئی یا پہلی ظہر جو مجھ سے قضا ہوئی اسی طرح ہمیشہ ہر نماز میں کیا کرے اور جس پر قضا نمازیں بہت کثرت سے ہیں وہ آسانی کے لیے اگر یوں بھی ادا کرے تو جائز ہے کہ ہر رکوع اور ہر سجدہ میں تین تین بار سبحان ربی العظیم، سبحان ربی الاعلیٰ کی جگہ صرف ایک بار کہے مگر یہ ہمیشہ ہر طرح کی نماز میں یاد رکھنا چاہیے کہ جب آدمی رکوع میں پورا پہنچ جائے اس وقت سبحان کا سین شروع کرے اور جب عظیم کا میم ختم کرے اس وقت رکوع سے سر اٹھائے اسی طرح جب سجدوں میں پورا پہنچ لے اس وقت تسبیح شروع کرے اور جب پوری تسبیح ختم کر لے اس وقت سجدہ سے سر اٹھائے۔ بہت سے لوگ جو رکوع سجدہ میں آتے جاتے یہ تسبیح پڑھتے ہیں بہت غلطی کرتے ہیں ایک تخفیف کثرت قضا والوں کی یہ ہو سکتی ہے دوسری تخفیف یہ کہ فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد شریف کی جگہ فقط سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ تین بار کہہ کر رکوع میں چلے جائیں مگر وہی خیال یہاں بھی ضرور ہے کہ سیدھے کھڑے ہو کر سبحان اللہ شروع کریں اور سبحان اللہ پورا کھڑے کھڑے کہہ کر رکوع کے لیے سر جھکائیں یہ تخفیف فقط فرضوں کی تیسری چوتھی رکعت میں ہے وتروں کی تینوں رکعتوں میں الحمد اور سورت دونوں ضرور پڑھی جائیں تیسری تخفیف پچھلی (آخری) التحیات کے بعد دونوں درودوں اور دعا کی جگہ صرف اللھم صل علی محمد و اله کہہ کر سلام پھیر دیں چوتھی تخفیف وتروں کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت کی جگہ اللہ اکبر کہہ کر فقط ایک یا تین بار ربِّ اغْفِرْ لِیْ کہے"۔

[فتاویٰ رضویہ قدیم ج سوم، ص621]

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ان مقدس راتوں میں اعمال خیر کرنے کی توفیق رفیق بخشے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ❁

نزولِ رحمت کی رات — شبِ براءت

از: پیر محمد تبسم بشیر اویسی

شعبان المعظم سارا مہینہ ہی برکت و فضیلت والا ہے کیونکہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اس ماہ کی نسبت اپنی طرف فرما کر اس مہینے کو اکثر روزوں میں بسر فرمایا ہے مگر اس ماہ میں پندرھویں رات "شب براءت" کے نام سے موسوم ہے۔ سیدنا حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات میں رحمت کی تجلی فرماتا ہے۔ پس تمام مخلوق سوائے مشرک اور کینہ پرور کے بخشش فرماتا ہے۔ (رواہ ابن ماجہ، مشکوٰۃ صفحہ 115)

شب براءت میں نزول رحمت: اللہ کی رحمت دو طرح کی ہے۔ ایک عام اور دوسری خاص، اللہ کی عام رحمت ہر ایک کے لیے ہے یعنی بلا قید مذہب، خواہ مسلمان ہو یا کافر، یہودی ہو یا نصرانی، خدا کا دوست ہو یا دشمن انسان ہو یا حیوان، درخت ہو یا پتھر، ہر ایک پر اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرماتا ہے مثلاً جب بارش نازل ہوتی ہے تو وہ ہر امیر غریب، نیک و بد کے کھیت پر پڑتی ہے یعنی وہ ہر ایک کے لیے یکساں ہوتی ہے۔ اللہ کی خاص رحمت یہ ہوتی ہے کہ اگر کوئی اپنے حالات کے مطابق مانگتا ہے اللہ اسے بھی عنایت فرماتا ہے لہٰذا اس رات اللہ تعالیٰ دونوں طرح کی رحمتوں کا نزول فرماتا ہے جس کا ہر ذی روح کو فائدہ پہنچتا ہے۔

اللہ تعالیٰ چونکہ رحمان اور رحیم ہے اس لیے اپنی اس صفت کی بنا پر شعبان کی پندرھویں شب یعنی شب براءت کو اہل ایمان پر خاص طور پر اپنی شان رحمانیت کا اظہار فرماتا ہے اور اسی رحمت کی بنا پر ان کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ گناہوں کی معافی اسے ہی ملے گی جو اس رات معافی کی التجا کرے گا۔ اسی لئے اس رات میں یاد الٰہی کے بعد گناہوں کی مغفرت چاہنا ضروری ہے۔ یہی نفس مضمون ایک اور حدیث میں یوں بیان ہوا ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ شعبان کی پندرھویں شب اپنی مخلوق کی طرف نظر رحمت فرما کر تمام مخلوق کی سوائے مشرک اور بغض رکھنے والے کے بخشش فرما دیتا ہے۔ (بیہقی۔ طبرانی)

سجادہ نشین مرکز اویسیاں نارووال پنجاب

تقسیم امور کی رات: اس رات میں سال بھر میں ہونے والے تمام امور کائنات، عروج و زوال، ادبار و اقبال، فتح و شکست، فراخی و تنگی، موت و حیات اور کارخانۂ قدرت کے دوسرے شعبہ جات کی فہرست مرتب کی جاتی ہے اور انتظام کار فرشتوں کو الگ الگ ان کے کاموں کی تقسیم کر دی جاتی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم جانتی ہو کہ یہ رات کون سی ہے یعنی نصف شعبان کی رات میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس میں کیا خاص بات ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اس میں سال بھر میں پیدا ہونے والے مرنے والے لوگوں کی فہرست مرتب کی جاتی ہے اس شب بندوں کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں۔ اس رات لوگوں کے رزق اتارے جاتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہر کوئی جنت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے داخل ہو گا؟ تو سرکار ﷺ نے فرمایا ہاں! کوئی شخص ایسا نہیں جو جنت میں اللہ کی رحمت کے بغیر داخل ہو۔ اور یہ کلمات آپ نے تین مرتبہ فرمائے۔ میں نے عرض کیا اور آپ بھی یا رسول اللہ ﷺ؟ تو آپ نے اپنا دست مبارک میرے سر پر رکھ کر فرمایا اور میں بھی جب تک اللہ کی رحمت میرے شامل حال نہ ہو۔ یہ کلمہ بھی آپ نے تین بار فرمایا۔ (بیہقی)

حضرت راشد بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، شعبان کی پندرھویں شب کو اللہ تعالیٰ سال بھر میں قبض کی جانے والی روحوں کی فہرست ملک الموت کے حوالے کر دیتا ہے۔ (روح المعانی) اس حدیث سے عیاں ہوا کہ یہ رات نظامِ حیات و وفات کی تقسیم کے لیے منفرد ہے۔

مغفرت و بخشش کی رات: اس رات کی فضیلت کی ایک اور وجہ بخشش اور مغفرت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس رات میں بے پناہ لوگوں کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور بے شمار لوگوں کی مغفرت کر دیتا ہے۔ بخشش اور مغفرت کا تعلق اس کے فضل و کرم سے ہے جسے چاہے بخش

دے۔ لہٰذا اس رات میں بخشش اور مغفرت طلب کرنی چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ اپنی شان کریمی کے باعث مہربانی اور عنایت کے دروازے کھول دے، بخشش اور مغفرت کے متعلق حضور ﷺ کی چند احادیث حسب ذیل ہیں جن کا نفس مضمون ایک ہی ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی شب آسمان دنیا کی طرف نزول اجلال فرماتا ہے اور اس شب میں مشرک اور دل میں بغض رکھنے والوں کے سوا ہر کسی کی مغفرت فرمادیتا ہے۔(بیہقی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام شعبان کی پندرھویں رات تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا اے صاحب مدح کثیر! اپنا سر آسمان کی طرف اٹھائیے۔ میں نے پوچھا یہ کون سی رات ہے؟ فرمایا یہ وہ رات ہے جس میں اللہ تعالیٰ رحمت کے تین سو دروازے کھول دیتا ہے اور کافروں اور مشرکوں کے علاوہ باقی سب کو بخش دیتا ہے۔

مگر یہ کہ وہ جادوگر ہو یا کاہن (آئندہ کی باتیں اٹکل پچو سے بتانے والا یا بتانے کا دعویدار) ہو۔ یا شراب کا عادی ہو یا سود کا عادی ہو یا زنا کا عادی ہو کہ ان مجرموں کی اپنے اپنے گناہ سے توبہ کرنے سے پہلے بخشش نہیں ہوتی۔ پھر جب رات کا چوتھائی حصہ ہوا تو جبرئیل علیہ السلام اترے اور عرض کیا اے صاحب مدح عظیم! اپنا سر اٹھائیے۔ سرکار ﷺ نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا کہ جنت کے سب دروازے کھلے ہیں۔ پہلے دروازے پر ایک فرشتہ ندا دے رہا ہے کہ اس رات میں رکوع کرنے والوں کو بشارت ہو۔ دوسرے دروازے پر ایک فرشتہ آواز دیتا ہے کہ اس رات میں سجدہ کرنے والوں کے لئے بشارت ہو۔ تیسرے دروازے پر ایک فرشتہ آواز دیتا ہے کہ اس رات میں دعا کرنیوالوں کے لئے بھلائی ہو۔ چوتھے دروازے پر ایک فرشتہ آواز دیتا ہے کہ اس رات میں ذکر کرنے والوں کو مبارک ہو، پانچویں دروازے پر ایک فرشتہ آواز دیتا ہے کہ اس رات میں خدا سے ڈر کی وجہ سے رونے والوں کو مبارک ہو۔ چھٹے دروازے پر ایک فرشتہ آواز دیتا ہے کہ اس رات میں تمام مسلمانوں پر خدا کی رحمت ہو۔ ساتویں دروازے پر ایک فرشتہ پکارتا ہے کہ ہے کوئی بخشش چاہنے والا کہ اسے بخش دیا جائے اور آٹھویں دروازے پر ایک فرشتہ پکارتا ہے کہ ہے کوئی کچھ مانگنے والا کہ اسے منہ مانگی مراد دی جائے۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل علیہ السلام! یہ دروازے کب تک کھلے رہتے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا شروع رات سے فجر کے نمودار ہونے تک پھر عرض کیا اے حمد والے! اس رات میں اللہ تعالیٰ قبیلہ کلب کی بکریوں کے بال کی تعداد میں لوگوں کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے۔(غنیۃ الطالبین)

مندرجہ بالا احادیث کی رو سے جو حضرات اللہ کی رحمت اور بخشش سے محروم رہتے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں: (1) کافر و مشرک (2) ماں باپ کے نافرمان۔ (4) کاہن، جادوگر اور نجومی۔ (7) فال نکالنے والے۔ (8) سنت کے خلاف عمل کرنے والے (9) قاتل (10) جلاد (11) قرابت داروں سے رشتہ کاٹنے والے (12) کینہ ور (13) عادی سود خور اور سود دینے والے۔ (16) زانی (17) شرابی۔

ان بد نصیبوں کو چاہیے کہ اپنے گناہ سے باز آکر توبہ کریں اور خدائے پاک کے انعام واکرام سے سرفراز ہوں۔

قبولیت شفاعت کی رات: اس رات کی فضیلت کی ایک اور وجہ قبول شفاعت ہے یعنی جو مسلمان اس رات میں عبادت کرے گا اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرے گا تو اسے روز قیامت حضور ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔ اس کے متعلق آپ ﷺ کے ارشادات مندرجہ ذیل ہےں۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اور مجھے کچھ ایسے فضائل ملے کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملے اور مجھے شفاعت دی گئی۔(بخاری، مسلم، نسائی)

حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور شفیع المذنبین ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ یا تو شفاعت لو، یا یہ کہ تمھاری آدھی امت جنت میں جائے۔ میں نے شفاعت لی کہ وہ زیادہ عام اور زیادہ کام آنے والی ہے کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میری شفاعت پاکیزہ مسلمانوں کے لیے نہیں بلکہ وہ ان گنہگاروں کے واسطے ہے جو گناہوں میں آلودہ اور خطا کار ہیں۔(احمد، ابن ماجہ)

امت محمدیہ کے لیے یہ نعمت عظمیٰ خدائے کریم نے اسی عظیم رات شب براءت میں عطا فرمائی ہوئی ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے: اللہ کے رسول ﷺ نے شعبان المعظم کی تیرھویں رات کو بارگاہ خداوندی میں اپنی امت کے لیے شفاعت کی درخواست کی تو ایک تہائی امت کی شفاعت مقبول ہوئی، پھر چودھویں رات میں دعا کی تو دو تہائی امت کی شفاعت عطا کی گئی: پھر پندرھویں رات "شب

براءت "میں دعا کی تو ساری امت کے حق میں شفاعت قبول ہوگئی سوائے ان نافرمان بندوں کے جو اللہ کی اطاعت سے اونٹ کی طرح بدک کے بھاگتے ہیں۔(مکاشفۃ القلوب)

عبادت کی رات: شب براءت کی مبارک رات میں حضور ﷺ نے بذات خود عبادت میں کثرت کی ہے،اس لیے حضور ﷺ کی اتباع میں اس رات کو نوافل پڑھنا اور شب بیدار رہنا عین سنت ہے۔ اس رات کی عبادت کے اجر کے بارے حضور ﷺ کے فرمان کثرت سے ہیں۔ان کی روشنی میں اس شب کو کثرت سے نوافل پڑھنا اور شب بیداری کرنا مسنون ہے اس کے علاوہ ذکر واذکار اور تلاوت کرنا بھی بہت عمدہ ہے۔کثرت عبادت کی متعلق احادیث مبارکہ حسب ذیل ہیں۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نصف شعبان کی رات میں رسول اللہ ﷺ میری چادر کے اندر سے خاموشی کے ساتھ باہر نکل گئے،اس طرح حضور ﷺ کے نکل جانے سے مجھے گمان ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کسی اور بی بی کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔میں نے اٹھ کر آپ کو حجرے میں تلاش کیا تو میرے ہاتھ حضور ﷺ کے پاؤں سے چھو گئے۔آپ اس وقت سجدے میں تھے میں نے دعا کے الفاظ یاد کر لیے تھے آپ سجدہ میں فرمارہے تھے یا اللہ! میرا جسم اور میرا دل تجھے سجدہ کرتا ہے۔میرا دل تجھ پر ایمان لایا اور میں تیری نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہوں۔اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں۔میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تو مجھے بخش دے۔تیرے سوا کوئی گناہوں کا بخشنے والا نہیں ہے۔ میں تیرے عذاب سے بچنے کے لیے تیری پناہ میں آتا ہوں۔تیرے غضب سے بچنے کے لیے تیری رضا کا طالب ہوں۔تیرے عذاب سے امن میں رہنے کے لئے تجھ ہی سے درخواست کرتا ہوں۔تیری حمد وثنا کوئی بیان نہیں کرسکتا تو نے آپ اپنی ثنا کی ہے تو ہی آپ اپنی ثنا کر سکتا ہے اور کوئی نہیں کرسکتا۔(غنیۃ الطالبین)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ صبح تک رسول اللہ ﷺ عبادت میں مصروف رہے،کبھی آپ کھڑے ہو جاتے اور کبھی بیٹھ کر عبادت فرماتے یہاں تک کہ آپ کے پائے مبارک متورم ہوگئے۔میں آپ کے پاؤں کو دباتے ہوئے کہنے لگی میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے تمام گناہ معاف نہیں فرمادیے؟ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ساتھ ایسا (کرم) نہیں کیا اور آپ پر لطف وکرم نہیں کیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟تمہیں معلوم ہے یہ کیسی رات ہے؟میں نے عرض کیا آپ فرمائیں یہ رات کیسی ہے؟رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس رات میں سال بھر میں پیدا ہونے والے ہر بچہ کا نام لکھا جاتا ہے اور اسی کے ساتھ ہر مرنے والے کا نام بھی لکھا جاتا ہے۔اسی رات مخلوق کا رزق تقسیم ہوتا ہے۔ اسی رات ان کے اعمال وافعال اٹھائے جاتے ہیں۔(غنیۃ الطالبین)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے اس رات میں کثرت سے عبادت کی اس لیے ہمیں بھی حضور ﷺ کی اتباع میں اس رات خوب سجدہ ریزی کرنی چاہیے۔

شب براءت میں شب بیداری: رات بھر جاگتے رہنے کو شب بیداری کہا جاتا ہے۔لہٰذا بہتر تو یہ ہے شب براءت میں تمام رات بیدار رہا جائے چوں کہ جب کوئی بیدار رہے گا تو لامحالہ اللہ کی عبادت کرے گا۔اگر ساری رات نہ جاگے گا تو رات کے پہلے پہر میں سو لے پھر پچھلے پہر میں بیدار ہو کر اللہ کی عبادت کرے۔شب بیداری گھر میں یا مسجد میں دونوں طرح درست ہے یا کسی اور خلوت کے مقام پر بھی جائز ہے۔حضرت شیخ ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جو لوگ شب زندہ دار ہیں وہ اپنی رات میں اس سے کہیں زیادہ لذت پاتے ہیں جو لہو ولعب میں مشغول رہ کر لذت پاتے ہیں۔کسی بزرگ کا ارشاد ہے کہ "دنیا میں کوئی چیز بھی جنتیوں کی نعمتوں کے مثل ومانند نہیں ہے۔البتہ وہ حلاوت نعیم جنت کے مشابہ ہے جو رات کے وقت نیاز مندانہ عبادت کرنے والے اپنی عبادات اور مناجات سے حاصل کرتے ہیں۔

وظائف شب برات: وظیفہ سورہ یٰسین: سورہ یٰسین کو قرآن کا دل کہا جاتا ہے جس طرح انسانی جسم میں دل بڑا عظیم اور عالی مقام رکھتا ہے اسی طرح سورہ یٰسین کے اثرات کی شان بڑی باعظمت ہے لہٰذا بعض صالحین سے منقول ہے کہ اس رات میں سورہ یٰسین کا پڑھنا ترقی رزق اور درازی عمر کا سبب بنتا ہے اس رات میں سورۃ یٰسین 21 مرتبہ پڑھنا بڑا افضل ہے پڑھائی کے بعد جو کچھ اللہ سے مانگے گا تو اگر اس کے لیے بہتر ہوگا تو مل جائے گا۔

وظیفہ برائے استغفار: اس شب میں وظیفہ استغفار بھی بہت عمدہ ہے لہٰذا استغفار کثرت سے پڑھیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں شب برات کی قدر و منزلت جانتے ہوئے اسے توبہ واستغفار،عبادت وریاضت اور شب بیداری میں بسر کرنے کی توفیق دے۔آمین! ❀❀❀

مصباح المصلی شرح منیۃ المصلی
المعروف بہ تاجِ شریعت

شارح: حضرت مولانا مفتی محمد شاکر رضا قادری مصباحی

تبصرہ نگار: مبارک حسین مصباحی

فقہ حنفی کی مستند کتاب ”**منیۃ المصلی**“ غنیہ، حلیہ، در مختار، ردالمحتار، جدالممتار، فتاوی رضویہ اور بہار شریعت وغیرہا کے ماخذوں میں کا ایک، پہلی بار اردو میں ترجمہ وتشریح اور بے شمار قدیم وجدید مسائل کے ساتھ بشکل ایک منفرد تحفہ وگلدستہ:

مسمّٰی بہ ”مصباح المصلی“ المعروف بہ ”تاج شریعت“ مکمل دو حصے۔

شارح: مفتی محمد شاکر رضا قادری صدر المدرسین جامعۃ الرضا اون سورت گجرات/ بانی قادری مشن اتر دیناج پور ویسٹ بنگال۔

صفحات 712۔ قیمت: 350

طبع اول: 2017 طبع دوم: 1442ھ/2021ء

ناشر: جامعۃ الرضا فاطمۃ الزہرا، اون، سورت۔

یہ مکمل مواد ہم نے منیۃ المصلی کی اردو شرح مصباح المصلی معروف بہ تاج شریعت سے نقل کیا ہے۔ ہم اس کے حوالے سے بعد میں اظہار خیال کریں گے، پہلے منیۃ المصلی کی اہمیت اور اس کی شروحات کے تعلق سے کچھ عرض کرتے ہیں۔

منیۃ المصلی اور اس کے مصنف:

”منیۃ المصلی اور غنیۃ المبتدی“ ایک انتہائی اہم کتاب ہے، امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلدین علما اور فقہا کے درمیان بڑی متداول اور مستدل فقہی ماخذ ہے۔ اس اہم فقہی کتاب کے ماخذ ہیں ہدایہ، محیط، شرح اسبیجابی، فتاویٰ غنیۃ المعروف بہ غنیۃ الفقہاء، ملتقط، ذخیرہ، فتاویٰ قاضی خان اور فتاویٰ سراجیہ وغیرہ جیسا کہ حضرت مصنف علامہ سدید الدین کاشغری قدس سرہ نے دیباچے میں بیان فرمایا ہے۔ اب ہم ذیل میں حضرت مصنف کی شخصیت اور ان کے علمی وفقہی افتخار پر چند سطریں نوٹ کرتے ہیں۔

حضرت علامہ امام سدید الدین کاشغری قدس سرہ ہیں، نام محمد، لقب سدید الدین، نسب اس طرح ہے، محمد بن محمد بن علی۔ آبائی وطن کاشغر (چین) تھا، آپ نے علمِ تصوف کے حصول کے لیے مکہ مکرمہ میں طویل عرصہ گزارا، پھر یمن تشریف لے گئے اور ”تعز“ نامی آبادی میں سکونت اختیار فرمالی۔ آپ اپنے عہد کے نامور فقیہ تھے، آپ نے علمی اور عملی کارنامے انجام دیے۔ آپ کی تصانیف میں ”منیۃ المصلی وغنیۃ المبتدی“ معروف اور معتمد فقہی کتاب ہے۔ اس میں طہارت اور نماز کا بیان ہے، عام طور پر مدارسِ اسلامیہ میں داخلِ درس ہے۔

امام سدید الدین کاشغری کا وصال پر ملال 704ھ/1305ء میں ہوا، اللہ تعالیٰ آپ کی فقہی اور تصنیفی خدمات قبول فرمائے اور آپ کو جنت الفردوس میں بلند ترین مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

منیۃ المصلی کا فقہی مقام ومنصب کیا ہے، اس تعلق سے حضرت شارح مفتی محمد شاکر رضا قادری نے امام احمد رضا محدث بریلوی کا نقطۂ نظر پیش کیا ہے۔ **فقہی کتابوں کے درجات تین ہیں (1) متون، (2) شروح (3) فتاویٰ۔ منیۃ المصلی در اصل فتاویٰ کے ضمن میں آتی ہے۔**

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے متون اور شروح کے تذکار کے بعد اب فتاویٰ کی اہم کتب کا ذکر فرماتے ہیں۔

”**فتاویٰ**: اول جیسے خانیہ خلاصہ، بزازیہ، خزانۃ المفتین، جواہر الفتاویٰ، محیطات (محیط نام کی متعدد کتابیں ہیں) ذخیرہ، واقعات ناطفی، واقعات صدر شہید، نوازل فقیہ، مجموع النوازل، ولوالجیہ، ظہیریہ، عمدہ، کبریٰ، صغریٰ، تتمہ الفتاویٰ صیرفیہ، فصول عمادی، فصول اشتروشی، جامع صغار، تاتارخانیہ، ہندیہ، اور ایسے ہی کتابیں، **ان ہی**

فتاویٰ میں منیہ (منیۃ المصلی) بھی ہے جیسا کہ میں نے ذکر کیا،

(فتاویٰ رضویہ، ج:1، ص:208)

نیز ایک دوسری جگہ پر اسی فتاوی رضویہ میں ہے:

”سراجیہ اگر چہ ابتدائی کتابوں میں سے ہے لیکن اس کا شمار متنوں میں نہیں ہے جو فقہ کی اصطلاح ہے، بلکہ زیادہ سے زیادہ اس کا مرتبہ یہ ہے کہ اس کا شروح میں شمار ہو جیسے منیۃ المصلی اور اشباہ و نظائر ابتدائی کتابوں سے ہیں لیکن یہ دونوں متنوں کے مرتبے کو بالکل نہیں پہنچتی ہیں بلکہ یہ دونوں فتاویٰ کے مرتبے میں ہیں جیسا کہ ہم نے اس کو اپنے فتاویٰ میں بیان کیا ہے۔“

(السراجی فی علم المیراث، ص:7، مجلس برکات مبارکپور)

جب کہ ایک اور جگہ پر فتاوی رضویہ میں یوں آیا ہے:

یوں ہی (1) قدوری (2) ہدایہ (3) منیہ (منیۃ المصلی) (4) وقایہ (5) نقایہ (6) وافی (7) کنز (8) غرر (9) اصلاح (10) الملتقی (11) تنویر (12) نور الایضاح۔ ان بارہ متنوں اور ان کی غیر سب میں تصریح ہے کہ نماز جنازہ جب ایک بار ہو چکی فوت ہو گئی۔

ان شرعی احکامات کے بعد حضرت مفتی محمد شاکر رضا قادری مزید تائید وتشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”**اقول**: منیۃ المصلی کی حیثیت اور اس کا مرتبہ آپ قارئین کی نگاہوں کے سامنے ہے منیہ کا مرتبہ یہ ہے کہ وہ درج فتاوی میں داخل ہے۔ رہا اس فتاوی رضویہ میں ایک دوسری جگہ پر منیہ اور تنویر الابصار کا متنوں میں شمار کرنا تو وہ اعتباری اضافی لحاظ سے ہے اور بس۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔“ (مصباح المصلی، ص:33)

(فتاویٰ رضویہ، ج:1، ص:158، رضا اکیڈمی ممبئی قدیم)

منیۃ المصلی کی شروحات:

(1)- غنیۃ المستملی فی شرح منیۃ المصلی المعروف بہ حلبی کبیری۔

اس گراں قدر تصنیف کے مصنف اپنے عہد کے دقاق اور مقبولِ انام فقیہ حضرت علامہ محمد بن ابراہیم حلبی قدس سرہٗ [م:956ھ/1549ء] ہیں۔ یہ وقیع اور تحقیقی کتاب عالمی فقہاے اسلام کے نزدیک مستند ہے، عام طور پر ذمہ دار اہلِ قلم اسے اپنا ماخذ بناتے ہیں

(2)- مختصر غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی معروف بہ حلبی صغیری۔

آپ ہی کے قلم سے یہ مختصر شرح ہے جو تفصیلی کے بعد لکھی گئی، عام طور سے فقہا اسے بھی پسند فرماتے ہیں۔

(3) حلیۃ المجلی وبغیۃ المبتدی فی شرح منیۃ المصلی۔

حضرت علامہ ابن امیر الحاج محمد بن محمد حنفی قدس سرہٗ ہیں۔ آپ نے 876ھ میں آخری سانس لی، یہ حلبی کبیری سے بھی ضخیم ہے۔ فقہاے کرام کا یہ بھی اہم ماخذ ہے، اللہ تعالیٰ مصنف کے درجات بلند فرمائے

(4)- شرح منیۃ المصلی، مصنف حضرت علامہ عمر بن سلیمان قدس سرہٗ [م:1075ھ] یہ حلبی کبیری کی شرح سے مختصر ہے۔

(5)- یحییٰ انصار وخونی نے بھی اس کی شرح لکھی۔

(6)- منیۃ المصلی کی تلخیصات بھی منظرِ عام پر آئیں، کئی شروحات، تعلیقات اور حواشی لکھے گئے، اردو فارسی اور افغانی وغیرہ زبانوں میں تراجم بھی ہوئے۔

(7)- معروف فقیہ محقق استاذ المحدثین حضرت علامہ شاہ وصی احمد محدث سورتی قدس سرہٗ۔ آپ کی ولادت 1251ھ/1836ء، راندیر ضلع سورت میں ہوئی جب کہ وصال 1334ھ/1916ء میں پیلی بھیت میں ہوا۔ آپ کے مزار اقدس پر راقم احقر مبارک حسین مصباحی عفی عنہ دو بار فاتحہ پڑھنے کا شرف حاصل کر چکا ہے۔ احادیث، فقہ حنفی اور دیگر موضوعات پر گراں قدر کتابوں اور بلند پایہ تلامذہ سے آپ کے علمی مقام کی ہیبت دلوں پر بیٹھی رہتی ہے۔

آپ اپنے عہد کے جلیل القدر استاذ الاساتذہ تھے قطبِ مدینہ حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین مدنی قدس سرہٗ، حضرت علامہ سید شاہ مصباح الحسن پھپھوندوی قدس سرہٗ، مصنف بہار شریعت حضرت علامہ شاہ محمد امجد علی اعظمی قدس سرہٗ، حضور محدث اعظم ہند کچھوچھوی قدس سرہٗ، حضرت علامہ سید سلیمان اشرف بہاری صدر شعبۂ دینیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، ملک العلما علامہ سید ظفر الدین بہاری قدس سرہٗ، حضرت علامہ نثار احمد کان پوری مفتیِ اعظم آگرہ وغیرہ آپ کے تلامذہ میں ہیں۔

آپ نے گراں قدر اور علمی تصانیف اپنی یادگار چھوڑیں، حاشیۂ مدارک، حاشیۂ بیضاوی، حاشیۂ جلالین، تعلیقات سنن نسائی، تعلیقات شرح معانی الآثار، تعلیقات شروح اربعہ ترمذی، شرح مشکاۃ المصابیح، افادات حصن حصین، جامع الشواہد باخراج الوہابین عن المساجد اور التعلیق المجلی لما فی منیۃ المصلی جیسی اہم کتابیں۔

شیخ طریقت حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی قدس سرہ نے آپ کو بیعت وخلافت سے سرفراز فرمایا تھا۔

مجدد و مفکر امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ سے عمر میں بڑے ہونے کے باوجود عقیدت مندانہ روابط رکھتے تھے۔ باہم ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہتا اور وقت ضرورت مراسلت بھی رہتی۔ منیۃ المصلی میں ہے: "وفي فتاوىٰ البقالي" محدث سورتی نے حاشیہ میں تحریر فرمایا ہے: "وقوله البقالي هو محمد بن ابی القاسم المعروف بالبقالی"

حضرت محدث سورتی نے مجدد وفقیہ امام احمد رضا محدث بریلوی سے "البقالی" کے حوالے سے استفسار فرمایا۔ اعلیٰ حضرت بریلوی اپنے عہد کے سب سے بڑے فقیہ تھے، آپ "البقالی" کے حوالے سے بڑی جامعیت سے تحریر فرمایا۔ حضرت محدث سورتی نے آپ کے مکمل تفصیلی جواب کو "التعلیق المجلی" کے صفحہ 158 پر نقل فرما دیا ہے۔

التعليق المجلي لما في منية المصلي:

یہ "**منیۃ المصلی**" کا حاشیہ ہے۔ حاشیہ کیا ہے درحقیقت ایک جامع و مانع شرح ہے جو دلائل و براہین سے لبریز ہے، اس میں عصری تقاضوں کے مطابق کثیر مسائل ہیں، صوری اور معنوی ہر اعتبار سے قابل تعریف ہے۔ حضرت محدث سورتی نے اس حاشیے کا آغاز شعبان کے آخر میں 1313ھ میں کیا، ماہ ربیع النور 1315ھ/ 1897ء میں تکمیل فرمائی۔ 1315ھ/1897ء میں مطبع یوسفی لکھنؤ سے اس کی اولین اشاعت ہوئی۔ کتاب کی جدید اشاعت مکتبہ قادریہ لاہور سے ہوئی۔ حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدا میں انتہائی اختصار کے ساتھ مصنف کے احوال رقم فرمائے ہیں۔ کتاب اور حاشیہ کے تعلق سے رقم طراز ہیں:

منية المصلى كتاب متداول معتمد عليه عند الاحناف....وعلق عليه محدث عصره العلامة وصى احمد السورتى (م1334ھ) التعليق المجلى لما في منية المصلى وهى اعظم ما صنف من الشروح والحواشي على المنية. (منیۃ المصلی، ص:8، مکتبہ قادریہ، لاہور)

[6محرم الحرام 1401ھ/15دسمبر 1980ء]

اس حاشیہ کی جامعیت و معنویت کے بارے میں استاذنا المکرم صدر العلما حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دام ظلہ سابق رئیس المدرسین اشرفیہ مبارک پور تحریر فرماتے ہیں:

هو حاشية صورة لكنه شرح جامع معنى، محتو على المطالب النفيسة من بيان مذاهب، وتحرير الدلائل، وتنقيح المسائل، نافع فى دراسة كتب الحديث كالمؤطا، و مشكوة المصابيح، والصحاح الستة وشرح معانى الآثار ونحوها وكذا في دراسة كتب الفقه كمختصر القدورى و شرح الوقاية، وكنز الدقائق، و الهداية وغيرها۔(منیۃ المصلی، ص:9، مجلس برکات)

(8)-**انوار التجلی فی حل ما فی منیۃ المصلی**۔ شارح رئیس التحریر، استاذ العلما صدر المدرسین، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد سیف الرحمٰن ہزاروی دامت برکاتہم۔

ناشر: مکتبہ غوثیہ پرانی سبزی منڈی، محلہ فرقان آباد، نزد دار العلوم غوثیہ، کراچی-5۔

آپ ایک علمی اور روحانی خاندان کے فرد فرید ہیں۔ آپ کی ولادت ہری پور کے قریب قصبہ کھلبٹ ضلع ہزارہ میں 21 اپریل 1937ء میں ہوئی، آپ کا خاندان قریشی علوی ہے، آپ کے آباواجداد میں علم و روحانیت کی یکتائے روزگار شخصیات تھیں۔ آپ کے والدِ گرامی مناظرِ یگانہ حضرت علامہ قاضی محمد عبد السبحان ہزاروی قدس سرہ تھے۔ حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ نے اپنی تصنیف "تذکرہ اکابر اہلِ سنت" میں بڑا معلوماتی تذکرہ رقم فرمایا ہے۔ داداجان بلند پایہ فقیہ حضرت علامہ مظہر جمیل علیہ الرحمہ اور جد اعلیٰ حضرت قاضی محمد غوث ہزاروی علیہ الرحمہ تھے۔ حضرت مصنف کی نسبت طریقت قادری اور سہروردی ہے۔

آپ نے متعدّد مدارس میں تعلیم حاصل کی، دار العلوم اسلامیہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ میں 1957ء میں اپنے والدِ گرامی سے دورۂ حدیث کیا۔ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد قدس سرہ کی بارگاہ فیصل آباد میں 1958ء میں کتبِ حدیث میں استفادہ کیا۔ حضرت مولانا عبد الجلیل فاضل ٹونکی علیہ الرحمہ سے اپنی آبادی قصبہ کھلبٹ میں چند کتابوں میں استفادہ کیا۔ فراغت کے بعد 1959ء سے 1992ء تک اپنے ملک کی

درس گاہوں میں تدریس، فتویٰ نویسی اور تبلیغی کارنامے انجام دیے۔

چار برس سے زائد عرصہ بریڈ فورڈ برطانیہ میں گزارے اور وہاں تدریس و تصنیف اور دعوت و تبلیغ کے فرائض انجام دیے۔

موصوف 25 سے زائد کتابوں کے مصنف ہیں، آپ نے مکمل قرآن عظیم کا ترجمہ اور سورتوں کا تعارف بھی کرایا ہے "انوار السبحان فی علوم القرآن" کے نام سے گیارہ سو صفحات پر مشتمل قرآنی موضوعات پر ایک علمی ذخیرہ ہے، انوار الفتاویٰ [فتاویٰ سبحانیہ] چار سو صفحات پر ایک فقہی دستاویز ہے۔ اسی طرح دیگر تصانیف بھی علمی دنیا میں معروف و مقبول ہیں۔ پیش نظر وقیع کتاب "انوار التجلی فی حل ما فی منیۃ المصلی" 711 صفحات پر مشتمل ہے، یہ اردو شرح 2005ء میں منظرِ عام پر آگئی تھی، نیٹ پر بھی دیکھی جا سکتی ہے۔

زبان و بیان عمدہ اور توضیح و تشریح معلومات افزا ہیں۔

(9)- مصباح المصلی معروف بہ تاج شریعت:

اس وقت ہمارے روبرو "مصباح المصلی شرح منیۃ المصلی" ہے اس کا معروف نام "تاج شریعت" رکھا گیا ہے۔ مصنف محب گرامی و قار حضرت مولانا مفتی محمد شاکر رضا قادری مصباحی دام ظلہ العالی ہیں۔ آپ مغربی بنگال میں ضلع اتر دیناج پور کے موضع پرانا سملیہ کے باشندے ہیں۔ آپ نے مختلف درس گاہوں میں تعلیم حاصل کی، 1998ء تا 2001ء میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں متعلم رہے اور یکم جمادی الاخریٰ 1442ھ/21 اگست 2001ء میں دستار فضیلت سے سرفراز کیے گئے۔ آپ نے متعدّد مدارس میں تدریسی اور فتویٰ نویسی کی خدمات انجام دیں۔ اس وقت آپ جامعۃ الرضا فاطمۃ الزہرا، سورت، گجرات میں بحیثیت صدر المدرسین ہیں اور مفتی و قاضی کے منصب پر بھی فائز ہیں۔ آپ تحریک قادری مشن پرانا سملیہ اتر دیناج پور و شاخ سورت کی سربراہی بھی فرما رہے ہیں۔

قرطاس و قلم سے آپ کا فطری لگاؤ ہے۔ متعدّد کتب اور درجنوں علمی اور فقہی مقالات و مضامین تحریر فرما چکے ہیں۔ علمی جستجو، مطالعہ و تحقیق اور مسلسل محنت و کاوش میں لگے رہتے ہیں۔ آپ بلند اخلاق، نیک سیرت اور کچھ کر گزرنے کا جذبہ رکھتے ہیں۔ لکھتے لکھتے اربابِ قلم میں شمار ہونے لگے ہیں۔ فقہ و افتا اور تصنیف و تالیف میں کچھ نیا اور انوکھا کرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ فراغت کو بیس برس کا عرصہ گزر گیا ہے، بیتے دنوں میں آپ نے نت نئے تجربات کیے ہیں اور سرد و گرم کو بڑے قریب سے دیکھا ہے، فقہی بصیرت کے حوالے سے مسلسل هَلْ مِنْ مَزِيْد پر عامل ہیں، تحقیقی اور اچھا لکھتے ہیں، ہاں کہیں کہیں فکر و قلم میں علاقائی اثرات مترشح ہو جاتے ہیں اور یہ ایک فطری عمل ہے، بعض شخصیات سے عقیدتوں میں ترجیحات نظر آتی ہے۔ گزرتے دنوں کے بعد اس فکری بالیدگی میں بھی توازن پیدا ہو جائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ

مصباح المصلی اور اس کا مقدمہ:

آپ نے بڑی محنت اور مطالعہ و تحقیق سے منیۃ المصلی کی اردو شرح لکھی ہے، اندازِ تحریر جاذب نظر اور معلومات افزا ہے۔ آپ اپنی نگارشات میں حوالوں کا اہتمام بھرپور فرماتے ہیں۔ مشکل اور گنجلک بحثوں کو بڑی سادگی کے ساتھ دلوں میں اتار دیتے ہیں۔ آپ نے اہلِ سنت کے زیر بحث مسائل کو بڑی خاموشی کے ساتھ سپردِ قلم کر دیا ہے۔ ایک اچھے قلم کار کو ہر موضوع پر حقائق سپردِ قلم کرنا چاہیے۔ دو ایک مقامات پر آپ نے اس رخ پر سرد مہری برتی، مگر ہمیں یقین ہے کہ آپ اس رخ پر آئندہ توجہ مبذول کریں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

آپ نے 32 صفحات پر شاندار اور معلومات افزا مقدمہ تحریر فرمایا ہے، اس میں عہد صحابہ سے عہد حاضر تک کے نام ور فقہا اور محققین کے تذکار ہیں، فقہ حنفی کی تدوین، امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تدوین فقہ کی مجلس کے اکابر فقہا کا ذکر خیر بڑے سلیقے سے فرمایا ہے۔ فقہ کی اصطلاحات، اصول فقہ کی روشنی میں دل نشیں لب و لہجے میں سپردِ قلم فرمائی ہیں۔ منیۃ المصلی اور اس کے مصنف کے احوال بھی نقل فرمائے ہیں۔

اپنی اس شرح کے حوالے سے آپ تحریر فرماتے ہیں:

"شرح کے اندر ایک آسان طریقہ یہ اپنایا گیا ہے کہ منیہ میں جو بھی مسائل اس کے عنوان کے تحت بیان کیے گئے ہیں تشریح اور توضیح کے بعد اس کے ہر مسئلے کو الگ الگ کر کے "احکام" یا "مسائل" کا نام دے کر نمبروار نقل کر دیا گیا ہے۔ اس میں ایک سہولت یہ ہوگی کہ عام قاری بغیر کسی قیل و قال اور تحقیق و تشریح کی کٹھن وادیوں میں پڑ کر اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ مزید بر آں یہ کہ اس باب کی مناسبت سے دوسری اور بھی معتبر و مستند کتابوں کے حوالے سے جا بجا بہت سارے

مسائل نقل کیے گئے ہیں جو فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ واللہ المستعان والیہ التکلان۔"

بسملہ کی تحقیق اور ختم نبوت کی توضیح:

آپ نے بسملہ کی تحقیق سے اصل شرح کا آغاز فرمایا ہے۔ مختلف جہتوں سے بسم اللہ کے کثیر مسائل اور رموز اخذ کیے اور بڑے سلیقے سے سپردِ قلم فرمائے ہیں۔ آپ نے اسم جلالۃ لفظ "اللہ" کے تعلق سے نقل فرمایا ہے:

"اللہ اسم ذات ہے اس واجب الوجود کا جو جملہ صفاتِ کمالیہ کا جامع ہو، لفظ "اللہ" کی تحقیق و تدقیق میں علما متحیر اور متفکر نظر آتے ہیں، جس طرح عرفا حضرات، اللہ کی ذات و صفات میں متحیر ہیں"۔

آپ نے اس مدعا پر کہ لفظ "**اللہ**" سریانی ہے یا عربی اسم ہے، یا صفت مشتق ہے؟ علم ہے یا غیر علم، آپ فرماتے ہیں، جمہور علماے محققین اس پر متفق ہیں کہ وہ عربی ہے جن میں امام اعظم ابو حنیفہ اور آپ کے تلمیذ ارشد امام محمد محرر مذہب، امام شافعی اور خلیل نحوی رضی اللہ عنہم ہیں مزید نقل فرماتے ہیں، امام اعظم سے ایک روایت ہے کہ "اللہ" اسم اعظم ہے، اسی کے قائل امام طحاوی اور بہت سارے علما اور اکثر عرفا ہیں۔" [ص:43]

آپ نے تمہید کی بحث میں لفظ "خاتم النبیین" پر "**مسئلہ ختم نبوت**" پر چار صفحات میں علمی اور تحقیقی بحث نقل فرمائی ہے۔ بحث کے آخر میں لکھتے ہیں:

"مندرجہ بالا حوالہ جات، عبارات، منصوصات اور تصریحات کی روشنی میں خوب واضح ہو گیا کہ سرکار ﷺ کے بعد کسی طرح کا کوئی نبی ماننے چاہے تائیدی نبی مانے، چاہے ظلی، چاہے بالذات مانے، چاہے بالعرض، چاہے اس زمین میں یا کسی اور زمین میں بہر حال وہ کافر ہے۔" [ص:54]

سواد اعظم اور مسلکِ اہل سنت:

صفحہ 79 پر آپ نے "**سوادِ اعظم کی وضاحت**" کی ہے اور اس کے بعد مسلسل "مسلکِ اہلِ سنت و جماعت کی پہچان" وغیرہ پر بھرپور تحریر فرمایا ہے۔

اہل سنت و جماعت کو حدیث پاک میں "سواد اعظم" فرمایا گیا ہے۔ حدیث کے الفاظ ہیں:

كلهم على الضلالة الا السواد الأعظم قالوا : يا رسول الله ومن السواد الأعظم؟ قال: من كان على ما أنا عليه وأصحابي[" (طبرانی، ج:8، ص:153)

یعنی سواد اعظم کے علاوہ سب گمراہی پر ہیں، صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ کون سا فرقہ سواد اعظم ہے؟ ارشاد فرمایا: جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔

ایک دوسری حدیث میں ہے:

اتبعوا السواد الأعظم فانه من شذ شذ في النار." (مشکوۃ شریف، ص:30)

یعنی تم لوگ سواد اعظم کی پیروی کرو جو اس سے الگ ہوا وہ الگ ہو کر جہنم میں گیا۔

حضرت شارح "**مسلک اہلِ سنت و جماعت کی پہچان**" کے ذیل میں نقل فرماتے ہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"هوان يفضل الشيخين يعنى ابابكر وعمر على سائر الصحابة وان يحب الختنين يعنى عثمان و على وان يرى المسح على الخفين".

(ہدایہ مع حاشیہ، ج:1، ص:41)

یعنی حضرت امام اعظم ابو حنیفہ سے اہل سنت و جماعت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: سنی وہ ہے کہ شیخین یعنی ابو بکر و عمر کو تمام صحابہ پر فضیلت دے، اور حضور ﷺ کے دامادوں یعنی حضرت عثمان و علی سے محبت کرے، اور مسح علی الخفین کو جائز سمجھے۔

نیز کفایہ شرح ہدایہ میں ہے:

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ کا یہ مقولہ حضرت انس بن مالک صحابیِ رسول کے ہی فرمان سے ماخوذ و مستفاد ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ حضرت کوفہ میں تشریف فرما تھے اور وہاں رافضیوں ہی کی کثرت تھی تو وہی علامات ارشاد فرمائیں جو ان کا رد ہیں۔ اس روایت کے یہ معنی ہیں کہ صرف ان تین باتوں کا پایا جانا سنی ہونے کے لیے کافی ہے۔ علامت شیٔ پائی جاتی ہے، شیٔ لازم علامت نہیں ہوتی

حضرت علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"حيث جعلوا من علامات السنة والجماعة: تفضيل الشيخين، ومحبة الختنين."

(شرح عقائد نسفی، ص:137)

کیوں کہ لوگوں نے اہل سنت و جماعت کی پہچان بتائی ہیں: شیخین کی فضیلت کا قائل ہونا، اور داماد رسول سے محبت کرنا۔

حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

سنی وہ ہے جو "ما أنا عليه وأصحابي" کا مصداق ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ائمۂ دین، خلفاے راشدین، مسلم مشائخ طریقت اور متاخرین علماے کرام میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی، بحر العلوم فرنگی محلی، حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی، حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی، حضرت مولانا مفتی ارشاد حسین رام پوری اور مفتی شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی کے مسلک پر ہوں۔ رحمهم الله تعالی۔ (امام احمد رضا اور ردِ بدعات، 116/1)

اس پوری گفتگو اور دلائل کا حاصل یہ ہے کہ جن حالات میں جو ضرورت ہو اہلِ سنت و جماعت کی تعریف اسی کی روشنی میں ہوگی۔ ماضی قریب میں مجدد و مفکر امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے عقائد حقہ کی حفاظت کے لیے تاریخی کارنامے انجام دیے اور حق و باطل کے درمیان خطِ امتیاز کھینچ دیا، لہٰذا اب مسلکِ اہلِ سنت و جماعت کی شناخت مسلکِ اعلیٰ حضرت سے کی جا رہی ہے، عہدِ حاضر میں بعض بدمذہب بھی اپنے آپ کو "اہلِ سنت و جماعت" کہنے لگے ہیں۔ یہ کوئی نئی ایجاد نہیں بلکہ ہر دور میں احوالِ زمانہ کے اعتبار سے اہلِ سنت و جماعت کی تعریف کی گئی ہے۔

وضو میں اسراف کی بحث:

اس عنوان کے ذیل میں "منیۃ المصلی" کی عبارت "**وان لا يسرف في الماء**" کی وضاحت فرمائی، اس تعلق سے شارح نے قرآن عظیم اور احادیث نبویہ سے وضاحت کی ہے بحث کے بعد دوسرے کالم میں لکھتے ہیں: اسراف فی الوضو کے بارے میں فقہاے عظام کے درج ذیل چار قول ہیں (1) حرام (2) مکروہ تحریمی (3) مکروہ تنزیہی (4) خلافِ اولیٰ، اس کے بعد آپ کی فتاویٰ رضویہ کے ایک فتوے کی تلخیص پیش فرمائی ہے:

"اقول: ملاحظۂ کلمات علما سے اس میں چار قول معلوم ہوتے ہیں، ان میں قوی ہیں اور فضل الٰہی سے امید ہے کہ بعد تحقیق و حصول توفیقِ اختلاف ہی نہ رہے۔ وباللہ التوفیق

(1) مطلقاً حرام و ناجائز ہے حتیٰ کہ نہر جاری میں وضو کرے یا نہائے، اس وقت بھی بلا وجہ صرف گناہ و ناروا ہے۔ یہ قول بعض شافعیہ کا ہے جسے شیخ مذہب شافعی سیدنا امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں نقل فرما کر ضعیف کر دیا۔ اور اسی طرح دیگر محققین شافعیہ۔

(2) مکروہ ہے اگرچہ نہر جاری پر ہو اور کراہت صرف تنزیہی ہے اگرچہ گھر میں ہو یعنی گناہ نہیں صرف خلافِ سنت ہے۔ حلیہ و بحر الرائق میں اسی کو "اوجہ" اور امام نووی نے "اظہر" اور بعض دیگر ائمہ شافعیہ نے "صحیح" کہا۔ اور حکم آب جاری کو عام کریں تو کلام امام شمس الائمہ حلوانی نے و امام فقیہ النفس سے بھی اس کا استفادہ ہوتا ہے۔ ہاں! شرنبلالی نے مراقی الفلاح میں عموم کی طرف اشارہ کیا۔

(3) مطلقاً مکروہ تک نہیں، نہ تحریمی نہ تنزیہی ہیں، صرف ایک ادب و امر مستحب کے خلاف ہے...... بدائع امام ملک العلماء ابوبکر مسعود و فتح القدیر امام محقق علی الاطلاق و منیہ (یعنی منیۃ المصلی ص 29 از علامہ سدید الدین کاشغری) وغیرہا میں ترک اسراف کو صرف آداب و مستحبات سے شمار کیا، سنت تک نہ کہا، اور مستحب کا ترک مکروہ نہیں ہوتا بلکہ سنت کا۔

(4) نہر جاری میں اسراف جائز کہ پانی ضائع نہ جائے گا اور اس کے غیر میں مکروہ تحریمی۔ مدقق علائی نے در مختار میں اسی کو "مختار" رکھا، علامہ عمر بن نجیم نے نہر الفائق میں کراہت تحریم ہی کو ظاہر کہا، اور اسی کو امام قاضی خاں و امام شمس الائمہ حلوانی وغیرہما اکابر کا مفاد کلام قرار دیا کہ ترک اسراف کو سنت کہنے سے ان کی مراد سنت موکدہ ہے اور سنت موکدہ کا ترک مکروہ تحریمی۔

نیز مقتضائے کلام امام زیلعی کہ مطلق مکروہ سے غالباً مکروہ تحریمی مراد ہوتا ہے، اور بحر الرائق میں اسے قضیۂ کلام منتقی بنایا کہ اس میں اسراف کو منہیات سے شمار فرمایا اور ہر منہی عنہ کم از کم مکروہ تحریمی ہے۔ (ملخصاً از فتاویٰ رضویہ، ج:1، ص:166، 167)۔ (بحوالہ مصباح المصلی، ص:112)

حضرت شارح نے اس شرح میں بڑے اہم اضافے بھی رقم فرمائے ہیں، معلومات افزا توضیحات و تشریحات بھی پیش فرمائی ہیں، مثال کے طور پر "فرض اعتقادی کی تعریف، فرض عملی کی تعریف،

واجب اعتقادی کی تعریف، سنت موکدہ کی تعریف، ادب کی تعریف، ادب کا حکم، مکروہ تحریمی کی تعریف، مکروہ تنزیہی کی تعریف، نہی کی شرعی تعریف، اسی طرح آپ نے بہت سے ائمۂ فقہ اور محققینِ اہلِ سنت کا مختصر مختصر تعارف بھی کرا دیا ہے۔ ہم اصل کتاب سے چند اسماے گرامی نقل کرتے ہیں۔

شمس الائمہ سرخسی کی تعریف، امام ابو الحسن کرخی کی تعریف، امام حسن بن زیاد کی تعریف، امام ابو العباس احمد بن محمد بن عمر[یا عمرو] ناطفی طبری علماے عراقین میں اکابر فقہا سے ہیں۔ آپ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں میں ہیں۔ آپ کا وصال بمقام "رے" 446ھ میں ہوا، فقیہ ابو جعفر طحاوی کی تعریف، امام ابو بکر اسکاف کی تعریف، مجتہد ابو حفص کبیر بخاری کی تعریف، فقیہ ابو بکر اعمش کی تعریف، امام ابو جعفر ہندوانی کی تعریف، فقیہ ابو عبد اللہ زعفرانی کی تعریف، امام ابو بکر کی تعریف، امام ابو علی نسفی کی تعریف، فقیہ ابو اللیث سمرقندی کی تعریف، فقیہ ابو قاسم صفار کی تعریف، صاحبِ اجناس ناطفی کی تعریف، فقیہ نصیر بن یحییٰ کی تعریف، فقیہ یحییٰ بن علی بخاری زندوستی کی تعریف، فقیہ ابو بکر جصاص رازی کی تعریف، افقہ الفقہا حضرت عبد اللہ بن مسعود کی تعریف، فقیہ ابو مطیع بلخی کی تعریف، فقیہ ابو نصر صفار کی تعریف، شمس الائمہ حلوانی کی تعریف، امام فضلی کی تعریف، حضرت شارح نے اپنے مقدمے میں صحابۂ کرام اور تابعین سے لے کر آج تک کے کثیر فقہا کا ذکر خیر فرمایا ہے۔

چند آخری معروضات:

حضرت شارح لکھتے ہیں:

"میری معلومات میں منیۃ المصلی کی اردو زبان میں یہ پہلی شرح ہے جو آپ قارئین کے ہاتھوں میں ہے جو مختلف کتب فقہ وفتاوی مثلاً ہدایہ، شرح وقایہ، فتاویٰ قاضی خاں، تنویر الابصار، در مختار، غنیۃ المستملی، فتاوی عالمگیری، رد المحتار المعروف فتاوی شامی، فتاویٰ رضویہ وغیرہا درجنوں کتابوں کو سامنے رکھ کر ترتیب دی گئی ہے، جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس کا فیصلہ پورے طور پر قارئین ہی کر سکتے ہیں۔ واللہ الموفق و بیده الخیر۔"

مصباح المصلی بلا شبہہ معلومات سے لبریز ہے، اندازِ بیان اچھا ہے۔ یہ آپ کی فکری بالیدگی، حساس مزاجی اور دور اندیشی ہے کہ۔ آپ نے مسائل کے ضمن میں عصرِ حاضر کے بہت سے مسائل پیش کر دیتے ہیں، اس میں اعلیٰ حضرت محدث بریلوی، ان کے عہد اور بعد کے علماے اہلِ سنت کے فقہی افکار کو ترجیہات کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ یہ صرف علما اور طلبہ کے لیے نہیں بلکہ اردو میں ہے اس لیے باذوق عوام کے لیے بھی مفید ہے۔

منیۃ المصلی پر اردو زبان میں شرح اور ترجمہ کا کام سن عیسوی دو ہزار کے بعد شروع ہو چکا تھا، یہ تو ہم برصغیر میں اہلِ سنت وجماعت کی گفتگو کر رہے ہیں، جب کہ دیگر مکاتب فکر میں اور پہلے سے آغاز ہو چکا تھا۔ ہمیں اس جدید دور میں جدید ذرائع سے دیکھنا اور پڑھنا چاہیے۔ چند مقامات پر کمپوزنگ کے تسامحات ہیں، دو چار جگہوں پر فہرست میں تکرار بھی نظر آئی۔

بہر کیف کتاب فقہ حنفی کا ایک بڑا ذخیرہ ہے، ہمارے حضرت مولانا مفتی محمد شاکر رضا قادری مصباحی دام ظلہ العالی نے بڑی محنت سے یہ قلمی کارنامہ انجام دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل وکرم سے اسے مقبولِ انام بنائے اور اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر مصنف اور ناشر کو بھرپور جزاؤں سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔ ہم طالبانِ علومِ نبویہ اور مدرسین کرام سے گذارش کرتے ہیں کہ اپنے اپنے مطالعہ کے لیے حاصل کریں اور دین ودنیا کی برکات سے سرفراز ہوں۔

☆☆☆☆☆

ماہ نامہ اشرفیہ حاصل کریں

امبیڈکر نگر میں

(1)-جناب محمد کلیم بک سیلر

پٹرل ٹنکی کے سامنے، حیات گنج، ٹانڈہ، ضلع امبیڈکر نگر

موبائل نمبر:8542977075،8576940543

(2) قاری غیاث الدین صاحب وحافظ ظہیر احمد صاحب

(ندائے حق)۔ جلال پور، ضلع امبیڈکر نگر (یوپی)

موبائل نمبر:9598036964،9795464727

(3)-دار العلوم نظامیہ عربیہ

نظام الدین پور، کچھوچھہ شریف، ضلع امبیڈکر نگر (یوپی)

موبائل نمبر:9651470544

خیابان حرم

منظومات

رحمت عالمیں بن کے آئے

رحمتِ عالمیں بن کے آئے — میرے پیارے نبی دل پہ چھائے
ان پہ قربان علم لدنی — وحی و الہام کا نور واری
معجزے اپنے سر ہیں جھکائے — غیب کے راز آنکھیں بچھائے
عظمتِ مصطفٰے دیں پہ چھائے — رحمتِ عالمیں بن کے آئے

ان پہ قرآن سارا فدا ہے — خطِ زریں کا جلوہ فدا ہے
روے روشن سے جنت منور — ذرے ذرے کا چمکا مقدر
عرشِ اعلیٰ ہے پلکیں بچھائے — رحمتِ عالمیں بن کے آئے

خوشبوے تن سے مہکا چمن ہے — ذکرِ مولیٰ سے چمکا دہن ہے
آپ کی یاد سے شاد ہے دل — آپ کے عشق میں پائی منزل
ذکرِ سرکار قسمت جگائے — رحمتِ عالمیں بن کے آئے

آسرا ان کی رحمت کا سب کو — ہے بھروسا شفاعت کا سب کو
نورِ رب ہے مجلیٰ جبیں پر — سایۂ تن نہیں ہے کہیں پر
عظمتوں کی نہ حد کوئی پائے — رحمتِ عالمیں بن کے آئے

ساری دنیا ہے صدقہ نبی کا — حشر میں ہر سو چرچا نبی کا
ہر بشر خاکِ پا کو دے بوسہ — جان و دل ملتجی ہیں اے آقا
رحمتوں کا خزانہ وہ لائے — رحمتِ عالمیں بن کے آئے

عاصیوں کی وہ سنتے ہیں فریاد — مدح خوانی سے کرتے ہیں دل شاد
پائے اقدس پہ سر کو جھکاؤ — اے گنہگارو قسمت جگاؤ
اس کی قسمت جو آنسو بہائے — رحمتِ عالمیں بن کے آئے

اشک آنکھوں سے گوہر بہائے — ہر گنہ ہر خطا یاد آئے
مغفرت کا بھکاری ہے آقا — آپ ہی کا اسے ہے سہارا
آپ کی یاد میں دل بسائے — رحمتِ عالمیں بن کے آئے

سید شمیم احمد گوہر مصباحی، الہ آباد

مرے سرکار آئے ہیں

مرے سرکار آئے ہیں — مرے سرکار آئے ہیں
مری قسمت جگانے کو
ضیائے حق دکھانے کو
مرے سرکار آئے ہیں — مرے سرکار آئے ہیں

....

سجی ہے ہر طرف محفل — خوشی میں جھومتا ہے دل
درودوں کی صدا گونجے — ہر اک سو نور کے جلوے
چراغِ نو جلانے کو
زرِ رحمت لٹانے کو
مرے سرکار آئے ہیں — مرے سرکار آئے ہیں

....

اجالا نور کا پھیلا — منور ہو گئی دنیا
رسالت کا چمن مہکا — نبی کے حسن کا چرچا
تباہی سے بچانے کو
نیا گلشن سجانے کو
مرے سرکار آئے ہیں — مرے سرکار آئے ہیں

....

کرم کا آسرا چمکا — طلب نے راستہ پایا
عنایت دل کو راحت دے — دلِ غمگیں کو فرحت دے
دیا غم کا بجھانے کو
رہِ حق پر چلانے کو
مرے سرکار آئے ہیں — مرے سرکار آئے ہیں

....

تکبر جہل کا ٹوٹا — نشہ باطل کا خوں رویا
نہ مایوسی رہی باقی — یقیں کی شمع جل اٹھی
ہر اک مژدہ سنانے کو
زرِ گوہر لٹانے کو
مرے سرکار آئے ہیں — مرے سرکار آئے ہیں

سید شمیم احمد گوہر مصباحی، الہ آباد

سفرِ آخرت

فقیہِ عصر ایک علمی شخصیت

مفتی محمد ذاکر حسین اشرفی جامعی

محقق مسائل شرعیہ، فقیہ عصر حضرت علامہ مفتی آل مصطفیٰ اشرفی مصباحی ایک بلند پایہ مدرس، دوراندیش مفکر، وسیع النظر ادیب، قرطاس وقلم کے شاہ کار اور حالات شناس مدبر ودانشور تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علوم عقلیہ ونقلیہ میں غیر معمولی لیاقت وقابلیت سے نوازا تھا۔ خواہ وہ تحقیقی میدان ہو یا فقہی مجالس ہر محاذ پر آپ کے تبحر علمی اور فنی بصیرت کا لوہا مانا جاتا ہے۔ آپ کی قلمی سرگرمیوں نے ایک درجن سے زائد کتابیں تخلیق کیں۔ آپ کے ذریعے تقریباً دو سو مقالات ومضامین جو خالص علمی وادبی نوعیت کے ہیں، معرض وجود میں آئے، جن میں اکثر ایسے مقالات ہیں جو برصغیر کے مستند علما کے مابین سیمیناروں میں پڑھے گئے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ آپ نے متعدّد کتب پر وقیع تعلیقات وتقاریظ، مقدمات وتاثرات اور تحشیہ وتبصرہ لکھ کر ارباب علم وفضل سے خراج تحسین حاصل کیا۔

مفتی صاحب کی فقہی مہارت کا ایک زمانہ معترف ہے۔ آپ کے نوک قلم نے قرآن واحادیث اور اجماع وقیاس کی روشنی میں سیکڑوں نت نئے مسائل کا حل کیا ہے۔ فتاویٰ نویسی میں فقیہ عصر کی احتیاط پسندی قابل تحسین ہوتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جماعت اہل سنت کا مشہور رسالہ جام نور کے مستقل کالم ”شرعی عدالت“ میں عرصۂ دراز تک آپ کے فتاویٰ شائع ہوتے رہے۔

فقیہ عصر بہ حیثیت مناظر:

جہاں ماہر علم وادب اور قلمی محاسن کے جامع تھے وہیں ایک متکلّم مسکت اور کامیاب مناظر بھی تھے۔ آپ نے احقاق حق وابطال باطل کے لئے فرقہائے باطلہ سے متعدّد دفعہ بحث ومباحثہ اور مناظرہ ومکالمہ فرمایا، جس کے ذریعے سیکڑوں متزلزل اعتقاد لوگوں میں راسخ الاعتقادی پیدا ہوئی اور درجنوں گم گشتگانِ راہ کو ہدایت نصیب ہوئی۔

ایک مرتبہ شام پور، رائے گنج ضلع اتردیناج پور میں سنی ، دیوبندی اختلافات سے متعلق ایک مناظرہ ہوا، جس میں اہل سنت کی طرف سے مفتی مطیع الرحمٰن اور دیوبندیوں کی جانب سے مولوی طاہر گیاوی مدعو کیے گئے۔ اس میں فقیہ عصر علیہ الرحمہ معاون کی حیثیت سے شریک مناظرہ تھے۔ بفضلہ تعالیٰ اس مناظرہ میں اہل سنت کو فتح عظیم حاصل ہوئی اور دیوبندیوں کو شکست فاش سے دوچار ہونا پڑا۔

اسی طرح جب 2005ء میں ملک پور ہاٹ ضلع کٹیہار میں دیوبندیوں کی مشہور کتاب تحذیر الناس کی کفری عبارات کے رد میں مناظر اہل سنت مفتی مطیع الرحمن صاحب کا دیوبندی مناظر مولوی طاہر گیاوی سے سامنا ہوا تو اس میں بھی مفتی آل مصطفیٰ مصباحی بہ طور معاون مدعو کیے گئے تھے۔ جاء الحق وزھق الباطل کے مصداق اس مناظرہ میں بھی اہل حق کو کامیابی نصیب ہوئی اور دیوبندی کی جگ ہنسائی کا ایک عالم نے تماشا دیکھا۔

حضرت فقیہ عصر علیہ الرحمہ نے بہ حیثیت مناظر بنگال کے دو مزید مناظرہ میں شرکت فرمائی لیکن دونوں دفعہ دیوبندی مکتبہ فکر کے ٹھیکیداروں نے راہ فرار اختیار کرنے میں ہی عافیت سمجھی۔ بہ وقت مناظرہ آپ اسٹیج پر تشریف لائے اور حق وباطل کو دنیا کے سامنے آفتاب نصف النہار کردیا۔

فقیہ عصر علمائے معاصرین کی نظر میں:

حضرت فقیہِ عصر کے تفقہ فی المسائل اور تصلب فی الدین کا نقطۂ عروج یہ ہے کہ تمام سلاسل کے علما ومشائخ آپ کو محبوب نظر اور منظور کرم رکھتے تھے۔ سلسلۂ رضویہ کے یکتائے روزگار عالم دین اور علوم اعلیٰ حضرت کے سچے جانشین حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں قادری ازہری نوراللہ مرقدہ آپ پر بے انتہا شفقت فرماتے تھے اور جب بھی ان کے محبوب ادارہ جامعۃ الرضا میں فقہی سیمینار منعقد ہوتا آپ کو ضرور مدعو کرتے تھے۔

خادم التدریس والافتا، مخدوم اشرف مشن، پنڈوہ شریف، مالدہ، (مغربی بنگال)

تعزیتی مکتوب سے پتہ چلتا ہے کہ مشایخ بدایوں کے ساتھ بھی آپ کے گہرے مراسم تھے۔ چناں چہ خانقاہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف کے صاحب سجادہ حضرت علامہ عبدالغنی محمد عطیف قادری اپنے تعزیتی مکتوب میں فرماتے ہیں: خانقاہ عالیہ قادریہ، بدایوں شریف سے آپ (فقیہ عصر) کے گہرے اور مخلصانہ مراسم و تعلقات تھے۔ خانقاہ کی دینی اور علمی سرگرمیوں سے ہمیشہ آپ اپنے کو باخبر رکھتے اور یہاں کے پیش قدمیوں پر خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے۔ مختلف مواقع پر جب بھی آپ کو یاد کیا جاتا آپ خانقاہ تشریف لاتے اور یہاں کی دینی، علمی اور اشاعتی پیش رفت پر اپنے اطمینان کا اظہار کرتے اور مفید مشورے بھی دیتے۔ برادر مکرم شہید بغداد حضرت مولانا شیخ اسید الحق محمد عاصم قادری محدث بدایونی قدس سرہٗ اور ناچیز سے آپ کے دوستانہ مراسم تھے۔ والد گرامی تاجدار اہل سنت حضرت اقدس الشیخ عبدالحمید محمد سالم قادری قدس سرہٗ سے آپ کو بڑی عقیدت اور والہانہ وابستگی تھی۔

آپ علیہ الرحمۃ پر مشایخ مارہرہ کی نوازشات و عنایات بھی خوب تھیں، خصوصا سید امین میاں، اشرف ملت اور سید نجیب حیدر صاحبان سے آپ کے دیرینہ مراسم تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل مارہرہ کھلے دلوں سے مفتی صاحب کی فقاہت و علمیت کا اعتراف کرتے ہوئے انھیں قدر کی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔

سرزمین کچھوچھہ سے مفتی صاحب کا علمی اور روحانی رشتہ تھا جس کے باعث انھیں وہاں سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔ دیار اشرف کے تمام تر علما و مشایخ آپ کے فقہی رسوخ کا اعتراف کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی حضور قائد ملت علامہ سید محمود اشرف کی سرپرستی میں وہاں فقہی سیمینار ہوتا، آپ کو بصد اعزاز بلا کر اس کی اہم ذمہ داریاں سونپی جاتی تھیں۔ مزید برآں یہ کہ آپ کو سالانہ امتحان کے موقع پر تقریباً ہر سال مدعو کیا جاتا اور جامع اشرف کی علمی اور ادبی سرگرمیوں سے متعلق آپ کی آرا بھی لی جاتی تھیں۔

حضرت شیخ الاسلام علامہ مدنی میاں بھی مفتی صاحب پر خصوصی الطاف و اکرام فرماتے تھے۔ فقیہ عصر جب بھی کچھوچھہ جاتے شیخ الاسلام سے ضرور شرف ملاقات حاصل کرتے۔ دوران ملاقات فقہی امور پر کافی دیر تک دونوں میں تبادلہ خیال ہوتا تھا۔ مفتی آل مصطفیٰ مصباحی کی علمی عظمت کو حضرت مدنی میاں نے بہ وقت تعزیت کیا ہی خوب صورت پیرائے میں رقم کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: فقیہ عصر مسند افتا اور درس و تدریس کی ایک معتبر ذات تھی۔ موصوف ہمارے معتبر اور معتمد مفتی تھے۔ خانوادہ اشرفیہ کے ساتھ علمی و روحانی تعلقات تھے۔

شہزادۂ اشرف الاولیا حضرت علامہ سید شاہ جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی بھی مفتی صاحب پر کمال شفقت و عنایت فرماتے تھے۔ میرا مشاہدہ ہے کہ حضور اخی سراج آئینہ ہند کے عرس میں جب بھی فقیہ عصر کی آمد ہوتی حضور قادری میاں نماز عید الفطر سے قبل آپ ہی سے خطاب کرواتے اور سراج المجتبیٰ دارالحفظ کے پروگرام میں شروع سے اخیر تک اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ حتی کہ جب دن میں مریدین و متعلقین کا ازدحام تھم جاتا تو حضور قادری میاں آپ کو بلا کر شرعی مسائل پر گھنٹوں تبادلہ خیال کرتے تھے۔

مفتی صاحب علیہ الرحمۃ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے قابل فخر فرزندوں میں سے ایک ہیں، یہی وجہ ہے کہ وہاں کے اکثر علما، فضلا اور منتظمین سے آپ کے تعلقات تھے۔ آپ ازہر ہند کے ہر فقہی سیمینار میں شرکت فرماتے اور حل طلب مسائل پر اپنی آرا رکھتے تھے۔ فقیہ عصر سیمینار کے مباحثہ میں پوری دل جمعی کے ساتھ حصہ لیتے تھے اور بسا اوقات آپ کی علمی نوک جھونک طلبا سمیت ہر ایک کو محظوظ کر جاتی تھی۔

علاوہ ازیں مفتی عبید الرحمن رشیدی، مفتی مطیع الرحمٰن، رئیس القلم حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی، حضرت علامہ عبدالمبین نعمانی، حضرت علامہ ممتاز مصباحی، ڈاکٹر شکیل احمد اعظمی اور ڈاکٹر عاصم اعظمی، جیسے سیکڑوں فقہاے معاصرین و دانشوران کی نظر میں بھی آپ کی علمی و فقہی مہارت مسلم الثبوت تھی۔

فقیہ عصر علیہ الرحمۃ نے تیس سال سے زائد عرصہ تک علم و ادب اور دین و شریعت کی خدمات انجام دیں اور بالآخر آفاق علم و حکمت پر جگمگانے والا یہ ستارہ 10 جنوری 2022ء کو ہمیشہ کے لیے روپوش ہو گیا۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون)

ہر چند کہ مفتی صاحب اب ہمارے درمیان نہ رہے لیکن ان کی علمی و فقہی خدمات کے تابندہ نقوش ان کو زندۂ جاوید رکھنے کے لیے کافی و وافی ہیں۔ *****

حضرت مفتی آل مصطفیٰ کے وصال پر تعزیت نامہ

بخدمت اقدس عظیم المرتبت رفیع الشان حضور سرپرست اعلیٰ مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ — سلام و تحیت

انتہائی غم و اندوہ میں ڈوبی ہوئی خبر موصول ہوئی کہ مجلس شرعی کے اہم رکن محقق عصر، مایہ ناز متکلّم اور فقید المثال فقیہ و مفتی حضرت علامہ آل مصطفیٰ اشرفی مصباحی علیہ الرحمہ کا وصال پرملال ہو گیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ؛ للہ ما أخذ ولہ ما أعطی وکل شیء عندہ بأجل مسمی۔

حضرت مفتی صاحب موصوف بڑے خلیق، ملنسار اور اصاغر نواز تھے، درس و تدریس کے ساتھ فقہ و افتا سے انھیں خاص شغف تھا، مجلس شرعی کے سیمیناروں کے لیے تحقیقی مقالات تیار کرنا اور پوری ذمہ داری و خوش اسلوبی کے ساتھ بحثوں میں شریک ہونا ان کا امتیازی وصف تھا۔

اُن کی رحلت سے جہاں جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی ایک عظیم مدرس اور معتمد مفتی سے محروم ہو گیا، وہیں مجلس شرعی، مبارک پور نے بھی اپنا ایک اہم رکن، مایہ ناز متکلّم و باحث کھو دیا۔ ان کے وصال فرمانے سے علما، طلبہ اور عوام الناس سبھی غم زدہ ہیں۔ اس مشکل گھڑی میں ہم بھی آپ اور ارکان مجلس شرعی کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ خداے غافر و قدیر حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند کرے، پس ماندگان اور لواحقین کو صبر و شکر کی توفیق بخشے اور مجلس شرعی مبارک پور کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین۔

جامعہ عربیہ انوار القرآن، بلرام پور میں قرآن خوانی ہوئی، تعزیتی میٹنگ میں علما و اساتذۂ جامعہ نے دکھ کا اظہار کیا پھر مفتی صاحب موصوف کی روح کو ایصال ثواب کیا گیا۔ بعدہ تعطیل کر دی گئی۔

شریکِ غم: محمد مسیح احمد قادری مصباحی

پرنسپل و شیخ الحدیث جامعہ عربیہ انوار القرآن، بلرام پور

پیغام تعزیت

بر شہادت مولانا حافظ و قاری ریاض الدین اشرفی علیہ الرحمۃ

16؍ جنوری 2022ء بروز یکشنبہ بوقت صبح مطابق 12؍ جمادی الآخرہ 1443ھ مشہور قاری قرآن اور نعت خواں مولانا حافظ قاری ریاض الدین اشرفی راجستھانی، لندن (برطانیہ) کے قریب ایک کار حادثے میں شہید ہو گئے۔

سب سے پہلے اس حادثے کی خبر عزیزی مولانا محمد شریف نجمی اسلام پوری نے دی اور قراءتِ قرآن کی آواز بھی سنائی، میں ان کی قراءت سن کر دنگ رہ گیا کہ اتنے اچھے قاری ہندوستان میں تھے جو آج ہم سے رخصت ہو گئے ان کا پڑھا ہوا نعتیہ کلام بھی سنایا۔ کیا مدھ بھری اور موثر آواز ہے جو شعر بھی ان کی آواز میں سنیے دلوں میں اثر کرتا چلا جاتا ہے۔

اس کے بعد عمدۃ القرا جناب حافظ قاری مبارک حسین رضوی (گجرات) نے بھی ان کے بارے میں نہایت درد بھرے انداز میں فرمایا کہ حضرت قاری ریاض الدین صاحب کے چلے جانے سے ایسا لگتا ہے جیسے ہم لوگ یتیم ہو گئے۔ آپ فنی کمال کے بھی مالک تھے اور لہجے میں بھی منفرد تھے، آپ پڑھتے تو ایسا لگتا تھا کہ عرب کا کوئی بہترین قاری تلاوتِ قرآن کر رہا ہے، قاری صاحب مرحوم جماعت اہل سنّت کا وقار تھے، آپ نعتِ پاک پڑھتے تو سننے والا اشک بار ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا۔ آج انٹرنیٹ کی دنیا میں ان کی دونوں طرح کی آوازوں کو محفوظ کر دیا گیا ہے جس کے طفیل ہم آج بھی ان کے انداز و آواز سے محظوظ ہو رہے ہیں، عزیزی مولانا عارف رضا نعمانی (جامعہ البرکات، علی گڑھ) نے بتایا کہ ایک بار علی گڑھ آئے اور مسلم یونیورسٹی کے کینیڈی ہال میں تلاوت قرآن سنائی اور نعتیہ کلام بھی پیش کیا تو سارا مجمع عش عش کر اُٹھا، اور کہا قاری صاحب بڑے بااخلاق اور ملنسار طبیعت کے مالک تھے۔

تیرِ قضا نے ہمارے درمیان سے ایسے قاری اور نعت خواں کو چھین لیا، ربِ کائنات ہمیں ان کا نعم البدل عطا فرمائے، پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے۔

یہ جان کر بڑی مسرت ہوئی کہ قاری صاحب مرحوم اپنے پروگرامات میں سودے بازی سے گریز کرتے تھے۔ اس زمانے میں یہ اخلاص، یہ دین داری اور للّٰہیت بہت ہی کم دیکھنے کو ملتی ہے، قاری صاحب کا یہ عمل ہمارے لیے ایک بہترین نمونہ ہے۔

قاری ریاض الدین اشرفی مرحوم تحریک سنی دعوت اسلامی سے وابستہ تھے، مولانا محمد شاکر علی نوری اور مفکر اسلام مولانا قمر الزماں اعظمی مصباحی سے زیادہ تعلق رکھتے تھے، اس لیے میں ان دونوں حضرات کی خدمت میں تعزیت و تسلی کے کلمات پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

اللہ عزوجل قاری صاحب موصوف کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور پسماندگان کی کفالت کے غیب سے اسباب فراہم کرے، فرزند اور اُن کے برادر مولانا محمد طارق نجمی کو ان کا سچا جانشین بنائے۔ آمین۔

تجوید و قراءت سے غفلت کے اس دور میں واقعی قاری ریاض الدین اشرفی کی شخصیت بڑی اہم تھی۔ آپ کے کارنامے اور تجوید و قراءت

کے میدان میں آپ کی مساعی جمیلہ ہماری نوجوان نسل کے لیے بڑی عبرت آموز ہیں۔ ہمارے دینی مدارس کو بھی چاہیے کہ اس خاص فن میں طلبہ کی صحیح تعلیم و تربیت پر بھرپور توجہ دیں۔ کہ یہ دین کی اہم ضرورت بھی ہے اور حضرت قاری صاحب مرحوم کو بہترین ایصال ثواب بھی۔

عرض گزار و سوگوار: **محمد عبدالمبین نعمانی قادری**

المجمع الاسلامی، مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی) 276401

آہ! قاری محمد ریاض الدین اشرفی

ممتاز نعت خواں، خوش الحان قاری قرآن، بہت اچھے اور ہنس مکھ انسان محب گرامی حضرت حافظ و قاری ریاض الدین اشرفی (مبلغ سنی دعوت اسلامی) آج (12 جمادی الآخرہ 1443ھ مطابق 16 جنوری 2022ء) برطانیہ میں ایک روڈ ایکسیڈینٹ میں انتقال کر گئے، إنا للہ وإنا إلیہ راجعون وہ لندن سے پروگرام کر کے مانچسٹر جا رہے تھے کہ ان کی کار بھیانک حادثے کا شکار ہوگئی، جب سے یہ خبر سنی ہے دل کی دنیا زیر و زبر ہے، بڑا دکھ ہوا، یہ لمحہ جدائی کافی صبر آزما اور مشکل ہے، ایک لمبا وقت ان کی رفاقت میں گزرا ہے، وہ خوش طبعی، مزاج پرسی کا انوکھا انداز، تلاوت قرآن پاک کا منفرد لہجہ اور نعت مصطفی سنانے کا دل پذیر سلیقہ آج بہت یاد آرہا ہے، اللہ عزوجل نے انھیں مشکل سے مشکل حالات میں بھی بیدار ذہن کے ساتھ سوچنے اور ہر مشکل گھڑی میں ثابت قدم رہنے کا ملکہ عطا فرمایا تھا، انھوں نے کئی صبر آزما اور پریشان کن حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا تھا اور کامیاب ہوئے تھے، تراویح سنانے کئی بار برطانیہ کا سفر کیا تھا، ملک و بیرون ملک ان کے نعتیہ پروگرام ہوتے تھے، کئی بار مفکر اسلام علامہ قمر الزماں اعظمی اور مولانا محمد شاکر نوری (امیر سنی دعوت اسلامی، ممبئی) کے ہمراہ اشرفیہ مبارک پور بھی ان کا آنا ہوا تھا، برطانیہ کا یہ سفر بھی نعت خوانی کے سلسلے میں تھا، وہ عالمی تحریک سنی دعوت اسلامی کے سرگرم رکن تھے اور امیر سنی دعوت اسلامی کے معتمد بھی۔ ہمہ دم خوش و خرم رہنے والا، عشق رسول میں ڈوب کر نعتیں سنانے والا، اور کیسے مزاج ہیں؟ جیسے جملے سے لوگوں کو متوجہ کرنے والا ایک اچھا انسان، ایک اچھا دوست آج ہم سے جدا ہوگیا، اللہ عزوجل ان کی مغفرت فرمائے، انھیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے آمین ثم آمین۔ غم زدہ: **توفیق احسن برکاتی**

جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

معمارِ ملت حضرت مولانا شبیہ القادری علیہ الرحمۃ کا وصال

حضرت مولانا شبیہ القادری کا پٹنہ میں اتوار کی شب سوا دس بجے 26 جمادی الاخریٰ 1443ھ/30 جنوری 2022ء اندرا گاندھی انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز میں وصال ہو گیا، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کئی دن سے یہاں سخت نگہداشت میں زیر علاج تھے۔ آپ کا جسدِ خاکی پیر کی صبح پٹنہ سے سیوان لے جایا گیا۔ جہاں منگل کو 2/ بجے دن میں ہلدیاں موڑ سے پورب دربار باغیچہ سیوان میں ان کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔ اور تدفین غوث الوریٰ عربی کالج مخدوم سرائے کے احاطے میں ہوئی۔ واضح رہے کہ حضرت علیہ الرحمۃ اس ادارے کے بانی اور سربراہِ اعلیٰ تھے۔

آپ کا نام محمد مطلوب عالم تھا، آپ کی ولادت بہار کی مردم خیز بستی پوکھریرا، ضلع سیتامڑھی کے ایک خوش حال خاندان میں ہوئی۔ آپ کی عمر تقریباً 87 برس تھی، پسماندگان میں اہلیہ محترمہ، ایک فرزند ارجمند اور ایک دختر نیک اختر ہیں۔

آپ کی تعلیم آبائی گاؤں کے مدرسہ نور الہدیٰ میں ہوئی، اعلیٰ تعلیم کے لیے آپ دار العلوم المشرقیہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ میں تشریف لے گئے، آپ نے اپنی عملی زندگی کا آغاز ہائی اسکول میں اردو فارسی کے ہیڈ مولوی کی حیثیت سے کیا۔ آپ نے اپنے طویل قیام کی وجہ سے سیوان کو اپنا وطن ثانی بنا لیا، سیوان، چھپرہ اور گوپال گنج وغیرہ میں اہم دینی اور ملی خدمات انجام دیں اور کثیر تعداد میں مدارس کے قیام میں کلیدی کردار ادا کیا۔ موصوف نے اپنے پیچھے ہزاروں شاگرد اور متعدد علمی اور اصلاحی کتابیں یادگار چھوڑیں۔

بزرگ فاضل جلیل انتہائی محتاط اور دور اندیش قائد و رہنما تھے۔ نیک سیرت اور بلند اخلاق تھے، طلبہ کی تربیت میں اعلیٰ عملی ذوق رکھتے تھے، اداروں کی تعمیر و ترقی کے لیے ہمہ وقت مصروف رہتے تھے۔ آپ اردو، عربی اور فارسی میں درک رکھتے تھے۔ آپ مصنف بھی تھے اور بلند فکر شاعر بھی۔

آپ کے وصال پر ملک و ملت کی اہم شخصیات نے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔ خود ہم نے بھی ان کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب کیا۔

دعا ہے مولا تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے طفیل ان کی مغفرت فرمائے اور شریکِ حیات، اولاد امجاد اور دیگر تمام وابستگان کو صبر و شکر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ تفصیل بعد میں ان شاء اللہ۔

شریکِ غم: **مبارک حسین مصباحی عفی عنہ**

صدائے بازگشت

ڈاکٹر شیخ سید شمیم گوہر کا مکتوب گرامی

رفیقِ گراں قدر، حضرت گرامی۔ مولانا مبارک حسین صاحب قبلہ مصباحی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاجِ گرامی!- عرض ہے کہ نومبر دسمبر 2021ء کے شمارے نہیں مل پائے محبوبِ ملت نے خاص توجہ نہیں فرمائی۔

دو تازہ مگر انتہائی معمولی کلام خدمت میں ارسال کرتا ہوں، اگر گوارا و قبول ہو تو شائع کریں گے، مسرت ہوگی۔

حاضرین بزم کی خدمت سلام و نیاز کہیے۔

طالبِ خیر- **سید شمیم احمد گوہرؔ** (الہ آباد)

منظور ہے گزارشِ احوالِ واقعی

نازشِ صحافت فخرِ جماعت مفکرِ اسلام حضرت علامہ مولانا مبارک حسین مدیرِ اعلیٰ ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور دام فیوضہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہمارے محبوب یعنی محبوب عزیزی منیجر ماہ نامہ اشرفیہ نے بیک وقت تین شمارے ترسیل فرمائے، اکتوبر، نومبر، دسمبر 2021ء۔ دل و جان کو جو انبساط و شادمانی حاصل ہوئی، اس کے بیان سے زبان عاجز اور قلم درماندہ ہے۔ لاک ڈاؤن کیا ہوا کہ مسلسل ڈھائی برس سے تشنہ لبی کا شکار رہ، ایک شمارہ بھی بھولے بھٹکے سے ہاتھ نہ آسکا۔ 22 سال سے خریدار و قاری ہوں، اس کے بغیر صبح و شام اجیرن ہو گئے، قلب و روح کی دنیا ویران رہی۔

یہ شمارے ہم دست کیا ہوئے کہ زندگی کی بنجر زمین سرسبز و شاداب و لالہ زار بن گئی، اکتوبر کا شمارہ عالمی شہرت یافتہ جید عالمِ دین، عظیم مبلغِ اسلام اور صاحبِ تصانیفِ کثیرہ مولانا بدر القادری علیہ رحمۃ الباری کے حوالے سے اداریہ بڑا پرسوز، اندوہ آگیں اور حضرت موصوف کی حیات سراپا حسن شعار کی جملہ جہات اور پہلوؤں کو محیط ہے۔ میں جب 1991ء/1992ء کے دوران مدرسہ عربیہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ مئو میں زیر تعلیم تھا، جبھی سے ان کی دید و ملاقات اور ان کی پرکشش، دل آویز اور بلند و باوقار شخصیت سے متاثر و مانوس تھا۔ ان کی شہرہ آفاق تصنیف ”اسلام اور امنِ عالم“ تو اس پایہ کی ہے کہ اغیار کی پوری ٹولی میں اس کی مثال نہیں، ملک سے بیرون ملک تک ان کی خدمات و مساعی کا دائرہ تو بحرِ ہند، بحر الکاہل اور بحرِ اوقیانوس کی وسعتوں سے زیادہ ہے۔ مجھ جیسا نیم خواندہ اگر کچھ کہے تو سورج کو چراغ دکھانے کی مانند ہوگا۔ اللہ جل مجدہ ان کی تربتِ انور کا اجالا بڑھائے اور ابرِ نیساں برسائے۔ نومبر کے شمارے کا اداریہ بھی اپنی افادیت و معنویت اور ضرورت کے تناظر میں خوب سے خوب تر ہے۔ دیگر مشمولات میں ”ہر شے اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے“ حضرت مولانا حبیب اللہ بیگ ازہری استاذ الجامعۃ الاشرفیہ کی وہ علمی و تحقیقی اور فکری و ذہنی موشگافی جلوؤں کا نظارا ہے جو بس انھی جیسے حضرات کا حصہ ہو سکتا ہے، وہ بھلا اس طرح کی تحریر کے اہل کیوں نہ ہوں، وہ جہاں مصباحیت کے علمی خزانہ سے مالا مال ہیں، وہیں ازہریت کی دولتِ گراں قدر سے بھی مزین ہیں۔ مولانا بدر الدنیٰ مصباحی کی بھی اچھی کاوش ہے۔ ”حضرت سری سقطی احوال و آثار“ نیا و معلوماتی لگا۔ ”نور کے ساغر میں حمد و مناجات کی تابشیں“ حضرت سید نور صاحب قبلہ مدظلہ النورانی کی شاعرانہ عظمت و بلندی اور خصائص و امتیازات نیز تہ در تہ نظمی کمالات اور خوبیوں کو آپ نے جس طرح ظاہر و باہر کیا ہے، اور ایک گم گشتہ صاحبِ شعر و سخن سے قارئین باتمکین کو روشناس کرایا ہے، بجا طور پر آپ لائقِ تبریک و تحسین ہیں۔ فجزاک اللہ خیر الجزاء۔

دسمبر کے شمارے کا اداریہ معلومات و مواد، حقائق و واقعات نیز واردات و پیغامات کے آئینے میں خاصے کی چیز ہے۔ دیگر سفراء قلم میں مولانا نبیل عبد الرحمٰن مصباحی، ریاض فردوسی اور سید صابر حسین شاہ بخاری قادری اپنے مقالات لیے کھلتے مہکتے نظر آئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ میری ڈھائی دہائی کا یہ مصاحب و ہم نشیں اور ایشیائی سطح پر مشہور و قابل ذکر ”اورینٹل پبلک لائبریری خدابخش خاں پٹنہ کے لوگو“ ندیم من کتاب مرا“ کے عین مصداق ”ماہ نامہ اشرفیہ“ مبارک پور نے 22 نومبر 2021ء کو تشریف ارزانی فرما کر میری تنہائی اور اکیلے پن کو

یکسر کافور کر دیا اور میرے شب و روز کے دھندلے کو نور نور کر دیا۔

آپ کا— **خواجہ ساجد عالم لطیفی مصباحی**۔ خانقاہ لطیفیہ، رحمٰن پور

ماہ نامہ اشرفیہ الجامعۃ الاشرفیہ کا صحیح معنوں میں دینی علمی اور فکری ترجمان ہے

بملاحظہ گرامی محبی مخلصی مولانا مبارک حسین مصباحی صاحب زید مجدہ۔۔۔۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ماشاءاللہ آپ صرف نام کے "مبارک" نہیں ہیں بلکہ اسم بامسمی ہیں اور حسن اتفاق کہ آپ "مبارک پور" جیسے مردم خیز خطۂ ارضی پر قیام پزیر ہو کر جہاد کے محاذ پر فتوحات کے جھنڈے گاڑتے ہوئے "راہ ورسم منزل ہا" کی جانب بڑھتے جا رہے ہیں۔ عزیزی مہتاب پیامی نے ماہ "نامہ اشرفیہ" کے چند شماروں کی پی ڈی ایف فائلیں بھیجی ہیں، یہ سب فردوس نظر ہوئیں تو واللہ! آپ کے لیے دل سے دعائیں نکلیں، آپ نہایت محبت وعقیدت سے "اشرفیہ" کی ترتیب وتہذیب فرماتے ہیں اس پر اس کا صفحہ صفحہ اور سطر سطر شاہد وناطق ہے۔ ماشاءاللہ ہر شمارہ ایک سے ایک بڑھ کر ہے۔ صوروی اور معنوی ہر دو لحاظ سے عدیم النظیر اور بے مثال ہے۔ آپ کے راہوار قلم سے اداریہ مجلہ کی آن بان، شان بلکہ جان ہے۔ علما ومشائخ کے تذکار ہوں یا مشاہیر کی وفیات، کتابوں پر نقد ونظر ہو یا حالات حاضرہ پر آپ کا بے لاگ تبصرہ، یہ سب موضوعات آپ کے حسنِ انتخاب کا کرشمہ ہیں۔ فقیر کے ٹوٹے پھوٹے مضامین ومقالات اور مکتوبات کو بھی آپ نہایت فراخ دلی سے "اشرفیہ" کے صفحات پر مناسب جگہ عنایت فرماتے ہیں۔ یہ آپ کی محبت اور چاہت ہے ورنہ فقیر کس قطار وشمار میں ہے۔ من آنم کہ من دانم۔

یہ سب کچھ میرے پیارے سرکار دوعالم ﷺ کی نظر میں ہے۔

وہ کتنی سہانی گھڑی ہوگی جب حضور حافظ ملت علامہ شاہ الحاج عبدالعزیز محدث مبارک پوری رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ہند کے صوبہ یوپی کے اعظم گڑھ کے مردم خیز خطہ مبارک پور میں اہل سنت کی ایک نہایت ہی معیاری علمی درس گاہ "الجامعۃ الاشرفیہ" کے قیام کا مبارک قدم اٹھایا۔ یہاں سے فیض یافتہ علما ومشائخ دنیا بھر میں علمی، ادبی، تحقیقی، تصنیفی، تدریسی اور تبلیغی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور ماشاءاللہ انہوں نے "مصباحی" نسبت کا وقار بلند وبالا فرما کر الجامعۃ الاشرفیہ کی عظمت ورفعت کا شہرہ بام عروج تک پہنچا دیا ہے۔ زندہ باد "الجامعۃ الاشرفیہ" زندہ باد، اللھم زد فزد

ماہ نامہ "اشرفیہ" حضور حافظ ملت محدث مبارک پوری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی یاد میں نہایت کامیابی وکامرانی سے جاری وساری ہے۔ یہ "الجامعۃ الاشرفیہ" کا صحیح معنوں میں دینی، علمی اور فکری ترجمان ہے۔

اس کی سرپرستی کا شرف عزیز ملت حضرت علامہ مولانا الشاہ الحاج عبدالحفیظ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے حصے میں آیا ہے

مدیر اعلیٰ کے طور پر "علامہ مبارک حسین مصباحی" کا نام جگمگاتا ہوا نظر آتا ہے۔ محمد محبوب عزیزی اس کے مینیجر اور تزئین کار مہتاب پیامی ہیں جو ماشاءاللہ قادر الکلام شاعر بھی ہیں۔

مجلس مشاورت پر نظر ڈالیں تو اس میں مولانا محمد احمد اعظمی مصباحی، مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی، مولانا محمد ادریس بستوی مصباحی اور مولانا محمد عبدالمبین نعمانی مصباحی کے اسمائے گرامی آسمان صحافت پر ستاروں کی مانند جھلمل کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل ان سب کو ہمیشہ روشن اور توانا رکھے تاکہ ان کی علمی وروحانی روشنی سے عالم اسلام فیض یاب ہوتا رہے۔

آج آپ کو مختصر سا خط لکھنا بیٹھا تو جب لکھنا شروع کیا تو میرا خامہ لکھتے ہی چلا گیا اور الجامعۃ الاشرفیہ کی علمی وروحانی دنیا میں گم ہو کر رہ گیا۔ ماہ نامہ "اشرفیہ" کی ورق گردانی کرتے کرتے اس کی نوک قلم سے الجامعۃ الاشرفیہ کی علمی ہیبت ودبدبہ کے پیش نظر اعتراف حقیقت کے طور پر یہ چند کلمات بھی صفحۂ قرطاس پر آ ہی گئے۔ اور پھر آج کا مختصر مکتوب بے اختیاری اور غیر ارادی طور پر طوالانی اختیار کر گیا۔ بس یہ کچھ حضرت حافظ ملت محدث مبارک پوری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے روحانی تصرفات ہیں ورنہ من آنم کہ من دانم۔

سر دست ماہ نامہ الحقیقہ کے "تحفظ ختم نبوت نمبر" کی دوسری جلد کی پی ڈی ایف فائل آپ کی نذر کی جاتی ہے، قبول فرمائیں۔ تاخیر پر معذرت خواہ ہوں، ہوئی تاخیر تو کچھ باعثِ تاخیر بھی تھا۔

اگر ممکن ہو سکے تو "اشرفیہ" میں اس پر اپنا گراں قدر تبصرہ بھی فرما دیں۔ حضرت حافظ ملت محدث مبارک پوری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی بارگاہ میں ناچیز ہیچ مدان کا نیاز مندانہ سلام بھی حاضر فرما دیں۔ تمام احباب کی خدمت میں سلام۔ والسلام مع الاکرام

احقر: **سید صابر حسین شاہ بخاری** قادری غفرلہ
ادارہ فروغ افکار رضا وختم نبوت اکیڈمی برہان شریف
ضلع اٹک پنجاب پاکستان

روداد چمن

5/ جنوری 2022ء میں
اعزازی ممبری حاصل کرنے والے خوش نصیب حضرات

مولانا محمد محبوب عزیزی

اعزازی ممبران تیار کرانے والوں میں خلیفۂ عزیز ملت حضرت مولانا قاری محمد اسلام اللہ عزیزی مصباحی کا اسم گرامی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ آپ اعظم گڑھ کے رہنے والے ہیں اور عرصۂ دراز سے ممبئی کی سرزمین پر رہتے ہیں۔ وہاں آپ کے کثیر تعداد میں مریدین اور متوسلین بھی ہیں۔ اس بار آپ نے 64 اعزازی ممبران پیش فرمائے، ان کے بعد مبارک پور کے ایک نام ور فرد عالی جناب الحاج اسرار الحسن مبارک پوری، رکن جامعہ اشرفیہ قابلِ مبارک باد ہیں جنھوں نے گیارہ اعزازی ممبران پیش کیے۔ مزید چند اہلِ عقیدت اور خیر خواہ حضرات نے پیش فرمائے، ہم تمام ممبران کے شکر گزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور حضور حافظ ملت قدس سرہٗ کے فیوض و برکات سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

من جانب محمد حسین خاں عزیزی (ٹوٹل 10/ سرٹیفکیٹ)، ممبئی

(1) برائے نذر سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(2) برائے نذر ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(3) برائے نذر ام المؤمنین حضرت امِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(4) برائے نذر ام المؤمنین حضرت امِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(5) برائے نذر ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(6) برائے نذر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(7) برائے نذر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(8) برائے نذر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(9) برائے نذر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(10) برائے نذر حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(11) حاجی عبدالقادر مرحوم ولد سلیمان عزیزی، گورے گاؤں

(12) مریم حاجی عبدالقادر چوہان عزیزی، ممبئی

(13) محمد منیر عزیزی (بھدرسہ، فیض آباد)، ممبئی

(14) حاجی محمد علیم خان عزیزی ولد محمد سلیم خان، ممبئی

(15) حاجی سلیم خان سویہ حسن (رائے بریلی)، ممبئی

(16) حیات اللہ ولد محمد سلیم خان (رائے بریلی)، ممبئی

(17) صفت عزیزی زید عزیزی (کلوا)، ممبئی

(18) مصباح عزیزی دختر امتیاز عزیزی گیرج والے، ممبئی

(19) چمن بی بی کلن شیخ ہریانہ، والی چال کرلا ویسٹ، ممبئی

(20) والدہ مبارک عزیزی مقبول قاضی، دھیسر، ممبئی

(21) ذیشان عزیزی ولد جیلانی مبارک عزیزی، وڈالا، ممبئی

(22) ڈاکٹر نگار بنت حاجی نسیم عزیزی، ورلی، ممبئی

(23) فرحین عزیزی زوجہ حافظ غلام جیلانی عزیزی، ممبئی

(24) من جانب محمد نوشاد عزیزی، محمد اسحاق عزیزی

(25) من جانب محمد نوشاد عزیزی، تجمن طاہرہ عزیزی زوجہ حاجی رفیق رضوی، ممبئی

(26) من جانب حاجی وسیم عزیزی، شاہین عزیزی، ممبئی

(27) فاطمہ عزیزی بنت حاجی وسیم عزیزی، ممبئی

(28) من جانب محمد عزیز عزیزی، محمد شریف ولد محمد حسین، ممبئی

(29) رخسانہ عزیزی زوجہ مبین عزیزی، ممبئی

(30) حشمت النسا زوجہ رعب علی خان، ممبئی

(31) اسریٰ عزیزی حاجی نیاز احمد خان عزیزی، منجانب حاجی عبد الغنی خان عزیزی

(32) حاجی علاؤالدین حاجی عبدالمجید خان عزیزی، ممبئی

(33) معین الدین خان ولد حاجی عبدالمجید خان عزیزی، ممبئی

(34) مرحومہ شبنم عزیزی بنت حاجی عبدالغنی خان عزیزی، ممبئی

(35) محترمہ انوری عزیزی زوجہ زہیر شاہ، ممبئی

(36) من جانب عبدالوہاب عزیزی، رہبر عزیزی ولد رب

نواز عزیزی، ممبئی

(37)مسکان عزیزی بنت عبدالوہاب عزیزی، ممبئی

(38)سدرہ عزیزی بنت حسن عزیزی، ممبئی

(39)معلمہ صائمہ عزیزی محمد اسد اشرفی، ممبئی

(40)معلمہ نمرہ عزیزی بنت نذیر احمد عزیزی، ممبئی

(41)ثنا فیضان ملانی، ممبئی

(42)فیضان منیر ملانی، ممبئی

(43)ضحیٰ فاطمہ عزیزی محمد تابش عزیزی، ممبئی

(44)محمد فاضل عزیزی محمد شارق عزیزی، ممبئی

(45)ارم عزیزی بنت محمد شفیع خاں عزیزی، ممبئی

(46)صفیہ خان زوجہ محمد شاداب، ممبئی

(47)ڈاکٹر عابدہ خان عزیزی بنت حاجی محمد نسیم خان عزیزی، ممبئی

(48)واحدہ خان عزیزی بنت حاجی محمد نسیم خان عزیزی، ممبئی

(49)محمد ریحان شیخ عطاری عزیزی، من جانب حاجی محمد نسیم خان عزیزی، ممبئی

(50)حافظ غلام جیلانی عزیزی شہزادہ حضور ساحلِ ملت عزیزی

(51)کنیز فاطمہ عزیزی عرف شائستہ بنت حضور ساحلِ ملت عزیزی

(52)خورشیدہ بانو عزیزی محمد اقبال عزیزی، ممبئی

(53)آفرین بانو عزیزی، ظفر عزیزی شیخ صاحب، ممبئی

(54)عبدالجبار انصاری نور جہاں، ممبئی

(55)محمد انس خاں عزیزی حاجی لیاقت علی خاں عزیزی صاحب کوہ نور

(56)شبنم خان عزیزی محمد نوشاد خان عزیزی، ممبئی

(57)صدر النساء علاء الدین خاں، ممبئی

(58)صدر النسا نعیم الدین خاں، ممبئی

(59) حضرت سید محمد امین میاں ولد حضرت سید حیدر حسن میاں (احسن العلما) مارہرہ مطہرہ، ضلع ایٹہ منجانب قاری اسلام اللہ عزیزی

(60) برائے ایصال ثواب شمیم احمد مرحوم معرفت جناب ماسٹر صدر عالم صاحب جامعہ اشرفیہ۔ من جانب قاری اسلام اللہ عزیزی

(61) عالی جناب مطلوب احمد صاحب ولد نبی احمد، غریب نواز مسجد ممبئی

(62)محترمہ صدر النساء عزیزی زوجہ حضور ساحلِ ملت، ماہم

(63)حنا عزیزی بنت سلیم بھائی عزیزی، ممبئی

(64)عبدالحسن عزیزی ولد عبدالرحمٰن عزیزی، ممبئی

(65)شاہ زین ولد محمد فیصل عزیزی، مرادآباد

(66)محمد فاضل ولد محمد کامل عزیزی، مرادآباد

(67)امرت ویدا، مرادآباد

(68)عبدالحمید خاں، کانپور

(69)نادعلی حسن علی سید صاحب، وڈوڈرا، گجرات

(70)محمد ادریس صاحب معرفت مولانا ریاض الدین مصباحی، مہراج گنج

(71)انجم آرا صاحبہ معرفت رضاء المصطفیٰ، مبارک پور

(72)شمیم اختر ولد ارشاد احمد صاحب علی نگر، مبارکپور

(73)حجن سکینہ خاتون زوجہ مولانا شاکر علی، لال چوک، مبارک پور

(74)خواجہ حلیم صاحب مرحوم سابق کابینہ وزیر یوپی، علی گڑھ

(75)گوہر حبیب مرحوم ابن حاجی فیض الحسن، لال چوک، مبارک پور

(76)سرفراز احمد ابن حاجی محمد یٰسین سوداگر، پورہ صوفی، مبارک پور

(77)احمد رضا ابن حاجی محمد یٰسین سوداگر، پورہ صوفی، مبارک پور

(78)حجن زرینہ خاتون زوجہ الحاج چاند محمد مرحوم، علی نگر، مبارک پور

(79)حاجی بشیر احمد (پنجابی ٹینٹ) ابن محمد شفیع، پورہ خواجہ مبارک پور

(79)ارشد جمال ابن محمد سلمان صاحب، بنارس

(80)وثیق احمد ابن الحاج اخلاق احمد، خیرآباد

(81)حسین احمد ابن الحاج اخلاق احمد، خیرآباد

(82)صباح الدین ابن الحاج صلاح الدین، محمد آباد

مولانا مبارک حسین مصباحی

کی کتابوں پر تاثرات یا تبصرے

حضرت مولانا مبارک حسین مصباحی دام ظلہ العالی کی تصانیف اور تالیفات پر جن حضرات نے تبصرے اور تاثرات لکھے ہوں، اگر آپ کے علم میں ہوں یا آپ نے لکھے ہوں تو انھیں اولین فرصت میں بھیج دیں یا نشان دہی فرمادیں۔ کرم ہوگا۔

از: محمد رحمت اللہ مصباحی

ای میل-marufi786@gmail.com

وہاٹس ایپ نمبر:9889112992

خیروخبر

گھڑپ دیو ممبئی میں عرس حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ

سنی نئی مسجد گھڑپ دیو ممبئی میں حضرت مولانا قاری محمد شرفِ الدین قادری مصباحی آفس انچارج دفتر اشرفیہ ممبئی کی صدارت میں ایک عظیم الشان پروگرام منعقد ہوا جس میں مقتدر علماے اہل سنت و شعراے اسلام نے شرکت فرمائی اور پروگرام کو کامیاب کیا۔

شرکاے عرس حافظ ملت میں حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی شیخ الادب جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ حضور حافظ ملت ایک بہترین انسان اور مومنِ کامل تھے آپ اخلاق و اخلاص کے پیکر تھے اور آپ کی کرامت بیان کرتے ہوئے فرمایا آپ بخاری شریف کی دونوں جلدیں ایک ہی سال میں مکمل پڑھا دیتے تھے۔ یہ تو آپ کی کرامت تھی کہ بہت ساری مصروفیات کے باوجود دونوں جلدیں مستقل مزاجی کے ساتھ پڑھایا کرتے، اور حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ فرماتے تھے میرے ادارے کا ناکارہ بھی کارآمد ہوتا ہے۔

حضور حافظ ملت کے تلامذہ میں حضرت مولانا قاری نور الہدیٰ اشرفی مصباحی نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ حضور حافظ ملت نے جامعہ کو اپنے خونِ جگر سے سینچا ہے آپ کے تلامذہ نے پوری دنیا میں دینِ متین کی ترویج و اشاعت میں عظیم کارنامہ انجام دیا ہے۔

مفتیِ مہاراشٹر خلیفۂ حضور عزیز ملت حضرت علامہ مفتی نعیم اختر رضوی مصباحی نے فرمایا حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ صبر و تحمل کے جبلِ استقامت تھے آپ فرماتے تھے: زمین کے اوپر کام زمین کے نیچے آرام، اتفاق زندگی ہے اختلاف موت ہے۔

پھر حضرت مولانا عبد الرب مصباحی نے حضور حافظ ملت کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ خلوص و للّٰہیت کے پیکر تھے آپ علیہ الرحمہ نے اپنی ذات کے لیے کچھ نہیں کیا جو کچھ کیا اللہ و رسول کی رضا کے لیے کیا۔

مہمان خصوصی کی حیثیت سے شاگرد حضور عزیز ملت حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عرفان الرضا مصباحی نے شرکت فرمائی جنہوں نے حضور عزیز ملت دام ظلہ العالی سے 1978ء میں قلیوبی پڑھی ہے۔

جب کہ حضرت مولانا اقبال احمد گورکھپوری و حافظ شبنم بستوی و محمد حمیس عزیزی و فرحان اشرفی نے نعت و منقبت پیش فرما کر محفل میں جان پیدا کر دی۔

حافظ صغیر صاحب نے سلام پڑھایا بعدہ قل شریف پڑھا گیا اور مفتی نعیم اختر صاحب کی رقت انگیز دعا ہوئی، محفل کے صدر خلیفۂ حضور عزیز ملت حضرت مولانا قاری محمد شرف الدین قادری مصباحی نے کہا کہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے نماز تہجد کبھی نہیں چھوڑی چاہے سفر ہو یا حضر اور قرآن پاک سے ایسا لگاؤ تھا کہ 6 گھنٹے پورا قرآن نماز کی حالت میں پڑھ دیا اور تمام مہمانوں کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا۔

عزیزی برادران کی طرف سے علماے اہل سنت کو شال پوشی کی گئی اور لنگرِ عزیزی کا اہتمام بھی کیا گیا۔

قاری واجد علی استاذ سنی دار العلوم محمدیہ، مولانا نور الاسلام اشرفی سنی دار العلوم محمدیہ، مولانا علی احمد کیف ٹاور، مولانا اکبر علی وڈالا، مولانا سعد علی وڈالا، حافظ نور الہدیٰ اشرفی، محمد اسرائیل عزیزی، عالی جناب شیخ نور محمد عزیزی، محمد یعقوب عزیزی، حاجی منیر احمد اور عرفان عزیزی کے علاوہ ایک بڑی تعداد میں لوگوں نے شرکت فرما کر پروگرام کو کامیاب بنایا اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے فیوض و برکات سے مالامال فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

از: منیجر آفس گھڑپ دیو، ممبئی

گلبرگہ میں عرس حضور حافظ ملت

گلبرگہ-6 جنوری 2022ء بروز جمعرات دار العلوم رضاے مصطفیٰ برکاتی ہال امام احمد رضا کالونی میں عرس حضور حافظ ملت علامہ عبد العزیز محدث مراد آبادی ثم مبارک پوری علیہ الرحمہ بڑے ہی عقیدت

ومحبت کے ساتھ منایا گیا، عرس میں دار العلوم رضائے مصطفیٰ کے اساتذۂ کرام اور طلبائے عظام نے شرکت کی، محفل کا آغاز مولوی محمد مجاہد رضا مصطفوی نے اپنے مخصوص لب ولہجے میں تلاوت قرآن مجید سے شروع کیا۔ مولوی محمد شہباز نوری مصطفوی نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ اور شانِ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ میں نعت ومنقبت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد مدرسہ کے ناظمِ تعلیمات مولانا محمد جاوید اختر مصباحی نے تعلیمات حضور حضور حافظِ ملت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ حضور حافظِ ملت علیہ الرحمہ کی زندگی ہم سب کے لیے ایک نمونۂ عمل ہے۔ اس کے بعد حضرت مولانا محمد انور جنیدی مصباحی نے مختصر وقت میں بارگاہِ حضور حافظِ ملت میں خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا۔

یہ کون اٹھا ہند شمالی کی زمیں سے
علم اور حقائق کی سنبھالے ہوئے قندیل

آج ہمارے محسنِ اعظم قائدِ اہلِ سنت حضور جلالۃ العلم حافظِ ملت علامہ عبد العزیز محدث مراد آبادی علیہ الرحمہ کی 47/ ویں تقریب میں جمع ہیں۔ حافظِ ملت کی 84 سالہ زندگی پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو آپ کی ذات بابرکت ہر شعبہ میں ہمیں نمایاں نظر آتی ہے، اس لیے ہم سب کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم حضور حافظِ ملت علیہ الرحمہ کی سیرت کو اپناتے ہوئے مذہبِ اہلِ سنت کی خدمت کرتے رہیں۔

مولانا مفتی عبد الرزاق مصباحی صدر المدرسین دار العلوم رضائے مصطفیٰ نے حضور حافظِ ملت علیہ الرحمہ کی سوانح بیان کرتے کہا کہ یقیناً حضور حافظِ ملت بہت ساری خوبیوں کی جامع شخصیت کا نام ہے۔

دعوت و تبلیغ اور اصلاحِ افکار واعمال کے لیے تین چیزیں بڑی اہم ہوتی ہیں: درس و تدریس، تالیف وتصنیف، وعظ وتقریر۔ یہ تین چیزیں اسلامی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم رہا حضور حافظِ ملت کی ذات پر کہ آپ تینوں صفات سے متّصف تھے۔ ایک طرف آپ درس و تدریس کے بے تاج شہنشاہ تھے تو دوسری طرف مولف ومصنف کے ساتھ ایک عظیم واعظ بھی تھے۔ اصلاحِ معاشرہ کے لیے آپ کے جو اقوالِ زریں ہیں وہ سنہرے حروف میں لکھے جانے کے لائق ہیں۔

اس کے بعد مولانا محمد کاشف رضا مصباحی نے سوانح حضور حافظِ ملت علیہ الرحمہ پر اپنی علمی وتحقیقی گراں قدر معلومات کو طلبہ کے سامنے اجاگر فرمایا اور ساتھ ہی ساتھ بارگاہِ حضور حافظِ ملت علیہ الرحمہ پر اپنی علمی وتحقیقی گراں قدر معلومات کو طلبہ کے سامنے اجاگر فرمایا اور ساتھ ہی ساتھ بارگاہِ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ میں خراجِ عقیدت بھی پیش کیا۔ صلاۃ وسلام اور دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔

از: محمد الطاف رفاعی

ہبلی میں عرسِ عزیزی کی نورانی محفل

باغِ فردوس کی صورت میں یہ علمی گلشن
سیدی حافظِ ملت کی کرامت دیکھو

مرکزی شہر ہبلی میں یکم جمادی الآخرہ 1443ھ مطابق 5 جنوری 2022ء بروز چہار شنبہ استاذ العلما جلالۃ العلم، حضور حافظِ ملت علامہ الشاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی نور اللہ مرقدہ کے سالانہ عرس کے موقع پر سکینہ عربی مدرسہ میں عرس کا انعقاد ہوا جس میں عوام وخواص، علما وائمہ اور معززینِ شہر شریک ہوئے۔ حافظ شہنواز سلمہٗ نے نظم پیش کی اس کے بعد قصائد پیش کیے گئے اور قل شریف کیا گیا۔ بے شمار عقیدت مندوں نے قرآن حکیم کے سیکڑوں دور کر کے حضرت حافظِ ملت علیہ الرحمہ کی روحِ مبارکہ کو ایصال ثواب کیا۔ اخیر میں راقم الحروف نے حافظِ ملت کی حیات اور کارناموں کو بیان کیا۔ صلاۃ و سلام کے بعد قل شریف، شجرہ طیبہ، تقسیم تبرک اور دعائیہ کلمات پر محفل کا اختتام ہوا۔

از: **رئیس احمد عزیزی** ادروی، ہبلی کرناٹک

حضور حافظ ملت کے تعلیمی مشن
کو آج بھی جاری رکھنے کی ضرورت
مبلغ اسلام ریسرچ سنٹر ممبئی کے زیر اہتمام منعقد
عرسِ حافظ ملت میں علما ومشائخ کا اظہار خیال

ممبئی، الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور جماعت اہلسنت کے لیے پھل دار تناور درخت ہے جس کا وجود اہل سنت وجماعت کے لیے امید کی ایک کرن ہے۔ ان خیالات کا اظہار آل رسول سید معین الدین اشرف اشرفی سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرف کچھو چھہ مقدسہ نے علیمی آفس علیمی دربار ہوٹل مصطفیٰ بازار میں مبلغ اسلام ریسرچ سینٹر کے زیر اہتمام منعقد عرس حافظ ملت علیہ الرحمہ کے موقع پر کیا۔ انھوں نے مزید کہا کہ جامعہ اشرفیہ کے فرزندوں نے اسلام کی ترویج واشاعت کے لیے جو خدمات انجام دی ہیں وہ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں تعلیم وتدریس کی دنیا ہو یا دعوت وتبلیغ اس مبارک موقع پر مفتی اعظم

ہالینڈ علامہ مفتی شفیق الرحمٰن عزیزی مصباحی سربراہ اعلیٰ دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی نے کہا کہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کا نصف صدی سے زائد شاندار ماضی سامنے ہے ہم سب کی ذمہ داری یہ ہے کہ آنے والا وقت ادارے کے لیے اس سے بہتر اور تاب ناک ہو اس کے لیے جماعت کے ہر فرد کو ادارے کی تعمیر و ترقی کے لیے آگے آنا ہوگا۔ رضا اکیڈمی کے سربراہ الحاج سعید نوری نے کہا کہ حافظ ملت ایک عہد ساز اور انقلاب آفریں شخصیت کا نام ہے آپ نے باصلاحیت افراد کو پیدا فرما کر پوری دنیا میں تعلیم اسلام کو عام کیا ہے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ آپ کی خدمات کی بنیاد پر رہتی دنیا تک آپ کو یاد کیا جائے گا۔

چشتی ہندوستانی مسجد کے خطیب و امام علامہ عبد الجبار اعظمی ماہر القادری نے کہا کہ استاد گرامی حضور حافظ ملت کو اللہ نے بہت ساری خوبیوں کا مالک بنایا تھا آپ نے اپنے کدو کاوش سے ایک ایسا دینی قلعہ بنایا کہ رہتی دنیا تک آپ کو یاد رکھا جائے گا۔

جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے استاذ علامہ نفیس احمد نے اس موقع پر کہا کہ حضور حافظِ ملت نے جماعت اہل سنت کے فروغ اور استحکام کے لیے جو تعلیمی مشن چلایا تھا اس کو اپنانے اور سینے سے لگانے کی ضرورت ہے۔ سنی مدینہ مسجد ناریل واڑی کے خطیب و امام علامہ مفتی محمد نعیم اختر نے کہا کہ حضور حافظِ ملت نے نہ ہونے کے باوجود اپنی ذات میں انجمن تھے، جامعہ اشرفیہ کے فارغین دنیا کے مختلف گوشوں میں الحمدللہ آج خدمت دین انجام دے رہے ہیں، یہ فیضان ہے حضور حافظ ملت کا۔ اس موقع پر مولانا اقبال گورکھ پوری اور مولانا محمد فاروق نظامی نے منقبت پیش کی اور نظامت کے فرائض مولانا محفوظ الرحمٰن علیمی نے انجام دیے، اس موقع پر مولانا مظہر حسین علیمی، مولانا خادم رسول علیمی، مولانا اظہر علیمی، مولانا محمد عمر نظامی، مولانا محمد یوسف، قاری سلیمان، جناب شبنم بستوی، احتشام الحق علیمی، نسیم الحق علیمی، محب الحق علیمی، معز الحق علیمی، فیضان الحق علیمی، کاشف الحق علیمی، عمران اشرفی، ضمیر شیخ اشرفی، سید علی بھئی، الحاج وصی الدین نورانی، الحاج احمد نورانی، وحید اللہ نظامی اس کے علاوہ بہت سارے حضرات موجود تھے۔

(روزنامہ انقلاب وارانسی، 6 جنوری 2022ء)

بنارس میں الحاج عبدالحکیم عزیزی مرحوم کے دولت کدے پر عرس عزیزی کی تقریب

5/ جنوری 2022ء/یکم جمادی الاخری 1443ھ بروز بدھ

ہمدرد قوم و ملت، بہی خواہ الجامعۃ الاشرفیہ، مریدِ حضور حافظِ ملت عالی جناب الحاج عبدالحکیم عزیزی مرحوم کے دولت کدے پر ان کے لائق و فائق صاحب زادے جناب امیر الحکیم عزیزی صاحب نے بارگاہ حضور حافظِ ملت میں خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لیے ایک محفلِ پاک کا انعقاد کیا۔ تمام وابستگانِ سلسلہ عزیزی و دیگر محبین حضرات بعد نمازِ مغرب محفلِ قرآن خوانی میں آتے رہے اور رحمت و نور کے ماحول میں قرآن خوانی ہوتی رہی، نمازِ عشا کی ادائیگی کے بعد خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی عبد الحنان قادری مصباحی استاذ مدرسہ مجیدیہ ہڑہا سرائے، ہڑہا، بنارس کی صدارت میں نبیرۂ الحاج عبد الحکیم مرحوم، عزیزم مولوی محمد ریحان رضا عزیزی نے تلاوت قرآن پاک سے محفل کا آغاز کیا، بعدہ عزیز موصوف نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں نعتِ رسولِ پاک ﷺ کا نذرانہ پیش کیا اور بارگاہِ حضور حافظِ ملت میں منقبت کا خراج بھی، پھر صدرِ اجلاس حضرت مفتی عبد الحنان نے حضور حافظِ ملت کی عبقری شخصیت پر ایک پر مغز خطاب فرمایا اور تقریر میں فرمایا کہ حضور حافظِ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان وہ علمی و فکری سرچشمہ ہیں جن کی نگاہِ التفات نے اپنے ارشد تلامذہ کو نگہبانی کا سلیقہ بخشا، علمی فیضان سے مالا مال کیا، فکر و شعور کو بالیدگی عطا کی، قوتِ ارادی کو صحیح سمت میں استعمال کرنے کا حوصلہ دیا۔ آپ اپنے مشفق استاذ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی ایما پر مبارک پور اعظم گڑھ میں خدمتِ دینِ متین کا مقصد لے کر پہنچے اور آپ نے اپنے استاد محترم کے اعتماد و وقار کو ذرہ برابر بھی ٹھیس نہ پہنچنے دی۔ پوری دل جمعی کے ساتھ میدانِ عمل کے اس دشوار ترین سفر کو جاری رکھا اور اعلیٰ درجہ کی کامیابی حاصل کی۔ جب دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم کی پرانی عمارت اپنی تنگ دامانی پر شکوہ کناں ہوئی تو قصبہ مبارک پور سے باہر ایک وسیع و عریض مسطح زمین پر پرشکوہ شہرستان علم و فضل بسانے کے لیے ایک زمین حاصل کی اور مئی 1972ء میں الجامعۃ الاشرفیہ کا جشن تاسیس منایا گیا جو اشرفیہ کی تاریخ میں تاریخ ساز تعلیمی کانفرنس کے نام سے مشہور ہوا، اور آج بھی اس کانفرنس کو مثالی کانفرنس کے طور پر یاد کیا جاتا ہے۔ یہاں سے تحریکِ اشرفیہ کو ایک نئی راہ ملتی ہے۔

اخیر میں صلاۃ و سلام، دعا اور تقسیمِ لنگر پر پروگرام کا اختتام ہوا۔

***

R.N.I. No. 29292/76
Regd. No. AZM/N.P.2

THE ASHRAFIA MONTHLY

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

Mubarakpur Azamgarh (U.P.) 276404 (INDIA)

MARCH 2022

(Mob. No.) 9450109981 (Mumbai Office) 022-23726122
(Delhi Office) Tel. 011-23268459, Mob.No. 9911198459
www.aljamiatulashrafia.org Email: info@aljamiatulashrafia.org

رباعیاتِ نور

از: سید محمد نور الحسن نورؔ نوابی عزیزی

Dabistan-E-Nawwabiya Aziziya Publications

www.dabistanenawwabiya.com

dabistanenawwabiya@gmail.com

دبستانِ نوابیہ عزیزیہ

9415494492

رابطے

(For Education)

(1) Darul Uloom Ahle Sunnat
Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom
Central Bank of India
A/C 3610796165
IFSC. Code: CBIN 0284532

(2) Darul Uloom Ahle Sunnat
Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom
Union Bank of India
A/C 303001010333366
IFSC. Code: UBIN 0530301
Branch Code: 530301

(3) Darul Uloom Ahle Sunnat
Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom
Punjab National Bank
A/c 05752010021920
IFSC. Code : PUNB0057510

(For Construction)

(1) Aljamiatul Ashrafia
Central Bank of India
A/c 3610803301
IFSC. Code: CBIN 0284532

(2) Aljamiatul Ashrafia
Union Bank of India
A/c 303002010021744
IFSC. Code: UBIN 0530301
Branch Code: 530301

(3) Aljamiatul Ashrafia
Punjab National Bank
A/c 05752010021910
IFSC. Code : PUNB0057510

BHIM
BHARAT INTERFACE FOR MONEY

BHIM UPI Payments Accepted at
Darul Uloom Ahle Sunnat
Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom

Account Number : 3610796165, IFSC Code: CBIN0284532

SCAN & PAY ANY UPI SUPPORTED APPS

(1)- Exempted u/s 80G, (5) (VI), of Income Tax Act. 1961, Vide File No. Aa.Ayukt/Gkp/80G, Redg. S.No. 178/2011-12 Dt. 30/8/2011 w.e.f A.Y 2012-13 (F.Y.2011-12)
(2)- Exempted u/s 12A, Vide Letter No. 177/2011-12

Only for Foreign Countries. FCRA Registration. No.236250051 Nature: Educational Social. For Account Detail, please visit http://aljamiatulashrafia.in/donation.php?lang=EN